درس قرآن مجید

مجموعہ سال دوم

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القمر)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

درس قرآن مجید

(دوسرا سالانہ مجموعہ)

از
قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب

مرتبہ
محمد عثمان غنی بی اے

شائع کردہ
دارالارشاد کیمبلپور ۔ پاکستان

علماء کرام کے ترجمان

"ترجمان اسلام"

کی رائے گرامی!

حضرت قاضی صاحب فاضل دیوبند اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ آپ کا درس قرآن قدیم اور جدید تعلیم یافتہ حضرات اور عوام کیلئے مفید ہے۔"

ترجمان اسلام ۷ جولائی ۶۶ء

واہ کینٹ کے درسِ قرآن پر

دو سالہ رپورٹ

محمد عثمان غنی بی اے منتظم درسِ قرآن واہ کینٹ

یہ رپورٹ ایک کثیر مجمع کے سامنے مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے روز درسِ قرآن کی دوسری سالگرہ کے موقع پر پیش کی گئی۔ جسمیں متعدد حضرات نے دور دراز مقامات سے تشریف لاکر شرکت فرمائی۔ مندرجہ ذیل خصوصی مہمانوں کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور لاہور، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب لاہور، ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور، حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی، حضرت مولانا عبدالحی صاحب موضع بھوئی گاڑ۔

یہی رپورٹ اس کتاب کے مقدمہ کے طور پر درج کی جارہی ہے۔ ... تعالیٰ قبول فرمادیں۔

محمد عثمان غنی بی اے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى
اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ برکات کا سرچشمہ، ہدایات کا مجموعہ، رحمتوں کا

خزینہ اور انعامات الٰہیہ کا منبع ہے ۔ فرماں برداروں کو خوش خبریاں سناتا ہے اور عقل والوں کے لئے سراپا نصیحت ہے ۔ ارشادات باری تعالیٰ ملاحظہ ہوں ۔

۱ ۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورت نحل، آیت نمبر ۸۹)

ترجمہ :- اور (اے نبی صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جسمیں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے

۲ ۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ص آیت

ترجمہ :- ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ، بڑی برکت والی ، تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں ۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور پر نازل فرمایا ۔ حضور انور نے امت کو خداوند عالم کا پیغام من وعن پہنچایا جس سے مردہ دلوں کو تازگی نصیب ہوئی ، حضور اکرم کے جانثار ، صحابہ کرام ، تابعین تبع تابعین ، ائمہ مجتہدین ، مفسرین ، محدثین ، صلحا ، اولیا ، علماء اور اتقیاء نے علوم قرآنیہ کی روشنی فضائے عالم میں پہنچائی ۔ اس مقدس پیغام کی تشریح و تفسیر آج تک حضور انور کے دروازے کے غلام کرتے آئے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری رہے گا ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے کون واقف نہیں ۔ ان حضرات کے امت مسلمہ پر اتنے بڑے بڑے احسانات ہیں کہ جن کا شمار بھی مشکل ہے ۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال میں ایک جگہ بیٹھ کر قرآن مجید کا سب سے پہلا اردو ترجمہ مکمل کیا ۔ جو آج تک تمام تراجم کی اساس ہے ۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کو جس قبرستان میں دفن کیا گیا ہے اس کے ارد گرد بارہ بارہ میل کے مُردوں سے اللہ تعالیٰ نے عذاب اٹھا لیا۔

اس علمی خاندان سے خوشہ چینی کرنے والی ایک بہت بلند پایہ ہستی اس دنیا میں بھی گذری ہے جن کو شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؒ نے بھی لاہور میں ۵۴ سال درس قرآن مجید دیا۔ آپ کی وصیت تھی کہ جمعہ و عیدین کے علاوہ درس کا ناغہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ سعادت مند صاحبزادہ نے گھر میں باپ کا جنازہ رکھ کر تڑپتے ہوئے دل اور اشکبار آنکھوں سے اس نصیحت پر عمل کیا اور درس قرآن حکیم دیا۔

اس کا صلہ دربارِ خداوندی سے کیا ملا؟ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپؒ کی وفات کے تیسرے دن بعد آپ کے ایک برگزیدہ خلیفہ مجاز کو آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؒ کے چہرہ اقدس پر انبساط و مسرت کے انوار برس رہے تھے۔ پوچھا گیا کہ "حضرت! پروردگار عالم سے آپ کی ملاقات کیسے ہوئی؟" فرمایا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو بہت بڑا شفیق و رحیم پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سوال کیا کہ اے احمد علی! تم ہمارے لئے کیوں اس قدر مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے؟ میں نے عرض کیا اے پروردگار عالم مجھ کو آپ سے خوف آتا تھا۔ فرمایا اگر ہم نے تم کو بخشنا ہوتا تو تم پر ظاہری اور باطنی اس قدر زیادہ ذمہ داریاں نہ ڈالی جاتیں۔ ایک مخصوص عنایت مجھ پر یہ بھی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ہم نے تیری مہمانی کے طور پر لاہور کے قدیم قبرستان میانی صاحب کے تمام گنہگار صاحب ایمان اہل قبور سے اپنا عذاب اٹھا لیا ہے۔" حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے

نفے "سب کچھ بنتا ہے آسان، سب سے مشکل بننا ہے انسان، انسان فقط بنانا ملب ہے قرآن دل ہے زمین، کلمہ طیبہ ہے بیج، چشمہ آب حیات ہے قرآن، ہادی ہے پانی دینے والا یہ نسخہ ہے، اس سے یقیناً شفا ہو جائے گی"

اس مردِ حق پرست کے مجازین حضرات سے بھی خلقِ خدا کو بے انتہا فائدہ پہنچا اور آج تک پہنچ رہا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے علاقے میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و فیوض کا چشمہ پھوٹا اور آپ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی خطیب جامعہ مدنیہ و پروفیسر گورنمنٹ کالج کیمبل پور نے نومبر ۱۹۶۴ء سے اکابر کے طریق پر ماہ کینٹ میں درس قرآن کا آغاز سلسلہ شروع فرمایا، جو بحمد اللہ آج تک باقاعدہ جاری ہے۔ آپ کے طرزِ بیان میں عجیب کیف اور کشش ہے مگر قاضی صاحب کی بے نفسی کا یہ عالم ہے کہ آپ کو اپنی علمیت پر قطعاً ناز نہیں ہے بلکہ درس کے فوائد اپنے شیوخ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا مبلغ علم ہے وہ مجھے بھی معلوم ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے۔ یہ تو میرے شیخ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کا روحانی فیضان اور اس کے تصرفات ہیں کہ جب میں قرآن بیان کرنے لگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے سینے کو کھول دیتے ہیں، مضامین خود بخود سامنے چلے آتے ہیں اور نکات حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس درس مقدس کو قلمبند کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو عطا فرمائی، یہ میرا کوئی کمال نہیں ہے، یہ محض بزرگوں کی توجہات اور توفیق ایزدی ہے۔ چند مخلص احباب نے کمر ہمت باندھی تو یہ سلسلہ قائم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی خوشی محمد صاحب کو اجر جزیل عطا فرمائے جنہوں نے اپنے گھر میں قرآن کی برکات جمع کریں، ہمارے مخلص احباب جناب محمد اکرم خان صاحب اور چوہدری غلام قادر صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے جو ہمارے دست و بازو رہے، ہمارے دیگر معاونین جناب الحاج حکیم غلام محمد صاحب

محمد اشرف علی زیدی صاحب، جناب محمد عرفان صاحب، جناب حاجی محمد ظفر صاحب، جناب کرامت علی خاورنی صاحب، جناب ڈاکٹر ایچ اے حسین صاحب جناب مرزا عبداللطیف صاحب، جناب عبدالغنی صاحب اور دیگر اصحاب کا بھی اس درس قرآن کے اہتمام و انصرام میں ہر قسم کا تعاون اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یقیناً باعث اجر و ثواب ہے درس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ بغیر کسی اشتہار، اعلان یا منادی کے از خود شوق سے آتے ہیں۔ عوام کی سہولت کے لئے درس کا دن ہر ماہ کا آخری اتوار مقرر ہے اور وقت صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک، پہلے درس سلسلہ وار آیات پر ہوتا رہا، بعد میں یہ طریق اختیار کیا گیا کہ ہر بڑی سورت کا پہلا رکوع پڑھ دیا جائے، اور تھوڑے سے وقت میں سورت کے مضامین پر حتی المقدور روشنی ڈال دی جائے، الحمدللہ آج سورۂ انعام ختم ہو چکی ہے اور آئندہ ماہ سورۂ اعراف پر درس ہوگا۔ درس کی رونق روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ مقامی حضرات کے علاوہ بیرونی مقامات مثلاً مری۔ ایبٹ آباد، حویلیاں، ہری پور، ہزارہ کیمبلپور، راولپنڈی، پنڈی گھیب، تلہ گنگ وغیرہ سے بھی اکثر احباب شرکت فرماتے ہیں، درس قرآن قسط وار ملک کے مشہور دینی جریدہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور میں شائع ہوتا رہتا ہے جس سے دور دراز مقامات پر بھی حق کی یہ آواز پہنچ رہی ہے نومبر ۱۹۶۴ء سے اکتوبر ۱۹۶۵ء تک کے درسوں کا سالانہ مجموعہ کتابی شکل میں چھپ کر قدردانوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے اور نومبر ۱۹۶۹ء سے اکتوبر ۱۹۷۰ء تک کے درسوں کا دوسرا سالانہ مجموعہ کتاب ہذا کی شکل میں پیش خدمت ہے۔ ہم اپنے پروردگار کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری تھوڑی سی کوشش میں برکت پیدا فرمائی اور اس درس کو حسنِ قبول سے نوازا ورنہ ہماری کیا بساط ہے

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی
منت شناس زو کہ بخدمت گذاشتت

ترجمہ۔ اے فلاں! تو یہ احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے بلکہ تجھے لازم ہے کہ تو بادشاہ کا احسان مانے کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کے لئے منتخب فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ریا سے بچائے۔ ہم کسی قسم کا گھمنڈ نہیں کرتے اور شیطان کے حملوں سے اللہ تعالیٰ پناہ طلب کرتے ہیں۔ آج ہمارے روحانی مربی جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ اور ہمارے دیگر اکابر ہمارے درمیان موجود ہیں اس لئے تحدیث نعمت کے طور پر ہم درس قرآن کے پہلے سالانہ مجموعہ کے متعلق آئے ہوئے بے شمار خطوط میں سے چند کے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(۱) جانشین شیخ التفسیر امیر انجمن خدام الدین لاہور مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور دامت برکاتہم نے اپنے خصوصی کلمات برکت دعا عطا فرماتے ہوئے تحریر فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ تم میں سے وہ شخص بہتر ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے۔ ہمارے محترم قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ماشاء اللہ فاضل دیوبند ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور ادھر حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے مجاز میں سے ہیں۔ الحمد اللہ وہ کیمبلپور میں بھی درس و تدریس اور خطابت کے ذریعے احکام الٰہی کی نشر و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اب وہ کچھ عرصہ سے اپنی جماعت کی دعوت پر ہر ماہ کے آخری اتوار کو واہ کینٹ میں درس قرآن مجید کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ دن بدن مقبول ہو رہا ہے اس درس کے مضامین کو بعد میں مرتب کرکے ہمارے احباب ہفت روزہ خدام الدین میں شائع کروا رہے ہیں۔ اس طرح استفادہ کی گنجائش بڑھ گیا ہے۔ صاحب موصوف کی یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے کلام پاک کی خدمت لے رہے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

ہمارے دل سے تو بے ساختہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو تا دم زیست، اشاعت اسلام اور خدمت قرآن کی توفیق ارزانی فرمائے آمین"

(۲) جامع شریعت و طریقت زبدۃ الصلحاء حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب نقشبندی قادری پسروری خلیفۂ مجاز حضرت لاہوری نے تحریر فرمایا۔

"خدام الدین کے ذریعہ آپ کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے۔ خدا کرے کہ کبھی ملاقات سے مسرت کامل ہو۔ محترم حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب اور یارانِ طریقت کی خدمت میں تسلیمات"

(۳) جامع شریعت میں طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب جالندھری قادری خلیفہ ارشد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ و خطیب نور مسجد ساہی وال نے تحریر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو دین متین کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق نعم الرفیق شامل حال فرماویں، آپ کے لئے شب و روز دعاگو ہوں، ذکر فکر کی مزید تاکید ہے۔"

(۴) جناب محمد سرور خان صاحب سابق مینیجر جھنگ سنٹرل کوآپریٹو بنک جھنگ نے تحریر فرمایا۔

"قرآن کی اس خدمت میں مولا کریم نے آپ حضرات کے لئے بہت ہی بڑا اجر تیار رکھا ہے اللّٰھم زد فزد"

(۵) جناب الحاج محمد شفیع عمرالدین صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر حیدرآباد نے تحریر فرمایا "خدام الدین میں درس قرآن کا سلسلہ بہت ہی مفید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خدمت قرآن کی توفیق عطا فرمائیں"

(۶) جناب میاں اللہ بخش صاحب جمیل، رئیس آباد، تلمبہ نے لکھا۔

کچھ عرصہ سے امام الاتقیاء حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب کا ترجمہ خدام الدین میں پڑھ رہا ہوں اور جوں جوں پڑھتا ہوں آپ سے کیا ہوا وعدہ یاد آجاتا ہے۔ لہٰذا دل چاہتا

ہے کہ پروانہ کرکے حضرت کے جوتوں پر سر نیاز رکھ دوں۔ انہی حضرات کے جوتوں میں دُرِ نایاب پائے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں ایسی ہستیوں کا وجود غنیمت ہے اللہ جل مجدہٗ انہیں رہتی دنیا تک سلامت رکھے، مجھ جیسے ہزاروں کی زندگیاں ان پر قربان ہوں، ہماری ساری زندگیوں کا بقایا حصہ ایسی ہستیوں کو مل جائے تاکہ قرآن کا نور دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے۔"

۷۔ جناب عبدالستار صاحب پیر الٰہی بخش کالونی کراچی کے انگریزی میں تحریر کردہ خط کا اقتباس:

I wish to express my deep gratitude to you for the outstanding work being done by you in the compilation of the dors-e-Quran by Qazi Zahidul Hussaini sahib which is published regularly by the Weekly Khuddamuddin Lahore for the immense benefite of the muslims at large

۸۔ جناب سید حمید صاحب نے میرپور خاص ضلع تھرپارکر سے لکھا

محترم قاضی صاحب کی تفسیر نہایت پسند ہے کیونکہ علمی تحقیق اور سلیس الفاظ کا ایک بہتر علمی ذخیرہ ہے"

۹۔ جناب الحاج مرزا افضل بیگ صاحب دار الخطیب ٹنڈو بھوڑو حیدرآباد نے تحریر فرمایا۔

"آپ کے درس شریف سے بڑے محظوظ ہوتے ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت

رکھیں۔ مالک حقیقی جل شانہٗ کی آپ پر رحمت ہو، آپ بہت بڑا کام کر رہے ہیں
یہ اس احکم الحاکمین، اکرم الاکرمین جل شانہٗ کا بہت بڑا فضل و کرم آپ پر ہے۔ درس کا
مجموعہ شریعت دیکھا۔ الحمد للہ دل باغ باغ ہوا۔ آپ کے الفاظ میں حضرت قبلہ مولانا
شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت خوشبو آتی ہے، بے شک آپ ان کے بجا خلیفہ ہیں۔

(۱۰) جناب محمد اقبال صاحب سٹینو گرافر گدو بیراج کشمور ضلع جیکب آباد نے لکھا۔

"جب سے مولانا زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ والا درس قرآن چھپ رہا ہے متواتر
خدام الدین میں اس کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ درس قرآن پڑھ کر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ
اللہ والے نایاب نہیں ہیں کمیاب ضرور ہیں۔ خدام الدین آتے ہی سب سے
پہلے قاضی صاحب کے درس قرآن کو پڑھتا ہوں، درس میں روحانیت کے
دریا بہہ رہے ہیں۔ ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ختم نہ ہو اور پڑھتے جائیں
مگر افسوس کہ جلد ہی "END" آجاتا ہے۔ یقین جانئے کہ ان کے ایک ایک فقرہ
بلکہ ایک ایک لفظ میں اثر کھرا پڑا ہوتا ہے"

(۱۱) جناب منیر احمد شاد محکمہ قانون سول سیکرٹریٹ مغربی پاکستان لاہور نے تحریر فرمایا۔

"آپ کو مبارک ہو کہ اللہ رحمٰن اپنے فضل و کرم سے آپ کو اہل خیر و حق کی کڑی
بنائے ہوئے ہیں خصوصاً حضرت مولانا قاضی صاحب کا درس قرآن جو واہ کینٹ میں
منعقد ہوتا ہے اور آپ ان کے ارشادات بعینہٖ نوٹ فرما کر ہفت روزہ خدام الدین
میں شائع کراتے ہیں اور اللہ کے بہت سے بندوں کو مستفید فرماتے ہیں حضرت کا طرز
بیان سبحان اللہ! یقین جانئے میں نے بہت سے رسالے سنبھال رکھے ہیں میرا ایک بچہ ہے
(ربیع احمد) ابھی ننھا منا ہے۔ میری بیوی کہتی ہے کہ ربیع احمد جب بڑا ہوگا تو پڑھے گا۔

حضرت کے سادہ اور پیارے الفاظ حضور پر نور سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اقدس کا درس میں بیان اور پھر ہمارے اسلاف کا ذکر حضرت قاضی صاحب کا عجیب انداز ہے۔ میں جب رسالے کو ہاتھ میں لیتا ہوں تو سب سے پہلے دل درس قرآن کو دیکھنا چاہتا ہے پھر ایک بار نہیں کئی بار پڑھتا ہوں۔ پھر گھر میں اپنی اہلیہ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ پھر ہمسایوں کو پڑھ کر سناتا ہوں اور پھر دوسری تیسری قسط کا انتظار دل میں موجزن رہتا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبید اللہ شاہ انور مدظلہ سے ہے۔

(۱۲) جناب محمد یوسف قریشی صاحب پرائم گلاس ڈرس جہلم نے لکھا:۔

"آپ نے جو سلسلہ درس قرآن واکیسٹ بند شروع کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ کے لئے رواں دواں رکھے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی اور قبلہ مولانا زاہد الحسینی صاحب کی زندگی دراز کرے"۔

(۱۳) جناب عبدالستار صاحب نے ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سے تحریر فرمایا:۔

"خدام الدین میں بھی بسلسلہ سابق درس قرآن کی اشاعت ضرور فرمائی جائے۔ اس سے دل کو از حد تقویت پہنچتی ہے اور ایمان کو فرحت اور تازگی حاصل ہوتی ہے"۔

(۱۴) جناب حکیم محمد حسین صاحب چک نمبر 335/WB قطب پور ملتان نے لکھا:۔

"قبلہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ کا درس قرآن خدام الدین میں شائع ہوتا رہا دل کی تمنا ہے کہ خدا کرے قبلہ مولانا کی عمر اتنی دراز ہو جائے کہ سارے قرآن پاک کا درس اور تفسیر کتابی شکل میں آجائے۔ بہت مؤثر درس ہے"

(۱۵) جناب نظام الدین انصاری جامع مسجد اہل حدیث سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر نے تحریر فرمایا

"اس بابرکت اور دینی کام کی انجام دہی پر مبارک باد قبول فرمائیے۔ خدا آپ کو تبلیغ اسلام کی مزید توفیق عطا فرمائے۔"

(۱۶) جناب سعید حسن صاحب پولیس پنشنر جہلم نے لکھا:۔

"حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی دام ظلہم العالی کی مختصر مگر جامع تفسیر اور درس قرآن میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا عکس نظر آتا ہے۔"

(۱۷) جناب محمد رفیق صاحب طالب علم جماعت دہم راولپنڈی نے لکھا۔

"آپ کی کتاب درس قرآن مجید" بہت ہی پسند آئی۔ میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے بزرگان دین کو ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے اعتکاف میں بھی بیٹھنے کا موقع دیا۔ اس وقت میں نے دسویں جماعت کا امتحان دے دیا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ کامیاب کرے۔

(۱۸) جناب کریم الدین نقشبندی میرپور خاص سندھ نے لکھا۔

"اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے کہ جس طرح آپ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کے درس کو خدام الدین میں چھپوا کر ایک عظیم کام کر رہے ہیں۔"

(۱۹) جناب محب علی سومرو صاحب شکارپور سندھ نے تحریر فرمایا:۔

"جب کبھی خدام الدین دیکھتا ہوں تو درس قرآن مجید کو ڈھونڈتا ہوں۔ پھر یہ خواہش ہوتی ہے کہ خدا کرے کوئی ایسا آدمی ہو جو اس کو کتابی شکل میں شائع کر دے۔ اب تمہارا نام خدام الدین میں پڑھا۔ خدا تمہیں دونوں جہانوں میں آباد کرے۔ اور محبوب جماعت میں شامل کرے۔"

(۲۰) جناب محمد ابراہیم صاحب قصوری ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ نے لکھا:۔

"آپ کی دینی خدمات پر آپ کو خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں"

(۲۱) جناب خواجہ عبدالجلیل صاحب نے پشاور سے لکھا۔

"عاجز رسالہ خدام الدین لاہور برابر پڑھتا ہے جس سے بڑی روحانی مسرت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر دے"۔

(۲۲) جناب صوفی سکندر صاحب نے میکلوڈ روڈ کراچی سے لکھا۔

"رسالہ خدام الدین میں آپ کا درس قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ درس قرآن مجید کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔

(۲۳) جناب رحمت اللہ صاحب نے تحصیل سکرنڈ ضلع نواب شاہ سے لکھا۔

"رسالہ خدام الدین میں درس قرآن از حضرت قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہ پڑھ کر قلب میں رقت اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے"۔

(۲۴) جناب عبدالستار صاحب مغل پورہ لاہور سے لکھا۔

"مدت دراز سے میں خدام الدین کا مطالعہ کرتا ہوں۔ قدرتی امر ہے کہ قاضی صاحب مدظلہ العالی کے درس وتقریر سے ایسی والہانہ محبت اور عقیدت پیدا ہو چکی ہے کہ ہفت روزہ خدام الدین جب ہاتھ میں لیتا ہوں تو سب سے پہلے قاضی صاحب کا درس تلاش کرتا ہوں جب دیکھ لیتا ہوں کہ قاضی صاحب کے ارشادات عالیہ ہیں تو تسلی ہو جاتی ہے"۔

چند خطوط کے اقتباسات آپ نے ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ بڑے نکتہ نواز ہیں۔ چاہیں تو ایک نکتہ پر مواخذہ فرمالیں۔ چاہیں تو ایک نکتہ پر مغفرت اور رحمت سے نواز دیں۔ امام غزالی بہت بڑے عالم اور صوفی ہو گزرے ہیں۔ بغداد میں انہوں نے دارالحدیث بنایا تھا کئی جگہ انہوں نے قرآن وحدیث کے درس دیئے۔ "احیاء العلوم" اور "کیمیائے سعادت" جیسی بلند پایہ تصانیف کیں۔ کسی

بزرگ نے ان کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ امام غزالیؒ نے جواب دیا جب اللہ تعالیٰ کے حضور میری پیشی ہوئی تو باری تعالیٰ نے پوچھا غزالی! تو نے دنیا میں کیا کیا؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "یا الہ العالمین! قرآن وحدیث کے درس دیئے تصنیفات کیں۔ تیرے دین کی بہت خدمت کی" خداوند عالم نے فرمایا کہ یہ تو کچھ عمل نہیں آپ نے تو علمی خواہش پوری کی۔ عالم یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ کسی مسئلہ کو بیان کرے۔ عالم کی انگلیاں کسی تحریر وکتابت کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ کیا تدریس و تالیف کے علاوہ کوئی اور عمل بھی تمہارے پاس ہے؟" امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ میں خاموش رہا اور میرے بدن پر خوف و خشیت کے مارے لرزہ طاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے جواب ملا "غزالی مت ڈر ایک دن تم کچھ لکھ رہے تھے جب تم نے دوات سے قلم اٹھایا۔ تو اس پر ایک مکھی بیٹھ گئی۔ تم نے قلم کو جنبش نہ دی کہ مکھی بھوکی پیاسی ہے۔ سیاہی چوس کر سیراب ہوجائے گی۔ بس تیرا وہ عمل قبول کرکے تجھ کو بخش دیا ہے"۔

اس عبرتناک واقعہ کی روشنی میں ہم اپنے کسی بھی کام پر سوائے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت کے کوئی بھی سہارا نہیں رکھتے اور ہم اس کی بارگاہ عالی میں اپنا دامن پھیلا کر بصد عجز و نیاز دعا کرتے ہیں کہ وہ قادر مطلق اور احکم الحاکمین ہمیں ریا سے بچائے۔ حسن نیت، اخلاص اور استقامت سے نوازے اور اپنے کلام پاک کی اس سے بڑھ کر توجہ اللہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کسی شامت اعمال کی وجہ سے ہم سے یہ توفیق سلب نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے مشفق و مکرم قاضی صاحب کی صحت، عمر، علم اور ہمت میں برکت عطا فرمائے اور اس درس مقدس کو دوام بخشے (آمین یا الہ العالمین)۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء   احقر محمد عثمان غنی بی اے۔ $\frac{19E}{100}$ واہ کینٹ۔

کلماتِ دعا و برکت

(از مخدوم و مطاع جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور دامت برکاتہم)

الحمد للہ درس قرآن حکیم کی دوسری سالگرہ میں حاضر ہو کر انتہائی مسرت حاصل ہوئی۔ آج سے دو برس قبل جب درس قرآن عزیز واہ کینٹ میں شروع ہوا تھا تو صرف چند مقامی احباب اس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے دور دراز مقامات سے لوگ سفر کی صعوبتیں طے کر کے شریک درس ہوتے ہیں۔ دراصل جہاں یہ قرآن کریم کی کشش، اس کی برکت ہے۔ وہاں یہ حضرت قاضی صاحب موصوف کے اخلاص و للّٰہیت اور داعی حضرات کے خلوص کی بھی دلیل ہے۔

چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی روزِ ازل سے دست و گریباں رہا ہے۔ آج بھی ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔ چنانچہ یہاں بھی شیطان نے روڑے اٹکانے کی اپنی سی کوشش کی۔ لیکن جیسے ہمیشہ صداقت کے مقابلہ میں طاقت نے شکست کھائی ہے۔ یہاں بھی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ کا منظر دیکھنے میں آیا۔

منتظمین حضرات اس کارِ خیر کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ کر انجام دے رہے ہیں۔ انعقادِ درس اور مہمانوں کی خدمت کے مصارف آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ چندہ وغیرہ قطعی نہیں کرتے۔ حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کو شرف قبول سے نوازیں۔

میں صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ربّ العزت ان خدامِ قرآن کو دین و دنیا میں عزت و عظمت اور برکت عطا فرمائیں۔ انہیں اور ان کی نسلوں کی خدمت اسلام کے لئے قبول فرمائیں یا الٰہ العالمین آمین۔

-(دستخط)-

محتاجِ دعا	۱۴ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ
سیہ کار احقر عبید اللہ انور	بمطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء

یہ پہلا درس قرآن مجید!

یہ درس مندرجہ ذیل فوائد اور مسائل پر مشتمل ہے۔

۱۔ قرآن کریم کا ہر ارشاد سچا اور حقیقت پر مبنی ہے۔

۲۔ قرآن مجید ہر دور اور ہر حالت کے لئے صحیح راہ نما ہے۔

۳۔ بنی اسرائیل کی سرکشی کا سبب

۴۔ امت کا فرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم بلا چون و چرا مانے۔

۵۔ دولت ناپائدار اور علم لازوال نعمت ہے۔

۶۔ تبرکات کا اثر پذیر ہونا۔

۷۔ اختلاف امت کی بے برکتی
۸۔ فرشتوں کا ایمانداروں کی مدد کرنا
۹۔ اطاعت امیر کا مسئلہ
۱۰۔ جہاد کا نعمت خداوندی ہونا۔

واللہ الموفق

پہلا درس قرآن مجید

منعقدہ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۸ر نومبر ۱۹۶۵ء

یہ درس مقدس سورہ بقرہ کی آیات از نمبر ۲۴۶ تا ۲۵۲ پر مشتمل ہے یعنی :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰی یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ

فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ
بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢبِيَدِهٖ ۚ
فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ
يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً
كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا
لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣۙ
وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ
مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ
الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دوستو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان اور اس کی کرم نوازی ہے کہ ہم جیسے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام سننے اور پڑھنے کا شرف عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا۔ اور آپ حضرات جانتے ہی ہیں کہ قرآن کریم انسان کی ہر دور کی رہنما کتاب ہے اور اس کی رہنمائی ایسی رہنمائی ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں ہو سکتا۔ دُنیا کا کوئی ضابطہ

کوئی نظام کسی وقت بھی ناکام ہو سکتا ہے۔ لیکن رب العالمین کا جو ارشاد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے وہ کسی وقت بھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ وقت کے لیے ہماری کمزوری کی وجہ سے یا ہماری کسی قسم کی خامی کی وجہ سے اس کا نتیجہ جلدی نہ نکلے۔ لیکن یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ فرمائیں، اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو کچھ فرمائیں وہ بات نہ ہو۔ دنیا کا نظام، حالات، موسم، واقعات، ہمارے تجربات ہمارے دلائل و براہان خواہ اس کے خلاف ہی کیوں نہ کہیں لیکن جو کچھ مشکوٰۃ نبوت سے صادر ہو گا وہ بات سچی اور صحیح ہو گی۔

اس ضمن میں میں ایک واقعہ عرض کر دوں۔ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور درخواست کی کہ میرے بھائی کو اسہال کی شکایت ہے۔ اس کا ہاضمہ خراب ہے اس کو دست آتے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسے جا کر شہد پلا دو۔ دربار نبوت کا حکم تھا وہ گیا اور اپنے بھائی کو شہد پلا دیا۔ اُسے اسہال اَور آنے لگے۔ وہ پھر حاضر خدمت ہوا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بھائی کی بیماری اور بڑھ گئی ہے۔ فرمایا جا کر شہد پلا دو۔ پھر حکم کی تعمیل کی۔ پھر جا کر شہد پلا دیا۔ بیماری اور بڑھ گئی پھر تیسری مرتبہ حاضر خدمت ہو کر درخواست پیش کی۔ حضور نے پھر فرمایا۔ میں کہہ رہا ہوں جا کر شہد پلا دو۔ اس نے جا کر شہد پلا دیا۔ اس کو صحت ہو گئی۔ اس کے جو اسہال تھے وہ بند ہو گئے۔ پھر جب حاضر خدمت ہوا تو پوچھا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ تیرے بھائی کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ الحمد للہ حضورؐ! میرے بھائی کو عافیت اور صحت ہو گئی۔ مگر اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیکم وسلم! میں متعجب تھا کہ یہ پہلے کیوں آرام نہ ہوا۔ شہد کا اور اسہال کا تو آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ مجھے پورا یقین تھا کہ تیرے بھائی کو صحت ہو جائے گی اس لئے کہ تیرے بھائی کو صحت ہو جانے کی اس لئے کہ تیرے بھائی کا پیٹ تو جھوٹا ہو سکتا ہے، اللہ کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جو شہد پیدا کرتے ہیں فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط سورۂ نحل میں آتا ہے يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہد کی مکھی جسے تم چھوٹا سا کیڑا سمجھتے ہو یہ میرے حکم کے تحت چلتی ہے کہ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ ط اس کو تعلیم دیتا ہوں۔ یہ رزق میرے مشورے پر حاصل کرتی ہیں۔ جس سے روکتا ہوں وہ نہیں کھاتی ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس کے پیٹ سے میں وہ چیز نکالتا ہوں فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۔ علاج نہیں "شِفَاءٌ ہے) علاج میں تو ہو سکتا ہے کہ شفاء نہ ہو لیکن شفاء کے لفظ میں تو یقیناً شفاء ہے۔

تو ضمناً یہ بات میں نے عرض کر دی۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ صحیح ہوتا ہے۔ خواہ ہمارے سامنے واقعات، دنیا کا نظام، دنیا کی کیفیات کچھ بھی ہوں مسلمان کا یقین ہونا چاہیئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمائی فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (سورۃ آیت ۔

اے میرے نبی! جس کا حکم دیا گیا ہے اس پر پختہ رہیں۔ حالات و واقعات کو مت دیکھیں۔ جو اللہ تعالیٰ رات کے بعد دن کو لاتا ہے جو دن کے بعد رات کو لاتا ہے۔ مُردوں سے زندہ نکالتا ہے۔ زندوں سے مُردوں کو پیدا کرتا ہے یہ سارا نظام جس کے قبضہ میں ہے۔ وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو آج کے حالات متقاضی ہیں کہ ہم قرآن کریم کی اس ہدایت کو بھی دیکھیں جو اس دور میں ہمارے لئے رہنما ثابت ہو سکتی ہے۔ میرے محترم بھائی حاجی عثمان غنی صاحب نے (اللہ ان کو جزائے خیر دے) کہ آپ ہی کی برکت سے یہاں قرآن کریم کا درس ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حکم بھی کیا تھا کہ واقعات کے مطابق کسی آیت کا انتخاب کیا جائے تو الحمد للہ ابھی میں نے آپ کے سامنے سورہ بقرہ پارہ دوم کی آخری چند آیات پڑھی ہیں۔ یہ تاریخی اعتبار سے بھی صحیح واقعہ ہے اور چونکہ قرآن مجید ہر دور میں ہمارا رہنما ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا طریق عمل بھی یہی ہے۔ مکہ مکرمہ جب فتح ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بجائے اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی کوئی اور سورت پڑھتے۔ سورہ بقرہ تلاوت فرماتے، سورہ یٰسین پڑھتے جس کے متعلق فرمایا کہ سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء سب سے پچھلے گروپ میں تھے اور اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور زبان سے پڑھ رہے تھے۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ

نَصْرًا عَزِیْزًا ؕ یعنی سورت فتح کی تلاوت آپؐ فرما رہے تھے۔ کیونکہ موقع فتح کا تھا۔ حالانکہ سورتِ فتح حدیبیہ کے مقام میں نازل ہو چکی تھی۔ تو اسی مناسبت سے مَیں نے بھی ان آیات کا انتخاب کیا جو آپ کے سامنے پڑھی گئیں۔

آج کا ہمارا زمانہ جس قدر سے ہم جا رہے ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی بسر کرنے کے لیئے ان آیات کو دیکھنا پڑے گا۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے پہلی قوموں کے حالات بیان کرتے ہوئے متنبہ فرمایا۔ اور ان کی رہنمائی فرمائی۔ پہلی جو قومیں گذر چکی ہیں ان پر جو عذاب آئے، کیوں آئے؟ وہ دُنیا میں کیوں ذلیل ہوئیں؟ یا وہ دنیا میں کیوں اُبھریں؟ دنیا میں کیوں عروج حاصل کیا؟ یہ ساری کی ساری باتیں قرآن مجید نے بیان فرمائیں میری اور آپ کی نصیحت کے لیئے مسلمانوں کو اپنی راہ عمل متعین کرنے کے لیئے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شَیَّبَتْنِیْ شَیْئًا وَّ ہُوْد۔ سورتِ ہود کی تلاوت نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ (حدیث ہے) سورت ہود میں پہلی قوموں کی تباہیوں کے حالات ہیں آپؐ فرماتے ہیں جب ان حالات کو میں پڑھتا ہوں تو مجھے اپنی اُمت کا فکر پیدا ہو جاتا ہے اس لیئے میں سورت ہود کی تلاوت سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

تو یہاں جن آیات کا انتخاب کیا گیا ہے یہ بھی حالات اور موقعے کے بالکل مطابق ہیں۔ بنی اسرائیل ربّ العالمین کی ایک بہت بڑی قوم دنیا میں پیدا ہوئی جو نبی کی اولاد تھی اور اسی نسبت سے ان کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ اسرائیل یعقوب علیہ السلام

کا نام ہے۔ حضرت یعقوب کے دو نام قرآن میں آتے ہیں۔ یعقوب بھی آتا ہے اور اسرائیل بھی آتا ہے۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ ط اور لفظ یعقوب بھی آتا ہے۔ تین نبیوں کے دو دو نام ہیں قرآن شریف میں ـــــ یہ درس قرآن ہے جتنا فائدہ، کچھ معلومات ہو جائیں وہ اچھا ہی ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم پر اجمالی ایمان لانا تو مسلمان کا فریضہ ہے لیکن پچیس نبیوں کے نام تفصیل سے قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ اور ان پچیس نبیوں میں سے تین نبی وہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم) کہ جن کے دو دو نام ہیں۔ حضرت مسیحؑ کے دو نام ہیں۔ مسیح ابن مریم اور عیسیٰ ابن مریم۔ حضرت یعقوبؑ کے دو نام آتے ہیں۔ یعقوب اور اسرائیل۔ اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو نام آتے ہیں۔ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو بنی اسرائیل قوم کا نام ہے جو یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھی۔ دنیا میں ان کو بڑا عروج ہوا۔ اللہ نے ان کی بڑی ناز برداری کی۔ آپ دوست اکثر لکھے پڑھے ہیں۔ بنی اسرائیل کی تاریخ آپ اٹھا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کتنا رحم و کرم فرمایا۔ یعنی فرعون سے پہلے مصر کی حکومت عطا کی۔ سب سے بڑی نعمت تو یہ عطا ہوئی کہ نبی کی اولاد، اور پھر اللہ تعالیٰ نے مصر کی حکومت ان کو عطا کی۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت یعقوب کے بیٹے ہیں۔ اللہ نے یوسف علیہ السلام کو مصر کی مملکت عطا کی۔ اور انہوں نے اپنے بھتیجوں

کو بلایا، بھائیوں کو بلایا اور حکومت بھی کافی زمانہ رہی لیکن جب اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑا اور اسی گھمنڈ میں رہے کہ ہم نبی کی اولاد ہیں اللہ کے احکام کو چھوڑ دیا۔ اللہ کے نظام کو پس پشت ڈال دیا۔ اس فخر میں رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو اس پر قابض اور ان پر مسلط کر دیا۔ کافی زمانہ تک یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَهُمْ کا منظر رہے اللہ تعالیٰ کو پھر ترس آیا، پھر رحم آیا۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا حضرت موسیٰ تشریف لائے۔ فرعون و موسیٰؑ کا مقابلہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو کامیابی کے ساتھ لے کر نکل گئے فرعون کا بیڑا غرق ہو گیا۔ دوسری مرتبہ بھی بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے مصر میں فلسطین میں اور عراق کے علاقے میں حکومت عطا کی لیکن دوسری مرتبہ پھر شرارت کی عیش پرست بن گئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ جس اللہ نے رحمتیں نازل کی تھیں اس اللہ کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ دیکھیے کس حد تک یہ عجیب بات ہے؟ میرے دوستو! اور میرے بھائیو! آپ میں تو خیر بڑے اچھے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے متعلق کبھی خود سوچتا ہوں بلکہ راستے میں بھی میں سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! تیری کتنی کرم نوازی ہے کہ مجھ جیسے بدکار کو قرآن کریم سنانے کے لئے تو نے ایسی طاقت عطا فرما دی۔ ان بھائیوں کے دلوں میں میری محبت پیدا کر دی اور تو نے ایسا انتظام کر دیا کہ مہینے میں کم از کم ایک مرتبہ نوواہ کینٹ میں درس قرآن ہو ہی جاتا ہے۔ یہ تیری کتنی رحمت اور کرم نوازی ہے۔ اور پھر فوراً میرا خیال گیا اپنے اکابر کی طرف ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

یہ ان بزرگوں کا طفیل ہے۔ امام الاولیاء لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اللہ ان کی قبروں کو منور فرمائے ــــ ہمارے اکابر حضرات رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، سب ہمارے ہی بزرگ تھے۔ ان کی دعاؤں سے ہم جیسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی طرف راغب کیا ورنہ ہم ؟ ــــ ہماری بداعمالیاں اس حد تک زیادہ ہیں کہ ہم قرآن کے نزدیک بھی نہ بھٹکتے۔ اللہ کے یہ نیک بندے ہمیں کھینچ کھینچ کر قرآن کی طرف لائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی برکتوں سے قرآن کی دولت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب بھائیوں کو اور مجھے بھی قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بنی اسرائیل جب پھر تباہ ہوئے، پھر برباد ہوئے اس زمانے میں سموئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ بنی اسرائیل میں سے بیت المقدس میں وہ موجود تھے۔ ان کو خیال آیا کہ ہم تباہ ہو چکے عمالقہ ہم پر مسلط ہیں۔ ہماری زندگی برباد کر دی۔ حکومت چلی گئی، علم و دولت چلی گئی۔ ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تو خیال آیا۔ اپنے نبی کے پاس آئے کہ اے نبی! اللہ تعالیٰ سے درخواست کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کا حکم دیں اور ہمارے لئے ایک ایسا امیر مقرر کر دیجیے جس کے زیر کمان ہو کر ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جہاد کریں۔ اور ہمیں پھر عروج حاصل ہو۔ اس واقعے کو قرآن کریم نے یہاں پر بیان فرمایا۔ یوں تو بات بہت لمبی ہوگی۔ میں ساتھ ساتھ ترجمہ کرتا جاؤں گا تا کہ تھوڑے سے وقت میں مضمون پورا ہو جائے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰى

کیا نہیں دیکھا تُو نے ایک گروہ کی طرف بنی اسرائیل میں سے جو موسےٰ علیہ السلام کے بعد گزرے ہیں؟ ـــ قرآن کریم کی اصطلاح ہے جہاں پر آتا ہے اَلَمْ تَرَ اُس کا معنیٰ ہوتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ۔ کیا تو نہیں جانتا؟ (اے انسان! تُو جانتا ہے، یہ بات تاریخی حقیقت بن چکی ہے) گویا ابھی تیرے سامنے ہے اَلَمْ تَرَ یعنی اَلَمْ تَعْلَمْ کیا تو نہیں جانتا؟ یعنی یہ بات اتنی حقیقت ہے، اتنی صحیح ہے کہ گویا ابھی تیرے سامنے ہے کیا ہوا۔ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ۔ جب کہا انہوں نے اپنی ذلت اور خواری میں اپنے نبی سے اور اس نبی کا نام ہے سیموئیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط آپ مقرر کریں ہمارے لیے کوئی بادشاہ۔ کوئی امیر کو جس کے زیر کمان ہو کر ہم اللہ کی راہ میں لڑیں۔ ہم برباد و تباہ ہو چکے ہیں، دین مٹ گیا۔ ملت تباہ ہو گئی۔ کسی امام کا انتخاب کریں۔ ہمارے لئے جو ہمارا امام ہو، ہمارا سپہ سالار ہو، اور ہم اللہ کی راہ میں لڑنا چاہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ط نبی علیہ السلام نے کہا کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اگر تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا تو تم پھر نہ لڑو گے اس لئے خدا سے وہ بات مانگو جو تم کر سکتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے اور تم بھاگ جاؤ۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمت کو فرمایا اُتْرُكُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ مجھے چھوڑ دیا کرو جب میں تمہیں چھوڑ دیا کروں۔ کیا مطلب؟ یعنی میں جب بات بیان کر رہا ہوں۔ جتنی بیان کروں بس اتنی ہی سمجھا کرو۔ آگے بھی تنقیدیں اور تفتیشیں نہ نکالا کرو۔

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دفعہ حج کے متعلق حکم بیان

فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ اے اللہ کے نبیؐ۔ حج عمر میں ایک دفعہ فرض ہے یا ہر سال فرض ہے؟ وہ یہ سمجھا کہ جیسے رمضان کے روزے ہر سال فرض ہیں۔ زکواۃ ہر سال میں دینی فرض ہوتی ہے۔ اسی طرح حج بھی ہر سال فرض ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں۔ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَ اُتْرُكُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ۔ او سارے انسان! اگر میں "ہاں" کہہ دیتا تو عمر میں نہیں بلکہ ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ جس وقت میں چھوڑ دیا کروں تم بھی بات کو چھوڑ دیا کرو۔ یعنی جب میں نے کہا کہ عمر میں ایک دفعہ فرض ہے تم پھر کیوں تفصیل مجھ سے پوچھتے ہو۔ نبی کی "ہاں" "ہاں" ہوتی ہے۔ نبی کی "نہ" "نہ" ہوتی ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ط (سورۃ والنجم ۳ الم) وہ تو وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

تو سموئیل علیہ السلام نے بھی کہا اس امت سے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم پر جہاد فرض ہو اور تم پھر نہ لڑو۔ قَالُوْا وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کہا انہوں نے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں۔ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ط حالانکہ ہم کو نکال دیا گیا اپنے گھروں سے اپنی اولادوں سے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔ ہم اتنے بے غیرت ہیں کہ نہ لڑیں گے؟۔ ہم سے ملک چھین لیا گیا، ہم سے ہمارے بچے چھین لئے گئے۔ اب بھی چھینے جا رہے ہیں۔ ہم سے دارالعلوم دیوبند چھینا گیا۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ چھینا گیا۔ یونیورسٹی علی گڑھ چھینی گئی۔ بریلی کی درسگاہیں چھینی گئیں۔ خواجہ غریب النواز کا مزار چھینا گیا۔ سرہند شریف کا مزار چھینا

گیا۔ ہمارے بچوں کو چھینا گیا۔ ساٹھ ہزار ہماری بچیوں کو اٹھا کر ہندو لے گئے۔ اب بھی دھکیل رہے ہیں ۔ مَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا۔ ہم اتنے بے غیرت ہیں کہ اب بھی نہ لڑیں گے۔

فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ لیکن جب ان پر جہاد فرض ہوا تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلاً مِّنْھُمْ بھاگ نکلے۔ مگر چند باقی رہ گئے۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ط۔ اور اللہ تو ان ظالموں کو خوب جانتا تھا۔ پہلے بھی ۔۔۔ اس لئے ابتداءً جہاد فرض نہیں کیا۔

اب اس کی تفسیر آتی ہے وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اور کہا ان سے ان کے نبی نے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا ط بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارا بادشاہ مقرر کر دیا ہے۔ جاؤ اس کے زیر کمان ہو کر لڑو۔ چونکہ بڑی تنقیدی قوم تھی۔ قَالُوْٓا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ - - - - - - - اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ۔ کہنے لگے اس کی حکومت کیسے ہم پر ہو سکتی ہے ؟ کوئی ضابطہ بتاؤ۔ حالانکہ ہم زیادہ حقدار ہیں اس سے بادشاہ بننے کے، امیر بننے کے۔ کیوں ؟ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً مِّنَ الْمَالِ ط اس کے پاس تو مال کی کشائش ہی نہیں۔ وہ سمجھے امارتِ قوم یہ امیری ہوتی ہے۔ یہ سرمایہ داری ہوتی ہے حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ قوم کا امیر، قوم کا رہنما۔ قوم کی پریشانیوں کو دور کرنے والا وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ علم کی دولت سے نوازے۔ مال ہو تو اچھی چیز ہے۔ نہ ہو تو کوئی پرواہ نہیں

قوم کو اللہ کے عذاب سے کس نے بچایا؟ قوم کو اللہ تک کس نے ملایا؟ اُمراء نے یا علماء نے؟ سوچ لو۔ تاریخ اٹھا کے دیکھ لو۔ اگر علماء کرام کا وجود نہ ہوتا، اولیائے برحق دنیا میں موجود نہ ہوتے تو قوم اللہ تعالیٰ سے ملتی یا کٹ جاتی؟ اللہ سے کٹ جاتی۔ اللہ تک ملانے والے یہی اللہ والے لوگ ہوتے ہیں۔ اُمراء اچھے ہیں۔ اگر وہ دین کے لئے اپنا مال خرچ کریں۔ جہاد فی سبیل اللہ میں مالی حصہ لیں تو بہت اچھے ہیں — لیکن نفسِ مال؟ یہ تو کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی کو علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ؎

رَضِینَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِینَا
لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُھَّالِ مَالٌ
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنیٰ عَنْ قَرِیْبٍ
وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ

فرمایا ہم خدا کی تقسیم پر راضی ہیں۔ اللہ نے جو تقسیم کی میں اس پر بڑا خوش ہوں کیوں؟ — لَنَا عِلْمٌ — اللہ نے ہمیں تو علم دے دیا۔ میرے متعلق امام الانبیاء نے فرما دیا۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ اللہ نے ہمیں علم دے دیا وَلِلْجُھَّالِ مَالٌ۔ جاہلوں کو مال دے دیا۔ وہ مال پر خوش ہیں۔ ہم علم پر خوش۔ کیوں خوش نہیں آپ مال پر؟ فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنیٰ عَنْ قَرِیْبٍ مال تو فنا ہو جاتا ہے وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ۔ اور علم ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ قرآن کا علم —؟ اللہ مجھے اور آپ کو نصیب فرمائے۔ دنیا میں بھی قرآن عزت کا مقام، قبر میں بھی قرآن عزت دلانے والا۔ قیامت میں بھی قرآن عزت دلانے والا۔

آج دنیا میں آپ کیوں نام لیتے ہیں۔ امام الاولیاء لاہوری کا؟ (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کیوں نام لیتے ہیں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا؟ کیا کیا انہوں نے۔؟ وہ قرآن کے ساتھ متعلق ہو گئے۔ اللہ کا کلام باقی ' ان کا نام باقی۔

قبر بھی ایسے لوگوں کی منوّر۔ نبی کریم فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جو دنیا میں قرآن کا عاشق رہا۔ وہ قبر میں بھی قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ دارمی کی حدیث ہے اگر وہ قرآن کا حافظ نہ ہو تو مصحف شریف اس کو دیا جاتا ہے۔ مجلد قبر میں قرآن پڑھتا ہے ہمارا تو اس پر ایمان ہے انشاء اللہ اگر ہمارا شوق رہا تو ہم پڑھیں گے اللہ مجھے اور آپ کو نصیب فرمائے اور قیامت کے دن بھی قرآن شفیع ہو کر آئے گا۔ وَالقرآنُ ضِیاءٌ۔ قرآن نور بن کر آئے گا۔ کہ اے اللہ اس نے دنیا میں مجھے اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ تو اس کو عذاب سے محفوظ رکھ۔

تو ارشاد فرمایا کہ انہوں نے یہ کہا کہ وہ کیسے ہمارا امیر ہو سکتا ہے؟ اس کے پاس تو دولت نہیں، کھانے کو نہیں' پینے کو نہیں۔ امام' نبیؑ وقت نے جواب دیا۔ چار دلیلیں بیان فرمائیں:۔

۱۔ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ

فرمایا نبی علیہ السلام نے' پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ نے چن لیا اس کو تم پر۔ خدا کا فیصلہ ہے۔ اس لیے تم اس میں مت اختلاف کرو۔

۲۔ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کو علم میں وسعت عطا کی۔

۳۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جسم میں اُسے وسعت عطا کی۔

علم سے مراد بالاتفاق رائے علمائے تفسیر "علم حرب" ہے۔ جنگی امور کا علم ۔۔۔
میرے دوستو اور بزرگو! یہ بھی علم دین ہے آپ دیکھ لیں۔ کتاب المغازی دیکھ لیں۔ ہمارا ہر حدیث کی کتاب میں کتاب المغازی ہے یہ الگ مسئلہ ہے کہ انگریز نے ہمیں سمجھایا کہ دیکھو جہاد کرنا یہ لڑنا جھگڑنا یہ بڑی بری بات ہوتی ہے۔ ہم نے کہا بالکل تم ٹھیک کہتے ہو۔ انگریز نے کہا۔ بس تم یہ کرو کہ ٹائپ سیکھ لو (میری بات سے ناراض نہ ہوں۔ میں انگریز کی بات کر رہا ہوں)۔ ٹائپ سیکھ لو شارٹ ہینڈ سیکھ لو۔ قوم کی مخبری کرنا سیکھ لو۔ بس تم میرے بڑے مقرب بن جاؤ گے تمہیں اس سے کیا ہے۔ کہ تم تلوار اٹھاتے ہو؟ خبردار یہ مت کہو کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ ہم نے بھی یہ کہدیا کہ واقعی سچی بات ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا؟ اگر پھیلا تو کون سی بری بات ہے؟ تلوار سے پھیلا تو کیا پھیلا؟ اسلام ہی پھیلا اور تو کچھ نہیں پھیلا؟ میں آپ کے ہاں مہمان ہوں۔ حاجی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ بھائی میں نے تمہارے لئے (میں ویسے بات کرتا ہوں) حلوا تیار کرتا ہوں تمہیں کھانا ہی پڑے گا۔ زور سے مجھے کھلا لیا تو کون سی بات کی؟ اگر جبراً مجھے کھلا دیا کہ نہیں کھاؤ گے تو بس میں بڑا سنجی کے ساتھ پیش آؤں گا۔ جبراً مجھے کھلا دیا تو میں کہہ دوں کہ حاجی صاحب نے بزور شمشیر مجھے حلوا کھلایا۔ تو کون سی بری بات کی۔۔؟ اگر صحابۂ کرام نے۔ خالد نے، عمر نے، عثمان نے۔ علی نے ابو عبیدہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تلوار سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھیلایا تو کون سی بری بات کی؟ تم تو تلوار سے ظلم پھیلاتے ہو۔ تم تو تلوار سے کروڑوں انسانوں کو تہ تیغ کر رہے ہو۔ تمہارے ایٹم تو کروڑوں بے گناہوں کو آگ میں جلا رہے ہیں۔ تم بھی یہ کہتے ہو کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا؟ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ اگر پھیلا

بھی تو کوئی بڑی بات نہیں ہے وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط اور اللہ نے اُس کو علم حرب میں بھی وسعت دی ہے وَالْجِسْمِ ط اور جسم میں بھی بڑی وسعت ہے بڑا لمبا، بڑا مضبوط قد، بڑا چوڑا چکلا قد دیکھ کر رعب طاری ہو جائے۔ یعنی جسم کا بھی رعب ہوتا ہے۔

۴۔ اور چوتھی بات؛ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ط اور چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ دے دیتا ہے اپنی حکومت جس کو بھی چاہے تم کیوں اعتراض کرتے ہو؟

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اللہ بڑی وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے اس لئے تمہیں یہ بات ماننی ہی پڑے گی۔ تمہاری تسلّی کے لئے میں کچھ اور بھی کہہ دیتا ہوں۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اور کہا اُن سے اُن کے نبی نے اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖ بے شک اس کی حکومت کی سب سے بڑی نشانی کہ وہ سچا تمہارا امیر ہے۔ اس کی امارت میں تمہیں فتح حاصل ہو گی، کیا ہے؟ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ کہ آجائیگا تمہارے پاس از خود اَلتَّابُوْتُ، وہ لکڑی کا بکس، فِيْهِ سَكِيْنَةٌ جس کو دیکھ کر تمہیں اطمینان ہو جائے گا۔ مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے وَبَقِيَّةٌ اور اس تابوت میں کچھ تبرکات ہیں مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ ط جس کو چھوڑا ہے موسٰےؑ اور ہارونؑ کی اولاد نے تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اُس صندوق کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔ میں تمہاری تسلّی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہارے ہاں جو تابوت سکینہ تھا یعنی بنی اسرائیل نے لکڑی کا ایک بکس جسے کہتے ہیں تابوت اس میں موسٰے علیہ السلام

کے کچھ تبرکات تھے ۔ حضرت ہارون علیہ السلام کے کچھ تبرکات تھے ۔ اور کیفیت یہ تھی کہ جب بنی اسرائیل پر کوئی مصیبت آتی تھی تو اس تابوت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتے تھے ۔ توسّل بالانبیاء توسّل بالاولیاء یہ بالکل صحیح ہے ۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کر لیتے ہیں ۔ لیکن جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے ۔ تو وہ تابوت کہیں ان سے گم ہو گیا ۔ اس کو اٹھا لیا گیا ۔ برکتیں اٹھ جاتی ہیں جب قوم میں اختلاف اور انتشار پیدا ہو ۔ صحیح حدیث میں آتا ہے ۔ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مجھے لیلۃ القدر کا علم دیا گیا کہ فلاں تاریخ کو ہو گی ۔ لیکن جب تم آپس میں لڑ رہے میں باہر نکلا ، دیکھا تم آپس میں لڑ رہے تھے تو وہ علم مرتفع کر دیا گیا ۔ بنی اسرائیل سے وہ تابوت گم ہو چکا تھا تو نبی علیہ السلام نے کہا کہ دیکھو تمہیں میں بتاتا ہوں ، وہ تابوت جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ از خود تمہارے پاس آ جائے گا تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اسے فرشتے اٹھا کر لے آئیں گے ۔ پھر بھی تم مانتے ہو یا نہیں مانتے ؟

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ اس میں بہت بڑی نشانیاں ہیں تمہارے لئے ۔ اگر تم یقین رکھنے والے ہو ۔ چنانچہ وہ تابوت آ گیا غائبانہ مدد ہوئی ۔ جنگ بدر میں بھی مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی ، جنگِ حنین میں اللہ تعالیٰ نے مدد کی ۔ اللہ تعالیٰ نے انفرادی مدد کی ، اجتماعی مدد کی ، ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو نازل کر دیا کرتے ہیں ۔ کیوں ۔ ؟ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ (سورہ والنّٰزِعٰت) کی تفسیر میں علماء نے یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تدبیر امر پر مقرر ہیں اور تدبیر امر میں سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

ایک مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو، اُس کی مصیبت کو فرشتے آکر آسان کر دیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ عین ممکن ہے۔

ایک صحابی ہیں نوجوان جنہوں نے حضرت عباس کو بدر کے میدان میں گرفتار کیا تھا حضرت عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور جنگِ بدر میں اسلام کے خلاف تھے ، جنگ بدر کے بعد مسلمان ہوئے ہیں۔ بڑے قوی ہیکل اور طاقت ور انسان تھے۔ ستر لوگ پکڑے گئے تھے غیر مسلم۔ اُن میں سے حضرت عباس بھی تھے۔ تو جس صحابی نے آپ کو گرفتار کیا تھا باندھ کر لایا تھا۔ مدینہ منورہ تک پیدل چلا کر، وہ بڑا پتلا دُبلا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم نے کس طرح میرے چچا کو گرفتار کر لیا؟ تم تو بڑے دُبلے پتلے ہو۔ تم میں یہ قوت کہاں سے آئی (" احکام السلطانیہ" میں ہے) تو اس نے عرض کیا۔ کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیک وسلم! میں نے جب عباس کو دیکھا کہ یہ جنگ میں موجود ہیں تو مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ اور میں نے کہا کہ اس کو میں ہی گرفتار کروں گا۔ مجھ میں واقعی ہمت نہیں تھی۔ ان کا قد بڑا قوی اور یہ بڑے طاقتور تھے۔ لیکن میں نے جب ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید کپڑوں والا انسان میرے ساتھ ہو گیا۔ ہم دونوں نے مل کر حضرت عباس کو باندھ لیا۔ میں نہیں جانتا وہ کون تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ جبرائیل امین تھے۔ تیری مدد کے لیئے آئے تھے۔ (تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ط) اس میں کون سا بعد ہے؟ کوئی بُعد نہیں ہے۔

چنانچہ یہ بات ہوئی۔ قوم نکلی۔ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ۔ جُنُود جمع جُند کی ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ستر ہزار آدمی آپ کے ساتھ تھے۔

ستر ہزار فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ۔ پس جب طالوت اپنی فوجوں کو لے کر نکلے جن کی تعداد ستر ہزار تھی قَالَ اِنَّ اللّٰہَ مُبْتَلِیْکُمْ بِنَھَرٍ ج اپنی قوم سے کہا۔ کہ دیکھو اب تمہیں اللہ تعالیٰ آزمانے والے ہیں اس نہر کے ساتھ، نہر سے مراد اُردن کی نہر ہے۔ فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ جو اس کا پانی پی لے گا۔ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ پانی مت پینا۔ اس میں کوئی فوجی مصلحت تھی یا کیا تھا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں ہے۔ اپنے امیر نے کہا کہ دیکھو اس پانی کو مت پینا۔ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ اور جو اس کو نہ چکھے گا پس وہ میرا ہی ہے۔ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَۃً بِیَدِہٖ ج ہاں ہاتھ سے ایک چلو بھر لو، منہ کو صاف کر لو۔ کچھ تمہیں اطمینان ہو جائے۔ لیکن پیٹ بھر کر مت پینا فَشَرِبُوْا مِنْہُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ۔ پس سب نے پی لیا مگر تھوڑے باقی رہ گئے نافرمان قوم تھی، امیر کی نافرمانی کی۔ میدان جنگ میں بھی اُس کی مخالفت کی، ستر ہزار میں سے تین سو تیرہ رہ گئے باقی سب نے پانی پی لیا۔ علمائے تفسیر لکھتے ہیں۔ اُن کی تعداد اصحاب بدر کی تھی۔ ۳۱۳ رہ گئے۔ عبور کیا تو پھر کیا پتا؟ فَلَمَّا جَاوَزَہٗ ھُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ۔ پس جب نہر کو عبور کیا طالوت نے بھی اور ان لوگوں نے جو طالوت کے ساتھ تھے تو قَالُوْا لَا طَاقَۃَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِہٖ ط کہنے لگے آج ہم نہیں لڑ سکتے جالوت اور اُس کی فوجوں کے ساتھ۔ آج تو ہمارا معاملہ خراب ہے۔ وہ جنہوں نے درخواستیں کی تھیں کہ ہم لڑنا چاہتے ہیں جب اللہ کی تھوڑی سی نافرمانی کی پانی پی لیا۔ حالانکہ پانی حرام نہیں تھا۔ ابتلاء۔ آزمائش، تھوڑی سی نافرمانی کی، وہ قوت سلب ہو گئی۔ مسلمان کی قوت

ہے ایمان کے ساتھ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی طاقت بہت اونچی طاقت ہے۔ اگر مسلمان اس کو سنبھال لے۔ اللہ کے نام میں میرے بزرگو وہ قوت ہے، حقیقت ہے کہ جو ایٹم بم میں نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں بشرطیکہ ہم اللہ کے نام کو سنبھال سکیں۔ اُس کی ہدایات کے مطابق اللہ کو ہم یاد کریں۔ اللہ کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گذاریں۔ اتنی قوت ہے اللہ کے نام میں کہ کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو وہ قوتیں سلب ہو گئیں تو کہنے لگے کہ ہم تو لڑ نہیں سکتے۔ لیکن جو تین سو تیرہ تھے جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ اُن کا ایمان کیا کہتا ہے؟ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوا اللّٰہِ۔ کہنے لگے وہ لوگ جنہیں یقین تھا کہ ہمیں اللہ سے ملنا ہے، کیا ملنا ہے؟ کہ اگر ہم زندہ رہ گئے تب بھی کسی وقت تو مریں گے۔ اگر میدانِ جنگ میں مارے گئے تو شہید ہو جائیں گے۔ ہماری زندگی تو دو پہلوؤں میں ہے۔ قُلْ ھَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ۔

فرمایا اے مسلمانو! کافروں سے کہدو تم ہمارے متعلق دو باتوں کا فیصلہ کر سکتے ہو اور وہ دونو ہمارے لئے اچھی ہیں۔ ہم زندہ رہیں گے تو غازی ہو جائیں گے، مر جائیں گے تو شہید ہو جائیں گے۔ ہمیں دونوں صورتوں میں گھاٹا نہیں ہے تو انہوں نے بھی کہا۔ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوا اللّٰہِ۔ ایک نہ ایک دن ہمیں اللہ سے ملنا ہی ہے تو اب بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟ ــــ کیا کہا ــــ کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ ط یہ ہو سکتا ہے، کئی مرتبہ یہ ہوا ہے کہ چھوٹی سی جماعت بڑی جماعتوں پر غالب آ گئی۔ بِاِذْنِ اللّٰہِ ط اللہ کے حکم کے ساتھ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o اور اللہ خود ہو جاتا ہے ثابت قدموں کے ساتھ۔ صبر کا معنی ہے ثابت قدمی۔ جو لوگ

اللہ کے دین پر ثابت قدم رہتے ہیں اللہ ان کے ساتھ خود ہوجاتا ہے۔ اگر ستر ہزار میں سے ۳۱۳ ہم رہ گئے ہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں، نہ کوئی مشکل بات ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے لہٰذا بسم اللہ کرو، حملہ کرو۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ اور جب میدان میں نکلے یہ طالوت اور طالوت کی فوج، جالوت کا مقابلہ کرنے کے لئے تو کیا کہا؟ قَالُوْا — اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا رَبَّنَا: اے ہمارے رب! اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ ڈال دے ہم پر صبر کو "افراغ" کہتے ہیں اس پانی ڈالنے کو۔ ایک انسان چوٹی پر پانی ڈالے اور پاؤں کے ناخنوں سے نکل جائے، عربی میں اسے کہتے ہیں افراغ" کیا مقصد؟ کہ ہمارے سارے بدن میں صبر کی قوت پیدا کر دے، سر پر چوٹ لگے تو سر برداشت کرے بازو پر لگے تو بازو برداشت کرے ٹخنوں پر لگے تو ٹخنے برداشت کریں۔ ہمارے سارے بدن کو صبر کے رنگ میں رنگ دے۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ہمارے پاؤں کو میدانِ جنگ میں جمائے رکھ۔ وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور ہماری مدد کر اپنے ان نافرمانوں کے مقابلے میں، یہ تو کافر ہیں۔ تیرے نافرمان ہیں۔ ہم تیرا نام لیتے ہیں۔ یا اللہ ہم نے اپنے آپ کو میدان میں پیش کر دیا۔ آگے فتح دینی تو تیرا کام ہے۔ اگر گھر میں بیٹھے دعائیں مانگتے۔ تو شاید تو کہتا کہ باہر تو نکلو، ہم باہر نکل آئے تیرے حکم کے مطابق، ہم نے اپنی جانیں پیش کر دیں۔ اب اللہ تجھ سے فتح کی دعائیں مانگتے ہیں۔

نتیجہ کیا نکلا؟ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ قف پس اُن ۳۱۳ نے جالوتیوں کی ساری فوج کو شکست دے دی۔ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور قتل کر ڈالا

داؤد نے جالوت کو، جالوت خود مقتول ہو گیا میدان جنگ میں۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس وقت نوجوان تھے۔ ابھی آپ کو اللہ نے نبوّت عطا نہیں کی تھی لیکن چونکہ بنی اسرائیل میں سے تھے وہ بھی طالوت کے زیر کمان ہو کر جالوت کے ساتھ لڑے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جہاد میں جانا، یہ نبی بھی جایا کرتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے ہمیں بھی جانا چاہیئے۔ مولویوں کو، پیروں کو، آپ کو، چھوٹوں کو، بڑوں کو بھائی ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بنتے ہیں، امت سے اپنے ہاتھوں کو چومواتے ہیں، پاؤں کو چومواتے ہیں، ٹخنوں کو چومواتے ہیں، گھٹنوں کو چومواتے ہیں۔ کس لئے۔؟ تم ہماری عزّت کیوں کرتے ہو؟ تم ہمیں اللہ تعالیٰ کے نبی کا نائب سمجھتے ہو۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو میدانِ اُحد میں جا کر یہ کہیں اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔ میں خدا کا سچا رسول ہوں، میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں، میدان اُحد میں انگلی شہید کرائی۔ دانت مبارک کو شہید کرایا اور ہم اللہ کے نبی کے مطیع ہو کر صرف اسی بات پر قانع ہو سکتے ہیں کہ ہم حجروں میں بیٹھ کر صرف اللہ اللہ کر لیں۔ اللہ اللہ میں واقعی بڑی قوت بھی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں لیکن جب ضرورت پڑے۔ تو ہمارے اکابر کی طرح میدان کارزار میں بھی کود پڑے، کبھی مالٹا میں قید ہو، کبھی کراچی میں قید ہو، کبھی رانچی میں قید ہو، کبھی جلاوطن ہو، کبھی ہتھکڑیاں لگی ہوں تو لاہور کی کوتوالی میں لے کر اس کو آزاد کیا جائے۔ یہ ہے سنتِ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم۔

تو فرمایا قَتَلَ داوٗدُ جَالُوْتَ قتل کیا داوٗد نے جالوت کو۔ جالوت بھی مارا گیا۔ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اور اللہ نے دیئے حضرت داوٗد کو بادشاہی بھی وَالْحِكْمَةَ نبوّت بھی۔ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ط۔ اور سکھایا جو اللہ چاہتے تھے۔ جالوت کے قتل کے بعد طالوت کی حکومت ہو گئی۔ طالوت کی صرف ایک بیٹی تھی۔ اُس کا نکاح ہوا حضرت داوٗد کے ساتھ۔ طالوت کی موت کے بعد عراق، فلسطین، شام اس سارے علاقے پر حکومت رہی ہے حضرت داوٗد علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی، حضرت داوٗد نبی بھی تھے، حضرت داوٗد بادشاہ بھی تھے، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سنو یہ جھگڑے۔ مصیبتیں نہیں ہوا کرتیں بلکہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض کا زور بعض سے کم نہ کراتا۔ ایک کی قوت کو اللہ تعالیٰ دوسروں کی قوتوں سے نہ توڑتا اللہ تعالیٰ ظالموں کو دنیا سے فنا نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ جہاد و جدال اور قتال کو شروع نہ کرتا، بلکہ ایک جماعت یا ایک قوم کی دنیا پر حکومت رہتی، نتیجہ کیا نکلتا؟ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ ۔ دنیا تباہ ہو جاتی۔ وہ من مانی کارروائیاں کرتا۔ جو دل میں آتا وہ کرتا۔ وہ فرعونِ بے عون بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے قتال اور جہاد کو جاری کر دیا تاکہ دنیا میں اپنی طاقت پر کسی کو گھمنڈ نہ رہے کہ میرے مقابلے کا کوئی نہیں بلکہ وہ یہ سمجھے کہ عزت اور ذلت میرے قبضے میں نہیں بلکہ کسی اور کے قبضے میں ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہے۔ جہاد بھی ایک اللہ کی مہربانی ہے، یعنی جہاد یہ رحمتوں کا خزانہ ہے، جہاد

اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس لئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس دن سے مجھ کو اللہ نے نبی بنایا اُس دن سے جہاد شروع ہے اور جہاد قیامت تک رہے گا۔ یہاں تک کہ میری اُمّت کے آخری دور میں میری اُمت کا ایک گروہ دجّال کو بھی قتل کر ڈالے گا۔ کیونکہ جہاد اللہ کی رحمت ہے اور میری امت کسی وقت بھی اللہ کی رحمتوں سے خالی نہیں رہے گی ۔ اس لئے فرمایا کہ جہاد کیا ہے؟ یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ کی رحمت ہے، اور باقی بات کیا ہے؟ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ ۔ اس کو قصہ مت سمجھو، تاریخی قصہ مت سمجھو۔ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ یہ تو اللہ کی باتیں ہیں، یہ تو اللہ کی آیتیں ہیں۔ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط جو ہم آپؐ ہی کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ کیوں؟ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ آپؐ ہمارے رسولوں میں سے ہیں ـــــ تو رسولوں کے ساتھ تو ہم ایسی باتیں کیا کرتا ہوں۔ تم رسولوں میں سے ہی نہیں بلکہ سب رسولوں کے سردار ہو۔ امام الانبیاء ہو، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ صدق اللہ العلی العظیم۔

دُعا

یا اللہ درس کریم کو تُو قبول فرما۔ یا اللہ اگر صحیح باتیں ہوئی ہیں تو تُو قبول فرما۔ اگر کہنے میں، سننے میں، سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو تُو معاف فرما۔ مجھے بھی ان بھائیوں، بہنوں، بچیوں کو یا اللہ صحیح راہ نصیب فرما۔

یا اللہ! یہ جو بھائی اپنے اپنے کام کو چھوڑ کر تیرے کلام کو سننے کے لئے جمع

ہوئے ہیں ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما، اللہ! ان کے شوق میں برکت پیدا فرما
یا اللہ! تمام مسلمانوں کو قرآن کی طرف متوجہ فرما۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا
فرما۔ یا اللہ! جو بچے بچیاں چھوٹے بڑے بیمار ہیں ان کو شفا نصیب فرما۔
یا اللہ! جو مسلمان فوت ہو چکے ہیں اُن کو جنت نصیب فرما۔ یا اللہ! جس بھائی کو کوئی
غرض دینی دنیاوی تیری شریعت کے مطابق ہو اُسے پوری فرما۔ یا اللہ! بیکسوں کی
مدد فرما۔ یا اللہ! پریشانوں کی پریشانیوں کو دُور فرما۔ یا اللہ کشمیر کے مظلوم
مسلمانوں پر اپنا رحم و کرم فرما، یا اللہ! بھارت میں جو مظلوم مسلمان ہندوؤں کے
ظلم و ستم کا نشانہ ہو رہے ہیں تو اُن پر اپنا فضل و کرم فرما۔ اُن کی مدد کے لئے
پاکستانیوں کو یا اللہ قوت اور طاقت نصیب فرما۔ یا اللہ! قبرص کے ترکوں
کو یونانیوں کی غلامی سے نجات دلا۔ اُن کے مظالم سے یا اللہ اُن کو محفوظ رکھ۔
یا اللہ! ہماری فوجوں کو فتح و نصرت نصیب فرما، یا اللہ! ہمارے جو نوجوان شہادت
کے مرتبے پر فائز ہو چکے ہیں، اُن کے درجات کو بلند فرما۔ اُن کے
بیوی بچوں کو یا اللہ صبر جمیل سے نواز۔ یا اللہ! جو ہمارے نوجوان محاذ پر ہیں
اُن کے قدموں کو ثابت رکھ، اور یا اللہ اُن پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔
اللہ! ہماری ساری قوم کو جذبۂ جہاد سے سرشار کر، اللہ! ہمیں وہ قوت عطا فرما
کہ ہم تیرے دین کو دنیا میں سربلند کر سکیں۔ اللہ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمتوں کو
واپس عطا فرما۔ آمین

دوسرا درس قرآن مجید

منعقدہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء

یہ درس مقدس سورہ بقرہ کی آیات ۱۸۳ تا ۱۸۸ پر مشتمل ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ
عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَتَّقُوْنَ ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۝ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی
سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ۝ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ
طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ۝ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ۝ وَاَنْ
تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَھْرُ رَمَضَانَ
الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ
فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ۝ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ
عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ۝ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ
وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ
عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَکَ
عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۝ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أُحِلَّ لَكُمْ
لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ
أَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا
مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ
الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ
أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ
وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ
حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ
تُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ
لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا
مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ

تَعْلَمُونَ ۝

یہ درس مندرجہ ذیل فوائد اور مسائل پر مشتمل ہے۔

۱۔ روزہ تقویٰ کا ایک حصہ ہے

۲۔ عبادت اور تقویٰ میں محنت اور مشقت کا ہونا حکمت خداوندی ہے۔

۳۔ سب سے جامع دعا

۴۔ امت محمدیہ کا مقام رفیع

۵۔ روزے کے حکم میں اللہ تعالیٰ نے خود آسانی فرمائی ہے۔

۶۔ قرآنی الفاظ کا ترجمہ کرنیکا ایک ضابطہ

۷۔ سچے مسلمانوں کا تاریخی سبق آموز قابل تقلید روزہ۔

۸۔ حج اور روزہ دوسری عبادتوں سے زیادہ عظیم ہیں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے بزرگو اور بھائیو!

چونکہ رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے، آج دوسرا روزہ ہے۔ اسی مناسبت سے آج کے درس قرآن میں روزے کے متعلق جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

قرآن مجید کی جو سب سے پہلی آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ جمہور مفسرین کے نزدیک اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ہے۔ اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے آگے چل کر ارشاد فرمایا اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کن کن باتوں سے روکا گیا۔ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ آگے آتی ہے تفصیل کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے روکتے ہیں۔ آگے فرمایا اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حکم دیتے ہیں تقویٰ کا۔ تو اس سے بھی روکتے ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کی اساس اور بنیاد کیا تھی، وہ ہے حضور کا تقویٰ کا حکم دینا اور مخالفوں کا اس سے چڑنا اور اس کو اپنے لئے خطرناک سمجھنا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے روکنا۔ چنانچہ ترتیب عثمانی جس میں جو ہمارے سامنے قرآن مجید موجود ہے۔ جس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق اور سند حاصل ہے بلکہ یہ دوسرے الفاظ میں ترتیب نبوی ہی سمجھئے۔ پہلی بڑی سورت جو قرآن مجید میں آئی ہے وہ سورہ بقرہ ہے جس کا یہ ایک حصہ آج کے درس میں پڑھا گیا۔ اس کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ قرآن مجید ہدایت ہے کس کے

لئے؟ لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ تقویٰ والے لوگوں کے لئے اور تقویٰ کا معنی پرہیزگاری اور یہ کوئی اتنا مشکل لفظ تو نہیں ہے کہ ہم اس میں کوئی سوال وجواب بنائیں یا کوئی لمبی تنقیدیں اور تشقیقیں نکالیں، اس دنیا کی بات ہے میرے بھائیو! اور دوستو! کہ ہر چیز، ہر دوائی، ہر نصیحت، ہر عمل اسی کے لئے تو مفید ہو سکتا ہے۔ جو اس کی مخالفت سے بچے اگر ایک آدمی کو پیاس لگی ہو، وہ پانی بھی پی رہا ہے اور اپنے پاس انگیٹھی بھی جلا کر رکھ لے تو کیا خیال ہے آپ کا اس کی پیاس بجھ جائے گی۔ پانی کیا فائدہ دے گا۔ اگر ایک آدمی کو سردی لگ رہی ہے، چائے بھی پی رہا ہے اور ٹھنڈے پانی سے غسل بھی کر رہا ہے تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔ ایک شخص بیمار ہے دوا بھی استعمال کر رہا ہے اور اس کے مطابق جو پرہیز ہے اس پرہیز کو بھی توڑتا چلا جا رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے وہ دوا مہلک بن جائے۔ بجائے شفا کے نقصان دے دے، اسی کو قرآن مجید نے یوں فرمایا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ٥ فرمایا قرآن مجید تو شفا ہے، رحمت ہے لیکن کس کے لئے لِلْمُؤْمِنِيْنَ یقین والوں کے لئے، ایمان والوں کے لئے، اور جو لوگ ظالم ہیں میری حدول کو توڑتے ہیں، ان کو قرآن مجید کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ قرآن تقویٰ کی دعوت دیتا ہے۔ تقویٰ کا یہ مفہوم نہیں کہ ہم کسی بہت اونچی بڑی شخصیت کو یا ایک بہت بڑے عنوان کو اپنے ذہن میں رکھ لیں۔ ہر مسلمان متقی اور پرہیزگار ہے اور ہر متقی مسلمان ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ قرآن ہدایت ہے، ایمان والوں کے لئے۔ کیونکہ ایمان والے وہی لوگ ہیں کہ تقویٰ جن کو حاصل ہے اور پرہیزگاری کو اختیار کرتے ہیں۔ پرہیزگاری کا مفہوم کیا ہے؟ اللہ کی نافرمانی

سے بچنا۔ یہ درست ہے کہ صوفیائے کرام نے تقویٰ کے متعلق درجات بیان کئے ہیں
اور اس سلسلے میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے؟ وہ الگ مسئلہ ہے پھر تقویٰ کے درجات بہت
زیادہ ہیں بعض وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے صریح ممنوعات سے بچتے ہیں بعض وہ ہیں جو شبہات سے بچتے ہیں بعض وہ ہیں
جو مباحات سے بھی بچتے ہیں مباح کام اس کو کہتے ہیں کہ جس کو کریں تب بھی کوئی گناہ
نہیں ہوتا اور نہ کریں تب بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا لیکن اللہ کے ایسے بھی بندے ہیں
جو مباحات تک سے بچتے ہیں۔ یہ درجات کا الگ مسئلہ ہے۔ لیکن نفس تقویٰ اور ایمان
یہ دونوں ہم معنی لفظ ہیں یعنی تقویٰ اور ایمان۔ اسلام، ایمان اور تقویٰ ایک چیز ہیں۔
درجات میں اختلاف ہے یعنی درجات جو ہیں وہ الگ ہیں۔ جس کا تقویٰ تھوڑا ہے
وہ ذرا تھوڑا متقی ہوگا، زیادہ ہے تو زیادہ ہوگا۔ جو مباحات سے بھی بچے گا
عشق کے مقام پر پہنچ جائے گا۔ اس کا تقویٰ اور بھی بلند ہوگا۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے ساری عمر بسطام کے خربوزے نہیں کھائے۔ کسی نے
پوچھا کیا یہ خربوزے حرام ہیں؟ تو فرمایا کہ حرام حلال کی بحث تو میں نہیں کرتا۔ البتہ
میں نے اپنے علم کے مطابق سیرت کی تمام کتابوں میں کوشش کے ساتھ اس مسئلے
کو دیکھا ہے کہ مجھے پتہ چلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائے ہیں یا نہیں کھائے
تو چونکہ مجھے حضورؐ کے متعلق علم نہیں ہو سکا۔ نہیں پتہ چلا۔ اس لئے میں بھی نہیں کھاتا
کیونکہ نہ کھانے سے میرا کوئی نقصان نہیں ہے اور کھانے سے ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو امام
الانبیاء نے نہیں چکھا میں کیوں کھاؤں!

غرض یہ تقویٰ کا اونچا مقام ہے اس مقام پر ہم تو نہیں پہنچ سکتے۔ بہرحال کہنا یہ ہے
کہ قرآن مجید تقویٰ کی کتاب ہے اور تقویٰ کا مفہوم کیا ہے، تقویٰ کا مفہوم ہے اللہ

کی نافرمانی سے بچنا۔ اور اسی تقویٰ کا سورۂ بقرہ میں اور دوسری سورتوں میں بیان کیا گیا ہے پس جو دوست قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں وہ سمجھ چکے ہوں گے۔ کہ یہاں پہلی آیتوں میں تقویٰ کی بحث چلی آرہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فلاں کام بھی تقویٰ ہے، فلاں عبادت بھی تقویٰ ہے اور اسی تقویٰ کا ایک شعبہ اور ایک حصہ ہے، روزہ بھی، بلکہ تقویٰ کا ایک بہت بڑا رکن ہے۔ روزہ جسے قرآن مجید نے یہاں پر بیان فرمایا ہے۔ میں ساتھ ساتھ ترجمہ بھی کرتا جاؤں گا اور جو تفسیر اللہ تعالےٰ سمجھائیں گے وہ بھی عرض کردوں گا۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ماننے والو، اے یقین والو، اے ایمان والو، اے مسلمانو۔ عنوان پہلے یوں ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو، تم کہہ چکے ہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ تم مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے رہے ہو، پکارتے رہے ہو۔ اب تم مدینہ میں چلے آئے ہو اور دین کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے ہو۔ اب میری باتوں کو سنو، میرے احکام کو سنو

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ لکھے گئے، ہیں تم پر روزے بھی کُتِبَ لکھے گئے ہیں، تم پر روزے۔ یہ ذرا اور تاکید کا لفظ ہے۔ اگر یوں فرما دیتے فُرِضَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ فرض کردیئے گئے تم پر روزے، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا۔ لیکن لفظ فرض میں اور لفظ کتاب میں فرق ہے اور وہ فرق ہے اثر کے اعتبار سے ہمارے ذہن کے اعتبار سے، چنانچہ ہم کو اگر یہ کہا جائے کہ تجھے میں دس روپے دیدوں گا یا اچھا تجھے میں ملازمت دیدوں گا یا دلوادوں گا۔ تو ہمیں اتنا یقین نہیں ہوتا۔ جتنا سامنے

آرڈر کر دینے اور لکھ دینے سے آتا ہے۔ لکھنے کا مسئلہ : یہ پہلے دن سے چلا آرہا ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کوہ طور پر اپنی اُمت کے چند افراد کو لے گئے توبہ کرانے کے لئے وہاں پر انہوں نے توبہ کی' رب العالمین ان سے راضی ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک درخواست کی (سورۂ اعراف نویں پارہ کے رکوع نویں میں آتا ہے)

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ؕ

وَاكْتُبْ لَنَا اے اللہ لکھ دے ہمارے لئے' مقرر فرما دے ہمارے لئے' یعنی میری اُمت کے لئے دنیا اور قیامت دونوں کی بہتری یہاں پر وَاكْتُبْ لَنَا کے الفاظ آئے ہیں' یعنی لکھ دے مقصد یہ تھا۔ کہ لفظ کتابت میں ذرا زیادہ قوت ہے، لکھ دے ہمارے لئے دونوں جہانوں کی بہتری۔ تو قرآن نے جواب دیا فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

...... الاية)

فرمایا اے موسیٰ میرا قانون سن لے۔ ایک ہے میری رحمت ایک ہے میرا عذاب عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ عذاب تو میری مرضی جس کو ہیں دے دوں لیکن رحمت میری؟ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ یہ سب چیزوں پر حاوی ہے اس لئے رحمت کی تخصیص اپنی اُمت کے لئے مجھ سے نہ کرا یہ میں نہیں کرتا۔ البتہ یہ بات میں تجھے بتا دوں کہ میں نے ایک اور اُمت کے لئے داریوں کی

بہتری کو مخصوص کر لیا ہے فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ
میں لکھ دوں گا یقیناً۔ حرف سین استقبال کے لئے اور یقین کے لئے بھی ہے۔ اللہ کی ساری
باتیں یقینی ہیں۔ میں سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا کہ میں لکھ دوں گا۔ دونوں جہاں
کی بہتری کو۔ کن لوگوں کے لئے؟ ان لوگوں کے لئے جو نبی اُمّی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔ یعنی اس صورت میں تصریح ہے۔ اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ
الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔
اس لئے حضور کی اکثر یہ دعا ہوتی تھی۔ حدیثوں میں آتا ہے امام الانبیاء جناب محمد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اکثر دعا جو ہوتی تھی وہ یہ تھی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی
الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
اور ہمارے علاقے میں پنجاب کے اس علاقے میں اکثر ہم لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہمیں
اساتذہ نے اور علمائے کرام نے جو دعا سکھائی ہے وہ نماز میں درود شریف کے بعد یہی دعا
پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یعنی دارین کی بہتری جس کا تو نے وعدہ کیا تھا موسیٰ
علیہ السلام کے ساتھ۔ اے اللہ تو ہمیں وہ عطا کر جس کے متعلق تو نے ہمیں مخصوص فرمایا
اور اس کا اظہار خود اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے فرمایا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ یہ دعا اتنی جامع دعا ہے، جن دوستوں نے
حج کیا ہے (دو تین تو حاجی صاحبان کو اس درس کی مجلس میں میں پہچانتا ہوں، اللہ
تعالیٰ ہم سب کو حج کی دولت سے نوازے)
وہ جانتے ہیں کہ بیت اللہ المقدس کا جب طواف کیا جاتا ہے تو طواف کی کچھ دعائیں

ہیں وہاں پر رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے وہ بڑی قابل قبولیت جگہ ہے ویسے خانہ کعبہ سارا ہی قابل قبولیت ہے۔ بیت اللہ مقدس ہی' مکہ مکرمہ میں جو بھی دعا کی جائے اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ اس کی قبولیت کا ظہور جس وقت چاہے ہو جائے لیکن قبول ضرور کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس پر ایک مستقل حدیث بیان فرمائی ہے اور جہاں تک میرا حافظہ ہے میں عرض کر سکتا ہوں۔ اس میں یہ لکھا ہے (شاید حضورؐ کا قول ہے یا کسی صحابی کا) بہر حال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ لیکن اتنا عرض کرتا ہوں کہ اس وقت کے کافروں کا بھی یہ یقین تھا وَالدُّعَاءُ فِي هٰذِهِ الْبَلْدَةِ مُسْتَجَابَةٌ کہ اس بستی میں جو دعا کی جائے یا بددعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ مکہ مکرمہ سارا ہی محل قبولیت ہے اور پھر بیت اللہ مقدس اور پھر بیت اللہ کا وہ مطاف جہاں پر نبیوں نے طواف کیا اور اولیاء اللہ اب بھی طواف کرتے ہیں اور جو مسلمان اللہ کے حضور وہاں پہنچ جاتے ہیں مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ اس وقت اللہ کا مہمان دلی ہی ہوتا ہے تو وہاں پر جو جگہ خصوصیت کے ساتھ میں عرض کر رہا ہوں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان جو حصہ ہے یہ جگہ قبولیت کے لیے بہت اونچا مقام رکھتی ہے۔ ویسے حاجی لوگ جب طواف کرتے ہیں تو اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اور کچھ اور دعائیں پڑھتے ہیں لیکن یہاں جب آتے ہیں رکن یمانی کے پاس تو وہاں سے چل کر جو دعا پڑھتے ہیں حجر اسود تک ختم کرتے ہوئے وہ یہ دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔ یہ دعا اتنی اونچی معلوم ہوتی

ہے کہ وہاں بھی اس کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھا۔
غرض میں عرض کر رہا تھا۔ لکھنے کی بات۔ تو لکھنے کا مفہوم جو ہوتا ہے، وہ
زیادہ پختگی کو واضح کرتا ہے۔ یہاں بھی فرمایا ہے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
اے ایمان والو، اے یقین والو! تم پر روزے مقرر کئے گئے ہیں، تم پر روزے
لکھے گئے ہیں۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ۔ جیسا کہ فرض کئے گئے تھے، لکھے گئے تھے۔ ان لوگوں پر جو تم
سے پہلے بھی گذر چکے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۞ تاکہ تم پرہیز گار بنو۔ جس
تقویٰ کی دعوت قرآن دیتا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۞ اسی تقویٰ کا ایک شعبہ یہ بھی ہے۔ کون سا شعبہ؟
کہ تم روزے رکھو گے تو تم پرہیز گار بنو گے۔ اور جب تم پرہیز گار بن جاؤ
گے تو قرآن کریم کی تعلیمات سے تم فائدہ اٹھا لو گے۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ۔ یہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ اس آیت میں اس
ٹکڑے میں بہت ساری باتیں رَبُّ الْعٰلَمِیْن نے ارشاد فرمائی ہیں۔ قرآن کریم
کے محاسن، قرآن کریم کے بدائع اور قرآن کریم کے جو نکات ہیں وہ تو بہت زیادہ
ہیں۔ انسان اور پھر مجھ جیسا طالب علم تو سمجھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن یہ چند باتیں میرے
آپ کے سمجھنے کے قابل ہیں۔ اس چھوٹے سے ٹکڑے میں بھی بہت سی باتیں
ہیں پہلے لفظ صوم ہے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ فرض کئے گئے تم پر روزے
اگر آپ دوستوں نے کبھی غور فرمایا ہو، عربی زبان کے متعلق دیکھا ہو تو ہمارے
ہاں جو تقریبی الفاظ ہیں۔ حقیقت کے ساتھ لفظی اور لغوی اعتبار سے بھی

مناسبت رکھتے ہیں۔ حج کہتے ہیں نیت کو، وہاں بھی نیت شرط ہے۔ زکوٰۃ کہتے ہیں، مال کے بڑھنے کو۔ تو قرآن کہتا ہے۔ جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ بظاہر وہ دیکھتے ہیں کہ اڑھائی روپے سو میں سے کم ہو گئے ہیں۔ لیکن فرمایا جو زکوٰۃ دیتے ہیں اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اس سے تمہارا مال بڑھتا ہے۔ لفظ زکوٰۃ کا معنی ہی بڑھتا ہے۔

حج کے معنی ہی نیت اور ارادہ ہے اسی لئے حاجی لوگ احرام باندھتے وقت نیت کرتے ہیں۔ احرام کا معنی ہی اپنے آپ کو حج میں شریک کرنا۔ اور حج کا معنی ہی نیت کرنا ہے، اسی طرح میرے دوستو! لفظ "صوم" كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔ تم پر روزے لکھے گئے۔ لفظ صوم سے مراد روزہ کیسے ہے؟ اس میں خود مشقت کا مفہوم موجود ہے۔ یہ میں چند باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ آج کل اس فضا میں اور اس سے پہلے بھی بعض دوستوں نے (اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور ان سب دوستوں کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے) بجائے اس کے کہ ہم قرآنی تعلیمات پر عمل کریں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے ہمارے ذہن میں کچھ ایسا سقم پیدا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی باتوں میں تنقیحیں نکالتے رہتے ہیں حالانکہ بندے کا کام عمل کرنا ہے، نازل کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور شارح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو حضورؐ نے بنا دیا اس پر عمل کیا جائے۔

اب چودہ سو سال گذرنے کے بعد ابھی تک دین کو نہیں سمجھ سکا۔ تو پھر کب سمجھے گا۔ دیکھو نہ یہ تنقیحوں کا وقت ہے نہ تنقیدوں کا ہم تو عمل کے

لئے ہیں۔ جو کچھ بنایا۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، صحابہ کرام نے اور پھر ائمہ عظام نے، امام ابو حنیفہ، امام شافعیؒ وغیرہ نے بس ہم اس پر عمل کرنے کے لیئے مکلف ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ آجکل یہ چیزیں بھی چلی ہوئی ہیں کہ جی روزے میں مشقت ہے، روزے میں محنت ہے، جی روزے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اچھا جی آرام کس میں ہے؟ چارپائی پر لیٹنے میں بھی تو تکلیف ہے۔ دو گھنٹے آدمی زیادہ لیٹے تو کہتا ہے۔ ارے یار سو سو کر پہلو دکھ گئے ہیں۔ پھر سونا بھی چھوڑ دو۔ کس بات میں آرام ہے۔ کھانے میں بھی تکلیف ہے۔ اگر انسان زیادہ کھا جائے تو پیٹ پھول جاتا ہے۔ تکلیف ہوتی ہے پھر گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔ چلنے میں بھی تکلیف ہے، بیٹھنے میں بھی تکلیف ہے۔ کس بات میں تکلیف نہیں؟ اگر قرآن دیکھو لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ○ اللہ انسان پیدا ہی تکلیف میں کیا گیا ہے۔ انسان کی ساری زندگی ہی تکلیف میں ہے، تکلیف ہو تو آدمی کام چھوڑ دیتا ہے؟ یہ کتنا بیہودہ قسم کا ایک نظریہ ہے۔ میرے بھائیو قرآن کریم نے اپنے الفاظ میں جو تشریحی حکم دیا، اسی کو اساس رکھا۔ میں اس لیئے عرض کر رہا ہوں کہ لفظ صیام كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔ فرض کیئے گئے تم پر روزے صیام جمع ہے صوم کی۔ صوم کہتے ہیں۔ روزے کا معنیٰ:

بعض علماء فقہ نے لکھا ہے کہ عربی زبان میں مچھلی کے بدن پر یا اس کی پشت پر جو دانے مارے ہوتے ہیں انہیں صوم کہتے ہیں۔ مچھلی کی پیٹھ یا بدن کو چھیلتے وقت، اس کو پکانے وقت جب چھری کے ساتھ اس کو صاف کیا جاتا ہے تو وہ جو سیپ سے اترتے ہیں اسے کہتے ہیں۔ عربی زبان میں صوم اور وہ اتنی سخت چیز

ہے کہ جہاں کہیں وہ چمٹ جائے تو پانی نیچے نہیں گھس سکتا۔ اس لئے ہمارے فقہاء نے ایک پہیلی لکھی ہے۔ پہلے زمانہ میں لطیفے بھی دین کے ہوتے تھے۔ ایک شخص پوچھتا ہے قاضی صاحب سے اِغْتَسَلْتُ وَعَلَیَّ صَوْمٌ" قاضی صاحب میں نے غسل کر لیا۔ غسل جنابت۔ اور مجھ پر صوم تھا۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں۔ جا غسل دوبارہ کر۔ سوال ہو گیا۔ کیا روزے میں غسل دوبارہ کریں۔ یہ ایک چیستان ہے۔ ایک پہیلی ہے۔ طالب علموں کی آپس میں دینی باتوں کے لئے۔ تو وہاں پر لکھا ہے علماء کرام نے کہ اصل میں لفظ صوم کہتے ہیں۔ اس مچھلی کے سیپ کو' تارے کو' تو وہ سائل یہ پوچھتا ہے۔ کہ میں نے جب غسل کیا تھا تو میری پیٹھ پر یا بدن کے کسی حصے پر مچھلی کا جو سیپ تھا یا تارہ تھا وہ اٹکا ہوا تھا۔ تو وہ اتنا سخت ہوتا ہے کہ اس کے نیچے سے پانی نہیں گذر سکتا۔ تو قاضی صاحب نے کہا کہ اس صوم کو ہٹا' اور دوبارہ غسل کر اس لئے کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ۔ حدیثوں میں آتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ کہ میرے سر کے بڑے بال ہوتے تھے (ترمذی) ایک دفعہ امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ۔ ہر بال کی بنیاد میں جنابت ہوتی ہے۔ غسل کے وقت اپنے بدن کو اچھی طرح دھویا کرو۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اسی دن سے میں اپنے سر کا دشمن بن گیا۔ جس وقت میں نے حضورؐ کی بات سنی اسی دن سے میں نے اپنے سر کے بال منڈانے شروع کر دیئے تاکہ غسل جنابت میں کوئی بال خشک نہ رہ جائے صحابہ کی شان تھی۔ صحابہ میں اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت کمال جذبہ تھا اور وہاں لِمَ اور اِنْ نہیں تھی کہ کیوں کریں۔ فلسفہ چھانٹنے والے چھانٹ گئے۔ نہیں

چاہیئے کہ ہم دین پر عمل کریں۔ وہ اقبال کا شعر ہے بڑا مزیدار ہے

بو علی اندر غبارِ ناقہ گُم دستِ رُومی پردۂ محمل گرفت

دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ابھی بو علی سینا جس کو گذرے ایک ہزار سال سے زیادہ ہو گیا ہے مسلمانوں کا بہت بڑا فلسفی اور شفاء کا مصنف ہے۔ آخر میں تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ہدایت دے دی تھی۔ لکھا ہے بو علی سینا کی جب وفات ہوئی تو اس کے سینے پر بخاری پڑی تھی، بخاری پڑھتے پڑھتے وفات ہوئی بو علی سینا کی (رحمۃ اللہ علیہ) لیکن اپنے وقت میں بہت بڑا فلسفی گذرا ہے، حکیم گذرا ہے تو اقبال مولانا روم کا اور بو علی سینا کا موازنہ کر رہا ہے۔

بو علی اندر غبارِ ناقہ گُم۔ بو علی ابھی یہی تحقیق کر رہا ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرا محبوب کامل، جس ناقہ (اونٹنی) پر سوار ہو کر جا رہا ہے۔ اس کی جو غبار ہے وہ لمبی ہے، چوڑی ہے، کیسی ہے؟ اس میں کون کون سے ذرات ہیں۔ وہ ابھی غبارِ ناقہ ہی میں گم ہے۔ لیکن ع

دستِ رومی پردۂ محمل گرفت

کیونکہ رومی سچا عاشق تھا وہ محبوب کے محل تک جا پہنچا۔ تو اتباع ہی میں سب کچھ ہے۔ ابتداع میں کچھ نہیں۔ تو فرمایا۔ تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے اور یہ کوئی ایسی بڑی بات مت سمجھو کہ خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر ایسے ایسے احکام نازل فرما دیئے کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے۔ تعداد میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن روزے ساری امتوں پر فرض تھے۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمام امتوں پر بھی فرض تھے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بھی

روزے رکھا کرتے تھے۔ اور ہر نبی پر جو وحی نازل ہوئی وہ رمضان میں نازل ہوئی ہے۔ امام الانبیاء پر جو وحی آئی وہ بھی رمضان المبارک میں آئی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔

اور باقی سب نبیوں پر جو وحی نازل ہوئی ہے وہ رمضان میں آئی ہے خواہ اس وقت ان کے روزوں کی کیفیت کچھ بھی ہو، علماء نے لکھا ہے کہ ہر نبی پر جو وحی آئی ہے، وحی کی جو ابتدا ہوئی ہے وہ رمضان المبارک میں ہوئی ہے۔ جب کہ وہ صائم ہوتے تھے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ط تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ یعنی تم روزہ رکھو گے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔ اگر تم روزہ بھی نہ رکھو، نماز بھی نہ پڑھو حج بھی نہ کرو۔ زکوٰۃ بھی نہ دو، قرآن بھی نہ پڑھو، تو پھر بتاؤ تم پرہیزگار کیسے بنو گے، اسلام کے قریب کیسے آؤ گے؟ اللہ کے دین کی ساری حدوں کو توڑ دو اور صرف نام ہے کہ تم خوش ہو جاؤ کہ بس ہم پرہیزگار بن گئے۔ یہ تو بات نہیں ملتی۔ تقویٰ کب آئے گا۔ جب تم میری عبادت کرو گے۔ میرے بندے بنو گے۔ پہلے پارے میں فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے ایمان والو عبادت کرو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ عبادت کے بغیر تم پرہیزگار نہیں بن سکتے۔ اسی عبادت کا ایک شعبہ روزہ بھی ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم پرہیزگار بنو اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط یہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں یہ ہمیں سمجھایا، ہماری نفسیات کے مطابق کہ گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ تم گھبرا

جاتے ہو۔ انتیس ۲۹ دن ہوں گے یا تیس دن ہوں گے امام الانبیاء سے پوچھا گیا اے اللہ کے نبی مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے تو حضور نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اَلشَّھْرُ ھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا تین دفعہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی سب انگلیوں کو کھول کر فرمایا یعنی تین ضرب دس، تیس۔ اور ایک دفعہ انگوٹھے مبارک کو بند کر کے فرمایا۔ وَ ھٰکَذَا یعنی کبھی کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ یہ گنتی کے چند دن تو ہیں اس سے تم گھبرا کیوں گئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی باتیں ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے بندے ہو اور پہلی امتوں پر بھی یہ آیا۔ اور اسی لئے روزے کی تاکید کے لئے قرآن مجید نے اجہاں تک میرا مطالعہ تھوڑا سا ہے۔ اکابر کی دعاؤں سے) روزے کے علاوہ کسی عبادت کے ساتھ علیحدہ لفظ مستورات کیلئے نہیں فرمایا۔ یہ کہیں نہیں فرمایا۔ وَالْمُصَلِّیْنَ وَالْمُصَلِّیَاتِ یا وَالْحَاجِیْنَ وَالْحَاجِیَاتِ یا وَالْمُزَکِّیْنَ وَالْمُزَکِّیَاتِ بلکہ روزہ کے متعلق فرمایا — وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ روزے دار مردوں سے اور روزے دار عورتوں سے — معلوم ہوتا ہے کہ روزہ بہت بڑی اونچی عبادت ہے کہ رب العالمین نے امتیازی شان سے عورتوں کو بھی مخاطب فرمایا اور دونوں کے لئے قرآن مجید نے لفظ صائم ارشاد فرما کر یہ بتایا کہ روزے میں دونوں برابر کے مکلف ہیں۔ اس میں اور پہلو بھی نکلا کہ ممکن ہے عورت یہ سمجھ لے کہ میں تو عنصر لطیف ہوں، میں تو صنف نازک ہوں اور روزہ تو بڑی مشکل جیسی بات ہے اس لئے وہاں پر صائمات بھی فرما دیا۔ کہ روزہ عورتوں پر بھی لازم ہے اور ہمارے "بزرگ" ابھی تک تنقیدیں نکال رہے ہیں کہ روزہ نہ

رکھو اور صرف چار آنے کے پیسے دیدیا کرو۔ کیونکہ اس سے ٹینک خرید لیا جائے گا اور اس سے پھر بمباری کرو گے۔ جو یہاں روزہ نہیں رکھ سکتا وہ سب میرینیں (SUB MARINES) چلا سکتا ہے؟ یہ روزہ تو عملی تربیت ہے۔ روزے میں تو یہ بتایا جا رہا ہے کہ وقت پڑے تو تم اتنی دیر تک بھوکے بھی رہ سکو، وقت پڑے تو تم اتنی دیر تک پیاسے بھی رہ سکو، وقت پڑے تو تم اتنی دیر تک سگریٹ کے بغیر بھی رہ سکو، چائے کے بغیر بھی رہ سکو، اور وقت پڑے تو تم اتنی دیر تک خاموش بھی رہ سکو۔ یہ تو عملی تربیت ہے۔ جو قوم روزہ نہیں رکھتی وہ جہاد کیسے کرے گی؟

میرے دوستو! جہاد وہی قوم کر سکے گی جس قوم میں روزے کا جذبہ ہو گا۔ آپ مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے دوست ہیں۔ جہاں تک مجھے پتہ ہے ہٹلر نے گذشتہ جنگ عظیم میں حکم دے دیا تھا۔ کہ جو سپاہی سگریٹ پیئے گا اس کے ہونٹ کاٹ دیئے جائیں گے۔ کیوں؟ وہ سگریٹ پی کر ہوائی جہاز چلا سکتا ہے؟ وہ سگریٹ پی کر پیٹرول کے ذخیرے کے پاس بیٹھ سکتا ہے، وہ سگریٹ پی کر آبدوز چلا سکتا ہے؟ وہ وہاں سگریٹ پیئے تو سارا بیڑا ہی غرق ہو جائے۔ یعنی جو قوم نشے کے بغیر ایک گھنٹہ نہیں رہ سکتی کیا وہ قوم جنگ کر سکتی ہے؟ مشہور مثال ہے کہ جب بخارا میں بالشویک داخل ہوئے، سحری کا وقت تھا اور وہاں پر ہمارے بخاری بھائیوں نے سماوار میں گرم کی تھیں، قہوے کی تیاری ہو رہی تھی تو کسی نے کہا آ گئے۔ تو کہتا ہے۔ آغا چائے نے تو شیدیم جنگ می کنیم۔ آ گئے تو آنے دیں، ہم چائے تو پی کر لڑیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(ملک دے دیں گے چاہے نہیں چھوڑنے)

یہ عملی تربیت ہے۔ میرے دوست جو قوم روزہ نہیں رکھ سکتی کیا وہ لڑ سکتی ہے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے جنگ بدر میں روزے رکھے کہ نہیں رکھے؟ علماء جانتے ہیں۔ آپ دوست بھی جانتے ہیں کہ جنگ بدر رمضان المبارک میں ہوئی۔ اور کتنی سخت بھوک تھی۔ اس لئے قرآن مجید نے آگے چل کر اس کے احکام بیان فرمائے۔ کہ دیکھو یہ تم پر روزے فرض ہیں اور تمہیں ہر حال میں رکھنے پڑیں گے کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ یہ تم پر لازم ہیں۔ تم سے یہ معاف نہیں ہو سکتے البتہ میں یہ کروں گا تمہاری رعایت کے لئے کہ تم انسان ہو۔ اور خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ؕ میرے ہی تم پیدا کردہ ہو۔ اس لئے میں تمہارے لئے کچھ جزوی آسانیاں رکھتا ہوں، کون سی آسانیاں؟ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا پس جو کوئی ہو تم میں سے بیمار ـــ کَانَ ـــ "ہو" ـــ روزہ ہو تو بیمار نہ بنئے جناب مجھے ڈاکٹر نے منع کر دیا ہے، کہ اگر تو نے روزہ رکھ لیا تو مر جائے گا۔ مجھے بلغیر چڑھتی ہے۔ یہ بتخیر تو اتر جائے گی مگر جو بتخیر قبر میں چڑھے گی اسے کون اتارے گا؟ اللہ ایسے بہانوں سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔

اللہ تعالیٰ میرے حال پر بھی اور سب کے حالوں پر رحم و کرم فرمائے یعنی اللہ کے دین کی جب بات آتی ہے تو ہمیں کچھ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارا کام ہی نہیں ہے حالانکہ اللہ کے دین کی جب بات آئے تو اس کا لبیک کر استقبال کرنا چاہیئے۔ رمضان سے دو تین دن پہلے صبح کے وقت میرے پاس ایک

مہمان آیا سفید داڑھی اور سفید مونچھیں تھیں۔ میں نے کہا۔ آپ پہلے چائے پی لیں۔ کہنے لگا میرا تو روزہ ہے ــــ "روزہ ہے"؟
"ہاں میرا تو روزہ ہے"ــــ "کیوں"؟ حقیقت ہے۔ اس بوڑھے نے جب بات کی تو مجھے بھی ندامت آئی۔ کہ دیکھو اس میں کتنا تقوی ہے۔ وہ کہنے لگا۔ رمضان المبارک آ رہا ہے اس کا کچھ تو استقبال کرنا چاہیئے۔"
آج جنہوں نے رمضان کا استقبال کیا ہے روزہ ان کا قیامت کے دن استقبال کرے گا۔ حدیثوں میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک انسان ہوگا۔ جو اپنے گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا بڑا پریشان اور متفکر ہوگا۔ اس کے حساب وکتاب کا وقت قریب ہوگا وہ دیکھے گا کہ ایک نوجوان خوبصورت آیا۔ اور اس نے اللہ تعالی کے حضور آکر درخواست کی۔ کہ اے رب العالمین اس انسان کو معاف کر دے۔ میں اس کے پاس مہمان بن کر گیا تھا۔ اس نے میری بڑی تواضع کی، میری بڑی خدمت کی۔ میں اس سے بڑا خوش رہا۔ اے میرے اللہ تو اس کو معاف کر دے بخش دے رب العالمین حکم دیں گے کہ جا میں نے اس کو معاف کر دیا۔ وہ نوجوان وہاں سے چلے گا تو یہ بھی پیچھے ہوگا۔ کہ بھائی بات تو بتا کہ تو کون ہے۔ تو تو میرے پاس کبھی آیا نہیں۔ میں نے تجھے کبھی دیکھا نہیں۔ تو نے ایسے وقت میں مجھ پر مہربانی کی۔ تو کون ہے؟
وہ کہے گا۔ جی آپ مجھ کو جانتے نہیں۔ میں تو ہر سال آپ کے پاس آیا کرتا تھا اور آپ مجھے بڑی عزت کے ساتھ اپنے پاس رکھتے تھے۔ میری آپ نے

برائے خاطر مدارات کی — "او بھائی بتا تو کون ہے"، وہ کہے گا۔ میں رمضان المبارک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آج مجھے نوجوانوں کی شکل عطا فرمائی ہے۔ کیونکہ تو مجھے نوجوان ہو کر ملا۔ تو نے بہادری کے ساتھ مجھے قبول کیا"
(اعمال متشکل ہوں گے قیامت کے دن — نیکوں کی بھی اور بدوں کی بھی شکلیں ہوں گی۔ اعمال شکل کے لحاظ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے)

اس مہینے کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رحمتوں کا مہینہ فرمایا تھا۔ لیکن افسوس ہے آج بعض دوست ہیں جو اس کو اپنے لئے زحمت سمجھ رہے ہیں۔

فَمَنْ كَانَ (پس جو کوئی ہو) مِنْكُمْ (تم میں سے) مَرِيضًا بیمار ہو کوئی تم میں سے "بیمار" بنے نہیں — بیمار ہو فَتَمَرَّضَ۔ عمداً بیمار بن جانا — اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (پس اتنی ہی گنتی پوری کرے اور دنوں میں سے۔ اس کے لئے رخصت ہے۔ وہ کھو جا کرلے، دوائی استعمال کرلے۔ سفر میں ہے۔ سحری کا انتظام نہیں ہو سکتا، سفر کی مشقت اور صعوبت ہے۔ تو اس کے لئے قضا کیا ہے؟ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ا اتنے ہی دن پھر اور کسی وقت رکھ لے۔

کہتے ہیں ہمیں غریبوں کا بڑا فکر ہے۔ جو بچارے کانوں میں کام کرتے ہیں، یہ کون فکر کر رہا ہے؟

بعض شرابیوں کے گلاس چڑھانے والے، کلبوں میں ناچنے والے، اللہ کے نافرمان، وہ کس کی فکر کر رہے ہیں؟ غریبوں کی، دمڑی جیب میں سے

ایک نہیں نکالتا غریب کے لئے، ذرا کوٹ تو اتار کر دے دو غریب کو۔ اگر غریب کے ساتھ ہمدردی ہے تو ایک چیسٹر (CHESTER) اتار کر دے دو اپنی جائداد میں سے دو مربعے دے دو۔ تنخواہ کا آدھا حصہ دے دو۔ ہمدردی اسے کہتے ہیں۔ یہ ہمدردی ہے کہ انہیں بے دین بناتے ہو؟ ان کے بہانے خود بے دین بنتے ہو؟ غریب تو دین سے نہیں گھبراتا۔ کوئی غریب دکھا دو جو یہ کہہ دے کہ میں روزہ نہیں رکھتا کسی بھی غریب سے آپ پوچھ لیں وہ کہے گا مجھے آپ نے کافر سمجھا ہے؟ میں روزہ ضرور رکھوں گا، غریب جن کے غم میں ہم گھل رہے ہیں۔ وہ تو روڑی کوٹتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ جون جولائی کے مہینوں میں گرمی میں لوگ گندم کاٹتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ کانوں میں کام کرنے والے بلکہ جہازوں میں کام کرنے والے روزہ رکھتے ہیں۔ جنگ عظیم کا واقعہ ہے۔ میرے پاس اخبارات کے کٹنگ اب بھی موجود ہیں۔ اس جنگ کے دوران میں رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اور انگلینڈ سے ایک جہاز چلا آئرلینڈ کو جانے کے لئے اس میں چھوٹے طبقے کے جو مزدور تھے کوئلہ ڈالنے والے وہ مسلمان تھے اور وہ روزے سے تھے۔ پہلا ہی دن تھا جہاز کے سفر کا۔ جب جہاز چلا آئرلینڈ کی طرف تو ہو سکتا ہے اس طرف دن لمبے ہوں یا ہیں چھوٹی ہوں تو چونکہ جہاز اسی طرف جا رہا تھا جہاں مغرب ہے۔ اب سورج کے غروب ہونے کا وقت گھڑی کے اعتبار سے تو ہو گیا لیکن سورج سامنے نظر آتا ہے۔ جتنا وہ جہاز آگے جاتا ہے سورج اتنا ہی اور نظر آتا ہے۔ ڈوبتا نہیں تو انگریز کپتان نے مسلمانوں کو سمجھایا، علماء کے فتوے بتائے کہ دیکھو بھائی اب ہم جتنا بھی آگے جائیں گے یہ ڈوبے گا

نہیں بلکہ یہ یونہی تمہیں نظر آتا رہے گا۔ اس لئے وقت کے اعتبار سے تمہارے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا ہے۔ تم روزہ کھول ڈالو۔ انہوں نے کہا صاحب تو نے ہم کو کافر سمجھ رکھا ہے؟ جب تک دن غروب نہ ہوگا روزہ نہ کھولیں گے۔

انہیں سمجھایا کہ بعض علاقے ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں سورج نہیں غروب ہوتا یا دیر کے بعد ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ چنانچہ جہاز آگے چلتا گیا اور وہ اڑے رہے۔ آخر اس حد تک نوبت پہنچی کہ ان کی موت کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ آگے جائیں گے تو دن اور بھی لمبا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مرکز سے رابطہ قائم کیا اور پوچھا کیا کیا جائے۔ اور وہاں سے ہدایات ملیں۔ کہ جہاز کو واپس موڑ دو اور جب ان کو سورج غروب ہوتا نظر آئے یہ روزہ کھول لیں۔ پھر ان کو آگے لے چلو۔ چنانچہ جہاز کو موڑا گیا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ سورج غروب ہو رہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا اب روزہ کھولتے ہیں غریب تو مر جاتا ہے۔ مگر اللہ کے دین کو نہیں چھوڑتا۔ گناہ غریب بھی کرتا ہے لیکن غریب کے گناہ میں اللہ کی نافرمانی اور بغاوت نہیں ہوتی، اسے اعتراف ہے اپنے گناہ کا۔ اور ہمارے امیروں میں (امیروں میں بھی اچھے لوگ ہیں) میں ان دوستوں کی بات کرتا ہوں جو اس بات پر تلے ہوتے ہیں کہ کسی طرح دین کا کچھ نہ کچھ بگاڑ دیا جائے تا کہ ہمارا نام دنیا میں پیدا ہو جائے کہ ہم بہت بڑے ذی علم ہیں اور قیامت میں تو جو ہو گی وہ دیکھی ہی جائے گی۔ اس لئے قرآن نے فرمایا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا۔ جو کوئی تم میں سے بیمار ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا وہ سفر پر ہو۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط پس وہ اتنی ہی گنتی پوری کرے اور دنوں

میں سے لفظِ مریض میں بیمار بھی آگئے۔ ہماری بچیاں بھی آگئیں ——— (ایّام ماہواری بھی مرض ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے ان کو رخصت دی۔ کہ وہ قضا کریں) مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ اور دوسرے دنوں میں وہ روزے رکھیں۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں۔ کس بات کی؟ فدیہ دینے کی، غریبوں، مسکینوں کو کھانا دینے کی۔ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ مسکین کا کھانا بھی دینا چاہیئے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس سے مراد صدقۂ فطر لیا ہے۔ یعنی جب عید ہو جائے۔ رمضان المبارک کے روزے پورے کر لئے تو جن لوگوں کے پاس طاقت تھی، پیسے تھے وہ کیا کریں؟ وہ ایک مسکین کو کھانا بھی کھلا دیں۔ آج عید کا دن ہے۔ عید کے دن سب لوگ خوشیاں کریں گے، غریب بھی خوشی منائے۔ جس کے گھر میں غلہ نہیں ہے، آٹا نہیں ہے۔ کھانے کی چیزیں نہیں ہیں تو ان کو چاہیئے۔ جن کو طاقت ہے، جو امراء ہیں مسکین کا کھانا بھی دیں۔ اس لئے صدقۂ فطر کے لئے پورے سال کا بانصاب ہونا شرط نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے لئے تو یہ ہے کہ جس آدمی کے پاس پورا سال چالیس روپے رہے ہوں وہ سال گذرنے کے بعد ایک روپیہ دے اسے کہتے ہیں زکوٰۃ۔ لیکن صدقۂ فطر کے لئے یہ شرط ہے کہ اس دن جس آدمی کے پاس اتنے پیسے ہوں کہ اس کی ضروریاتِ زندگی پوری ہو سکیں اور چالیس روپے کا نصاب ہو تو اس پر صدقۂ فطر دینا لازم ہے۔ اپنی طرف سے بھی دے اور بچوں کی طرف سے بھی دے۔ تاکہ آج عید کی خوشیوں میں سارے لوگ اس کے ساتھ شریک ہوں۔

اور اگر یہ مراد ہو کہ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط

جیسے ہمارے بعض دوست کہتے ہیں۔ کہ جن کی طاقت ہے ___ روزے کی، وہ کیا کریں، ایک مسکین کا کھانا کھلا دیں ___ جسے طاقت ہے روزے کی وہ تو مسکین کو کھانا کھلا چھوڑے، اور جس میں طاقت نہیں وہ روزہ رکھے (بات سمجھی آپ نے؟) جس آدمی کی آنکھیں ہیں وہ تو اندھا بن جائے اور جس کی آنکھیں نہیں ہیں وہ کرکٹ کھیلے۔ وہ محاذ پر جا کر جنگ کرے۔ جس آدمی کی آنکھیں ہیں وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور جس کی آنکھیں نہیں ہیں وہ مورچے میں بیٹھ کر گولے پھینکے۔ مطلب تو یہ ہی ہوا۔ جس آدمی کی طاقت ہے وہ تو روزہ نہ رکھے۔ وہ کیا کرے؟ وہ تو مسکین کو کھانا کھلادے اور جس کی طاقت نہیں وہ روزہ رکھے۔

عجیب فلسفہ ہے۔ قرآن مجید بالکل واضح ہے اپنے احکام میں۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح طور پر فرما دیا۔ اس کی اور بھی تاویلیں ہو سکتی ہیں۔ تصریحات علمائے اسلام نے لکھی ہیں۔ بہرکیف یہ آیت قطعاً اس لئے نہیں ہے کہ جن کی روزے کی طاقت ہے۔ وہ کھو جا کر دیں اور ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں بس ان کی چھٹی ہو جائے گی۔

تو میرے دوستو اور بزرگو! (اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطا فرمائے) یہ بات کبھی چل بھی نہیں سکتی، کبھی بھی نہیں کامیاب ہو سکتی۔

لَا يَاتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ○ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باطل قرآن مجید کے نہ آگے آسکتا ہے نہ پیچھے آسکتا ہے۔ باطل ابھرے گا لیکن کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ ابھرے گا کچھ زمانہ ذہنوں کو پریشان کریگا۔ کچھ بدبختوں کو جہنم کی طرف لے جائیگا۔ لیکن کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ آج سے تین چار سال پہلے ٹیونس میں بھی یہ فکر پیدا ہوا۔ وہاں پر ایک پروفیسر کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔

بڑی کتابیں وغیرہ لکھیں انہوں نے فتویٰ دیا کہ جو لوگ کانوں میں کام کرتے ہیں وہ کھو جایا کریں۔ جو لوگ فلاں جگہ کام کرتے ہیں وہ بھی کھو جایا کریں۔ لیکن اس کا ردعمل کیا ہوا؟ ہمیں نے ایک امریکی رسالے کے حوالے سے پڑھا تھا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ایک امریکی رسالے کا ایڈیٹر وہاں پر آیا، دیکھنے کے لئے کہ اس فلسفے کا عوام پر کیا اثر ہے؟ وہ لکھتا ہے کہ جب یہ چیز کچھ تھوڑی بہت نیم سرکاری طور پر نافذ کر دی گئی تو اس کا ردعمل عوام پر یہ ہوا کہ لوگوں نے پہلے سے زیادہ روزے رکھے۔ پہلے سے زیادہ مسجدیں آباد ہوئیں۔ چنانچہ دوسرے سال اس حکم کو واپس لے لیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے وہ نافذ ہو گا۔ تَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۔ رب العالمین کی بات کو کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ نافذ ہو گی، وہ نہیں ٹل سکتی۔ اس لئے کہ جو وفا شعار ہیں وہ خوش نصیب ہیں۔ وہ تو اللہ کی بات کو مان لیتے ہیں اور جو بدنصیب ہیں وہ اللہ کی بات میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں (اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے)

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۔ (پس جو نیکی کرے گا خوشی کے ساتھ) فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ (پس یہ بات اس کے لئے بہتر ہے) تَطَوَّعَ طَوْعٌ سے مشتق ہے۔ طَوْعٌ کا معنی اطاعت، جو کوئی اطاعت کے ساتھ دل کی خوشی کے ساتھ، دل کے اطمینان کے ساتھ کسی بھی نیکی کو کرے گا اور یہ روزہ بھی تو ایک نیکی ہے۔ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پس یہ بات اس کے لئے بہت ہی بہتر ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ اور یہ بات کہ تم روزہ رکھو یہ ضروری ہے تمہارے لئے۔ اگر تم اس کو جانتے ہو "خیر" کا معنی پنجابی کی "خیر" نہیں ہے۔ رکھے تاں بھی خیر اے نہ رکھے تاں بھی خیر اے (روزہ رکھ لو جب بھی خیر ہے) یہ سمجھتے ہیں کہ پنجابی میں خدا خیر بول رہا ہے۔ خیر تو مقابل ہے "شر" کا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ قرآن دیکھو، قرآن میں "خیر" "شر" کا مقابل ہے۔ "خیر" پنجابی والا محاورہ نہیں ہے۔ میرے بزرگو اور دوستو قرآن مجید نے "خیر" کو "شر" کا مقابل فرمایا۔ عَسٰۤی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۚ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ۔ قرآن میں جہاں "خیر" آتا ہے، وہ "شر" کا مقابل ہے تو یہاں بھی فرمایا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ روزے رکھنے تمہارے لئے ضروری ہیں۔ "خیر" کا مطلب یہ نہیں ہے، کہ پنجابی "خیر" ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اگر تم اس بات کو جانتے ہو۔ تو یہ ضروری ہے تمہارے لئے ــــ

اب وہ روزے کیسے رکھے؟ جون جولائی میں رکھے یا کب؟ اللہ نے اتنا واضح حکم فرمادیا اور ہمارے یہ بعض دوست اندھے ہو رہے ہیں۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ تصریح کر دی روزے کب رکھو! شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ شہر کہتے ہیں مہینے کو۔ یہ مہینے کی بھی مرمت کر رہے ہیں شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ وہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ اور قرآن کیا ہے؟ هُدًی لِّلنَّاسِ ط ہدایت ہے لوگوں کے لئے وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی اور ہدایت کی روشن روشن دلیلیں ہیں ــــ وَالْفُرْقَانِ اور یہ قرآن حق اور باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ بڑی مزیدار آیتیں ہیں۔ کس کس پر انسان عرض کرے۔ رمضان کا مہینہ بڑی برکتوں کا مہینہ ہے۔ تمہارا اسلام اسی میں تو تم کو دیا گیا تمہیں اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ قرآن جو تمہیں دیا گیا تو رمضان میں دیا گیا۔ اس کے متعلق بعض علماءِ تفسیر نے لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں قرآن مجید کے نزول کی ابتدا

ہوئی ہے : نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارِ حرا میں تشریف فرما تھے کہ حضور پر
قرآن نازل ہوا رمضان المبارک میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہمارے قرآن کو لوحِ محفوظ سے
قدر کی رات میں، اور وہ قدر کی رات کس میں ہے رمضان المبارک میں۔ پہلے آسمان پر اور پھر
پہلے آسمان سے قرآن اترتا رہا۔ نجماً نجماً وقفاً وقفاً۔ تھوڑا تھوڑا تئیس سال میں
پورا اترا جناب محمد رسول اللہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب منور پر تو اس کے یہاں
پر کیا ترجمہ ہوگا؟ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ط جس میں قرآن کے نزول کی ابتدا ہوئی یا
جس میں قرآن مجید اتارا گیا لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر۔ اور قرآن کیا ہے ــــ ؟
هُدًى لِّلنَّاسِ یہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى اور
ہدایت کی بالکل روشن دلیلیں۔ یعنی رمضان میں تم کچھ گڑبڑ نہ کرو۔ میں نے مسئلہ سمجھا
دیا ہے۔ روشن مسئلہ ہے۔ اس میں اجمال اور اخفا نہیں کہ تم اپنی طرف سے دُم چھلے
لگاتے پھرو ــــ وَالْفُرْقَانِ اور قرآن مجید کیا ہے؟ یہ حق اور باطل کے
درمیان فرق کرنے والی کتاب ہے جس نے قرآن مجید پر عمل کیا وہ اللہ تعالیٰ کو ماننے
والا۔ جس نے قرآن مجید سے منہ موڑا وہ سمجھ لیجئے کہ خداوند تعالیٰ کا نافرمان ہے۔
اس لئے تم کیا کرو؟ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ پس جو کوئی
پالے تم میں سے اس مہینے کو فَلْیَصُمْهُ پس چاہیئے کہ وہ پورا مہینہ روزے رکھے
اور کیا ہو؟ کتنا واضح لفظ ہے۔ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اور جو کوئی تم
میں سے بیمار ہو اس مہینے میں اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو اس مہینے میں فَعِدَّةٌ
مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط پس اتنی ہی تعداد پوری کرے اور دنوں سے آگے چل کر فرمایا

کہ آسانی ہیں نے خود کر دی ۔ گنتی تم پوری کرو ۔ یہی آسانی ہے ۔ اگر رمضان المبارک آ گیا جون جولائی میں، تم بیمار تھے یا مسافر تھے یا کوئی اور شرعی عذر تھا ۔ تو اب تم اگر قضا کرنا چاہو ان جون جولائی کے روزوں کی دسمبر اور جنوری کے مہینے میں تو جائز ہے ۔

مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ یعنی اتنے گھنٹے پورے نہیں کرنے کہ جولائی میں دن ہوتا ہے تیرہ گھنٹے کا اور جنوری میں دن ہوتا ہے گیارہ یا دس گھنٹے کا ۔ لہذا یہ دو تین گھنٹے کا فرق پڑ جائیگا ۔ فرمایا نہیں یہ تو میں معاف کر دوں گا اور اسی کا نام آسانی ہے

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۔ اللہ چاہتے ہیں تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا اور نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ تم کو تنگ کرنا ۔ تو اب اگر میرے دوستو یہ بات مان لی جائے کہ روزہ رکھنے میں تنگی ہے ۔ لہذا دو چار آدمیوں کو روٹی کھلا دو تو نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ نے جو بات بیان فرمائی تھی ۔ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۔ (روزے کا حکم دے کر میں نے تم پر کوئی تنگی نہیں کی ہے) اور یہ کہتا ہے تنگی ہو گئی ہے ، تو اللہ پر اعتراض ہو یا نہ ہو ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ ۔ اللہ نے تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کیا ہے کہ تمہارے لئے رخصت دے دی ۔ کہ جب تم بیمار ہو یا تم سفر پہ ہو یا کوئی اور عذر شرعی تم کو لاحق ہو تو تم ان روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں کر سکتے ہو ، خواہ وہ دن لمبے ہوں یا وہ دن چھوٹے ہوں ۔ یہی تمہاری رخصت کی وجہ ہے اور اس ایک سال میں بھی نہیں تو تم موت سے پہلے پہلے قضا کر سکتے ہو ۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اور تمہیں چاہیئے کہ تم گنتی کو پورا کرو ۔ تیس روزے رکھو انتیس روزے رکھو[۲۹] چاند کی گنتی گویا تم قضا کرو ، جتنے روزے تم نے کھائے تھے ۔ وہ قضا کرو ۔

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اور اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اللہ نے تم کو ہدایت دی۔ تم خوشی مناؤ تکبیریں پڑھو تراویحیں پڑھو۔ قرآن کا ذکر کرو۔ دن میں قرآن کی تلاوت کرو تاکہ پتہ چلے کہ تم مسلمان ہونے پر خوش ہو۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اور تم بڑائی بیان کرو کس بات پر کہ اللہ نے تم کو ہدایت دی کہ مسلمان بنایا نہ کہ تم ناراض ہو جاؤ، تمہارے پیٹ میں مروڑ پڑنے شروع ہو جائیں، تو پھر تو بات نہیں بنتی۔ اور میرا خیال ہے تکبیر کا جو حکم ہے میرے دوستو' دو جگہوں میں ہے۔ یہاں پر ارشاد فرمایا۔

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اور حج کے متعلق بھی فرمایا۔ کہ جب تم حج سے فارغ ہو جاؤ۔ تو تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ کیونکہ حج میں بھی مشقت ہے' یہاں سے دو تین ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ گاڑیوں کی تکلیفیں' پہلے یہاں جاتے ہیں فارم پُر کرتے ہیں' دفتروں کی خاک چھانتے ہیں۔ بھائی عثمان غنی صاحب کو تو پورا تجربہ ہو گیا ہے۔ یہاں سے چلتے ہیں' کہاں کہاں پھرتے پھرتے' تختوں پر لیٹے زمینوں پر لیٹے ہیں۔ بڑی تکلیف اٹھائی ' پھر جب مکہ مکرمہ پہنچے' وہاں گلیوں میں لیٹے' آب و ہوا مخالف ہو گئی۔ کہیں پیچش ہے کہیں قبض ہے' کہیں سر درد ہے' اتنی تکلیفوں کے بعد آخر عید کا دن آیا۔ تو تم نے سر منڈا دیا۔ تو دیکھنا مت کہنا کہ شکر ہے کہ چھوٹ گئے غم سے۔ ایسا مت کہنا' لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ جوان مردوں کی طرح میدان میں آ کر یہ کہو اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ جوانمردوں کی طرح اظہار کرو کہ اے اللہ تُو نے مجھ پر اپنا فضل کیا اور تُو نے مجھ کو مسلمان بنایا بجائے مجھے لندن کے بیت اللہ شریف میں لے آیا۔ اے اللہ مجھ جیسے گنہگار کو تو

نے یہ دولت عطا کی۔ وہاں بھی اللہ کی تکبیر بیان کرو تکلیف کے بعد۔ اور فرمایا یہاں بھی روزے رکھنے کے بعد میری بڑائی بیان کرو، پتہ چلے تو میری عبادت سے خوش ہو گیا ہے کہ اللہ نے مجھے نوازا ہے۔ ورنہ مجھ جیسا انسان، میرے بھائیو! دوستو! جس کو خدا قریب نہ چھوڑے اس کو کوئی قریب نہیں کر سکتا۔ اللہ کا قرب اِنِّیْ قَرِیْبٌ میں تمہارے بڑے قریب ہوں، تم کو میں نے قریب کر لیا، تم نے روزہ رکھا تم میرے قریب ہو گئے۔ تمہارے منہ میں جو بدبو تھی اسے میں نے کستوری سے بہتر قرار دے دیا۔ اور تم نے میرے لئے روزہ رکھا، تو میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ۔ تم خدا کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور اس تکبیر سے مراد بعض علماء نے نمازِ عید بھی لی ہے۔ کہ جب تم نمازِ عید کے لئے جاؤ تو پھر خدا کی بڑائی بیان کرو۔ اچھے کپڑے پہن کر جاؤ۔ اس لئے عید کی نماز میں چھ تکبیریں زائد ہیں۔ (مع چھ تکبیروں کے) امام صاحب نمازِ عید کی نیت بتاتے ہیں۔ کیونکہ بعض عید کی نماز پڑھنے والے بیچاروں کو تو نماز آتی نہیں۔ ہمارے بعض دوست کہتے ہیں کہ نماز کی تین قسمیں ہیں۔ ایک ہوتی ہے کاٹھ کی، ایک ہوتی ہے آٹھ کی، اور ایک ہوتی ہے تین سو ساٹھ کی، کاٹھ کی پکی نماز، پنج وقتی نماز پڑھنے والا، نماز باجماعت ـــ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ کا عامل، اللہ کا محبوب، اللہ کا عاشق (اللہ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے) یہ تو ہے کاٹھ کا نمازی اور ایک ہوتا ہے آٹھ کا، جمعے کے دن غسل کر لیا۔ بالوں کو ٹھیک کیا حجامت وغیرہ بنا لی اور بیٹھے جناب کار میں جمعہ جا کر پڑھ لیا تاکہ پتہ چلے کہ صاحب بھی نماز پڑھتا ہے۔ ووٹوں کا وقت آئے تو ووٹ اس کو بھی دے دیں۔ کہ یہ بھی مسلمانوں کا "نگہبان" ہے۔ یہ ہے نماز آٹھ کی ـــ اور ایک ہوتی ہے تین سو

ساٹھ کی۔ وہ تین سو ساٹھ کی کیا ہوتی ہے؟ کہ آج چونکہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔
اپنے آپ تو اس کو پتہ نہیں۔ روزہ رکھتے تو پتہ ہو' مجھے ایک دوست نے بتایا کہ ہم
عید کے دن ایک دوست کو ملنے کیلئے گئے تو وہاں جا کر ان کی بڑی تادیب وغیرہ کی' وہ
پہلے تو باہر نہ نکلے' باہر نکلے تو دیکھ اور پوچھا کدھر آئے ہو؟ ہم نے کہا
سلام کے لئے۔ یعنی اس کو یہ پتہ نہیں کہ میں بھی مسلمان ہوں' میری بھی عید ہے
معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز بھی نہیں پڑھی۔ تو اس نے کہا اچھا آج تمہارا بڑا دن
ہے۔ یہ کہہ کر اندر چلا گیا۔

تو عید کی نماز میں چھ تکبیریں واجب ہیں۔ اس لئے کہ عید کا دن ہے
اللہ کی بڑائی بیان کرو گے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اللہ کی تم
بڑائی بیان کرو گے کہ اللہ نے تم کو ہدایت دی ہے' تم کو مسلمان کیا' تم کو راستے پر چلا دیا
تم نے پورا مہینہ رمضان کا اللہ کی عبادت میں گذار دیا۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝
اور تاکہ تم خدا کا شکر ادا کرو۔ خوشی مناؤ کہ الحمد للہ تو نے ہمیں مسلمان بنایا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا
شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ اسی ضمن میں دو تین باتیں اور بھی عرض کر دیتا
ہوں۔ مجھ سے تو خیر آپ سب ہی اچھے ہیں اور نیک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیکی
کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان المبارک کو اپنی عبادت کے ساتھ معمور رکھنا چاہیے
اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا مقدس مہینہ ہے۔ اس کا ایک ایک لمحہ میرے
بھائی اتنا قیمتی ہے کہ کاش ہم دیکھ سکتے کہ ہم پر کتنی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ بڑا
بابرکت مہینہ ہے شَهْرٌ مُّبَارَكٌ بڑی برکت کا مہینہ ہے۔ تو اس میں

جو دستور العمل ہے جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ اس کا خلاصہ میں عرض کر دیتا ہوں رمضان المبارک میں۔ جس طرح ہمارے پیٹ بند ہیں، کھانا پینا بند ہے ہماری زبانیں بھی بند ہوں غیبت سے، چغلی سے، گالی سے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگر روزے دار کو کوئی گالی دے یا لڑنے کے لئے بھی آئے تو وہ لڑے نہیں۔ اور گالی دے تو کیا کہے؟ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وہ کہہ دے کہ بھائی میرا تو روزہ ہے میں آج تیرے ساتھ کیا لڑوں میرا تو روزہ ہے۔ خصوصاً غیبت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں، کہ جو آدمی رمضان میں غیبت کرے گا اس کا بالکل روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسے روٹی کھانے سے ٹوٹتا ہے۔ وہ قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔ قرآن میں آتا ہے غیبت کرنے والا مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ تو گوشت کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ امام احمدؒ تو فرماتے ہیں کہ جو آدمی روزے میں غیبت کرے گا اس کا بالکل روزہ ٹوٹ جائے گا۔ تو اتنے قیمتی وقت کو کیوں ضائع کیا جائے۔

دوسری چیز میرے بھائیو جو بالکل آسان ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت، اللہ کا کلام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جبریل امین رمضان میں دور کرتے تھے قرآن شریف کا، تو راتوں کو تراویح سنیں، دن کو بھی قرآن مجید کی تلاوت کریں، اگر پانچ پارے بھی روزانہ آپ پڑھیں گے، پندرہ منٹ میں ایک پارہ ہو جاتا ہے تو ایک گھنٹہ پندرہ منٹ کل خرچ ہوتے ہیں۔ سوا گھنٹے میں پانچ پارے ہو گئے چھ دن میں قرآن ختم ہو جائے گا۔ تو بتایئے رمضان میں پانچ ختم ہو جائیں گے

کتنی برکت کی چیز ہے۔ اگر اتنا نہ ہو سکے تو تھوڑا پڑھیں، نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی پڑھیں۔

اور تیسری جو چیز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتی ہے بخاری میں کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان المبارک میں کَانَ اَجْوَدَ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ امام الانبیاء رمضان المبارک میں جھکڑ سے بھی زیادہ سخی ہوتے، ہماری بولی میں تیز ہوا کو جھکڑ کہتے ہیں۔ جس طرح تیز ہوا چلے تو وہ مکانوں میں، بارکوں میں کونوں میں لگ جاتی ہے، نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں اس سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔ حالانکہ حضورؐ تو ویسے بھی اجود العرب والعجم ہیں۔ حضورؐ سے بڑھ کر سخی کون ہو سکتا ہے لیکن رمضان میں بہت سخی ہوتے تھے۔ تو ہمیں بھی چاہیئے کہ رمضان میں سخاوت کریں، اپنے بہن بھائیوں کو، بچوں کو، بچیوں کو، رشتہ داروں کو، غرباء کو، مساکین کو، طلباء کو، ائمہ مساجد کو جو بھی نیک قسم کے لوگ ہیں، جو مستحق ہیں یا غیر مستحق ہیں، ان کے ساتھ ہم سخاوت کا برتاؤ کریں۔ نفلی صدقہ ہر ایک کو انسان دے سکتا ہے۔ رمضان میں سخاوت ہونی چاہیئے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے۔ کہ رمضان میں ایک پیسہ دے گا تو نو لاکھ پیسے کا ثواب ملے گا۔

اور روزے کی نہایت فکر کے ساتھ پابندی، یہ بڑا پیارا اور نازک سا تھیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے، خود روزے رکھیں، بیویوں کو رکھائیں، بچوں کو بھی رکھائیں، چھوٹے بھی رکھیں، حدیثوں میں آتا ہے، بخاری میں موجود ہے، صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء کے زمانے میں جب ہم جایا کرتے تھے، مدینہ منورہ حضورؐ کی

مسجد میں افطاری کے لئے تو اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی لے جاتے تھے (بخاری میں ہے) اور جب افطاری میں دیر ہوتی ۔ تو وہ بچے روتے تھے، بھوکے تھے اور وہ روتے تھے ۔ تو ہم ان کے سامنے اون کے بنے ہوئے کھلونے پیش کر دیتے تاکہ وہ کھلونوں سے دل بہلائیں اور افطاری تک وہ صبر کریں تو معلوم ہوتا ہے وہ بچے اتنے چھوٹے تھے جو کھلونوں سے کھیلتے تھے ۔ اب تو خیر ہم بڑے بھی کھیلتے ہیں ہمارا تو حساب ہی نرالا ہے ۔ ہم تو مرتے دم تک نابالغ ہی بنے رہتے ہیں ۔ موت تک نابالغ (اللہ تعالےٰ ہم سب کو بالغ بنائے دین کی بات ہم سمجھ لیں)
حضرت عمر فاروق کے زمانے میں ایک آدمی نے شراب پی رمضان المبارک کے مہینے میں اور وہ پکڑا ہوا آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو یوں کہا" او بے ایمان! تو رمضان المبارک میں شراب پیتا ہے ۔ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ ۔ ہمارے چھوٹے بچوں کے بھی روزے ہیں ۔ یہ لفظ آتا ہے ۔ صِبْيَان ہمارے چھوٹے بچوں کے بھی روزے ہیں اور تو رمضان میں شراب پیتا ہے ؛
آپ نے اسّی دُرّے مارے (اللہ تعالیٰ کرے یہاں بھی دُرّوں کا رواج ہو جائے) اسّی دُرّے حضرت عمر فاروقؓ نے اس کو مارے اور شام کی طرف جلاوطن کر دیا ملک سے نکال دیا ۔ کہ تو اب باؤلا کتا ہو گیا ہے ۔ جو روزے بھی کھاتا ہے اس لئے تو اوروں کو بھی کاٹے گا ۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عمرؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ صِبْيَانُنَا صِيَامٌ ۔ ہمارے چھوٹے بچوں کے بھی روزے ہیں اور تو کھو جا کر رہا ہے؟ اس لئے بچوں سے بھی روزے رکھائیں اور بچے تو بڑے شوق سے رکھتے ہیں ، کیونکہ اسلام دین فطرت ہے ۔ بچے کورے ہوتے

ہیں۔ ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ اباجی نے کتنی کتنی کلاسیں پاس کی ہیں۔ بچوں کو تو پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے بچے خوشی سے رکھتے ہیں۔

دُعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَا۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ط اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَنُوْرًا وَهُدًى وَرَحْمَةً وَ ذَكِّرْنَا مِنْهُ مَا نَسِيْنَا وَ عَلِّمْنَا مِنْهُ مَا جَهِلْنَا وَ ارْزُقْنَا تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لَنَا حُجَّةً يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○

یا اللہ اس تیرے قرآن کا ترجمہ تیری توفیق سے کیا گیا۔ تو اسے قبول فرما۔ اللہ مجھے بھی اور ان بھائیوں کو بھی عمل کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ یہ تیرے بندے اپنے کاموں کو چھوڑ کر اس پاکیزہ مجلس میں پاکیزہ عبادت کے لئے پہنچے۔ اللہ ان کو تو اجر جزیل عطا فرما۔ یا اللہ ہماری دنیا قبر قیامت بہتر بنا دے۔ یا اللہ ہمارے مشائخ کی قبروں کو پُر نور فرما دے۔ اللہ تو نے جن کی دعاؤں کے

صدقے ہیں قرآن سے ربط اور تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کی قبروں پر رحم و کرم فرما۔ یا اللہ دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی امداد فرما یا اللہ کشمیری مظلوم مسلمانوں پر رحم و کرم فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ. مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

تیسرا درس قرآن مجید

منعقدہ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ مطابق جنوری ۱۹۶۶ء

یہ درس مقدس مندرجہ ذیل آیات کا درس ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓ ۚ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ؕ ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ ۙ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ

النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۝

اس درس میں مندرجہ ذیل مسائل اور علمی فوائد آئے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکات۔

۲۔ سورہ آل عمران میں عیسائیوں کی اصلاح ہے۔

۳۔ اسماء حسنیٰ کا تفسیر قرآنی سے بنیادی تعلق۔

۴۔ دور حاضر کے دو بڑے فتنے۔

۵۔ معجزات کا تعلق رسالت سے

۶۔ متشابہات میں الجھانے والے مسلمانوں کو بے دین بناتے ہیں۔ اس پر دور فاروقی کا ایک واقعہ۔

۷۔ علیم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۸۔ امام اعظم کا بعض مسائل میں رجوع۔

۹۔ دورِ حاضر کے بعض برائے نام محقق۔

(اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے)

میرے بھائیو، دوستو اور بزرگو:

ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس دور میں بھی توفیق عطا فرمائی کہ مہینے میں ایک بار کم از کم جمع ہو کر اللہ کا کلام سن لیتے اور سنا لیتے ہیں اللہ ہمیں عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

میرے بزرگو اور بھائیو درحقیقت یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کو ہم اس وقت نہیں سمجھ سکتے۔ اس کا فائدہ اور نفع موت کے وقت انسان کو نظر آتا ہے۔ پھر قبر میں پتہ چلتا ہے کہ وہ جو تھوڑی دیر یہاں ٹھہرا تھا اس سے مجھے کیا نفع حاصل ہوا۔ پھر قیامت میں بھی یہ عبادتیں اور نیکیاں کام آتی ہیں۔ درحقیقت اگر غور سے آپ دیکھیں تو یہ ہمارے لئے اور ہمارے بعد آنیوالی دوسری نسلوں کے لئے بھی بہت بڑی خوبیوں اور برکتوں کا ذخیرہ بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آپ نے غور فرمایا ہوگا۔ سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ ط وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ پ ۲۲ یٰسین آیت ۱۲۔

اللہ فرماتے ہیں کہ ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے ہیں جو کچھ وہ اپنے اعمال پہلے بھیج دیتے ہیں یعنی زندگی میں جو عمل کرتے ہیں۔ وَاٰثَارَھُمْ اور جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انسان کے مرنے کے بعد کچھ اثرات بعد میں بھی رہتے ہیں۔ گذرنے والے کا نقش قدم تو رہتا ہی ہے خواہ گھنٹہ بھر رہے یا چند منٹ رہے یا چند سیکنڈ رہے۔ یا کچھ دیر رہے نقش قدم باقی رہتا ہے۔ بعینہ نیکوں کی نیکیاں ان کے لئے بھی مفید ہوتی ہیں اور ان کے بعد نسلوں تک وہ اپنی قوت اور ضعف کے اعتبار سے بھی مفید ہوتی ہیں۔

میں کل لاہور سے واپس آیا ہوں۔ جب میں آپ کے واہ کے قریب سے گذرا۔ تو مجھے ویسے ہی خیال آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واہ میں درس قرآن کا یہ سلسلہ کیسے قائم کر دیا؟ آپ یقین سمجھیں۔ میری طبیعت میں فوراً ہی یہ خیال آیا۔ کہ یہاں کسی زمانے میں اللہ کے کوئی نیک بندے گذرے ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہیں یا یہاں سے مسافرانہ طور پر گذرے ہیں۔ ان کی وہ ادا اللہ تعالےٰ کو پسند آگئی ہو گی۔ جس کی وجہ سے اس کے آثار قدم باقی ہیں۔ اس لیے اس خطے میں قرآن کی خدمت ہوتی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔

آپ دوستوں کو شائد پتہ ہو کیونکہ آپ میں سے اکثر حضرات تاریخ دان ہیں یہ جو سامنے پہاڑ پر خانقاہ نظر آرہی ہے جسے بابا ولی قندھاری کی خانقاہ کہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اور ان کے خلفاء کے تذکرے میں آتا ہے کہ حسن ابدال نامی ایک ولی گذرے ہیں۔ جو ان کے خلیفہ تھے اور لکھا ہے من مضافاتِ کابل (پہلے زمانے میں یہ سارا علاقہ کابل کا سمجھا جاتا تھا) اور مجھے تو پورا وثوق ہے کہ یہ جو خانقاہ ہے جہاں وہ اوپر مسجد چھوٹی سی بنی ہوئی نظر آرہی ہے جو بابا ولی قندھاری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ وہی ہیں جو مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ یہاں سے گذرے ہوں گے۔ اللہ اللہ کیا ہو گا۔ بس خانقاہ بن گئی۔

اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ لکھا ہے۔ اُن کے حالات میں موجود ہے۔ اور وہ ترجمہ میں نے خود دیکھا ہے۔ جو ہم نے پچھلے دنوں کیمبلپور میں نوادرات علمیہ کی ایک نمائش کی تھی۔ اس کی رپورٹ چھپ چکی ہے۔ اس نمائش میں ہم نے وہ نسخہ رکھا تھا۔ اورنگ زیبؒ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اوپر قرآن مجید کا متن ہے اور نیچے فارسی ترجمہ ہے۔ اورنگ زیبؒ نے اپنے حالات

میں کہا ہے کہ میں نے قرآن مجید کے اس نسخے کا یہ ترجمہ حسن ابدال سے شروع کیا اور یہ دکن میں جا کے ختم ہوا۔

اور پھر آپ میں سے وہ دوست، جن کا تعلق حضرت امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اچھی طرح جانتے ہوں گے "مرد مومن" وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت رح نے اس قرآن مجید کے ترجمے کی ابتداء واہ کی جامع مسجد سے کی ہے یہ جو واہ گاؤں کی مسجد ہے یہاں افتتاح ہوا ہے اس ترجمے کی ابتداء آپ نے یہاں سے کی ہے گرمیوں کے موسم میں یہاں تشریف لائے اور اس مسجد میں علیحدہ گی میں بیٹھ کر قرآن مجید کا ترجمہ لکھنا شروع کیا۔

یہ سب وہ آثار ہیں میرے دوستو اور میرے بزرگو جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے گنہگاروں کو یہاں اکٹھا ہونے کی توفیق عطا فرمائی قرآن مجید کے وہ نغمات ہیں جو فضا میں موجود ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں ظہور کرتے رہتے ہیں۔ الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ نے بڑی سعادت عطا فرمائی کہ ہم مہینے میں کم از کم ایک دفعہ تو اکٹھے ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ آپ دوست جانتے ہیں کہ اگر مہینے میں ایک درس ہو، سال میں بارہ درس ہوئے، اگر ایک ایک رکوع کا بھی درس ہو تو سال میں بارہ رکوع بنتے ہیں تو اس طرح تو ہماری عمریں ختم ہو جائیں گی لیکن قرآن مجید ختم نہیں ہوگا۔ اور روزانہ درس یا ہفتہ وار درس کا اہتمام فی الحال ناممکن ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دیں۔ اس لئے میں نے کل ہی یہ سوچا تھا کہ دن کے درس میں ایسی تجویز کیوں نہ کی جائے کہ ہر درس میں ہر دفعہ ہی سورت کا پہلا رکوع بیان کر دیا جائے اور اس رکوع کو اس طریقے پہ بیان کرنے کی کوشش کی جائے کہ سورت کا سارا مضمون احباب کے ذہن نشین ہو جائے اور پھر اگر وہ سورت پوری دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں، اسی مناسبت سے میں نے آج سورت آل

عمران کا پہلا رکوع پڑھا ہے ۔ ہر سورت کے پہلے رکوع میں میں کوشش کروں گا، اللہ تعالیٰ نے جو مجھے علم دیا ہے اسی کی توفیق اور عنایت کے ساتھ پہلے رکوع میں وہ باتیں بیان کر دی جائیں کہ جن کا تعلق پوری سورت کے مضمون کے ساتھ ہو آپ حضرات نے دیکھا ہو گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہر سورت کا خلاصہ بیان کیا ہے اور مفسرین متقدمین جو گذرے ہیں انہوں نے بھی یہ طرز اختیار کیا ہے ۔ کہ ہر سورت کا خلاصہ بیان کرتے ہیں تو سامع پھر خود بخود اس مضمون کو ساری سورت پر منطبق کرتا رہتا ہے ۔

یہ سورت ہے میرے بزرگو سورت آل عمران لکھا ہے کہ یہ سورت مدنیہ ہے یعنی ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ۔ اس سورت کو آل عمران کیوں کہتے ہیں ؟ عمران حضرت مریمؑ کے والد ماجد کا نام ہے ۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا ۔۔۔۔۔۔ آگے آ رہا ہے ، اس مناسبت سے حضور انورؐ نے اس کا نام رکھا ہے سورت آل عمران مضمون اس میں کیا ہے ؟ خلاصہ مضمون کا یہ ہے جیسا کہ سورت فاتحہ کے شروع کے درس میں میں عرض کر چکا ہوں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کی تفسیر میں میں نے عرض کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو حضورؐ کا واسطہ تین قوموں کے ساتھ پڑا ، مشرک جو خدا کو مانتے تھے یا نہیں مانتے تھے ۔ لیکن اللہ کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے تھے مثلاً بت پرست دوسرے یہودی تھے اور تیسرے نصاریٰ تھے ۔ قرآن مجید میں سارے عقائد کی جو اصلاح ہے اس کے محور یہ تین طبقے ہیں باقی

جتنے فرقے یا طبقات ہیں وہ سب ضمنی ہیں۔ سورۃ بقرہ میں اگر آپ نے غور فرمایا تو اس زمانے کی بڑی قوم جو تھی بنی اسرائیل، اس کی اصلاح فرمائی گئی۔ ان کے غلط نظریات ان کے اعمال، عقائد، ان کے خیالات، انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مذاق اور استہزاء یہ ساری باتیں سورۃ بقرہ میں بیان ہوئی ہیں۔

سورت آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کی اصلاح فرمائی ہے۔ عیسائیت کا جو نظریہ تھا وہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ ویسے عیسائیوں کے بہت سارے فرقے ہیں۔ ہمیں تو یہ الزام دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاں بہت سارے فرقے ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے ہاں اتنے فرقے ہیں جو ہم سے بھی زیادہ ہیں۔ کئی ہزار فرقے ہیں ان کے ہاں۔ مگر تین مشہور فرقے ہیں۔ ایک فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عین خدا ہیں —— بالکل خدا —— یعنی ۱۹۶۶ سال کا خدا۔ جب عین خدا ہے تو ۱۹۶۶ سال کا ہی تو ہوا۔ قرآن نے فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط (مایدہ آیت ۷۲)

یہ بھی کافر ہیں، دوسرا طبقہ ان کا ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدائیت کے شریک ہیں۔ تین ہیں۔ تینوں سے بن کے خدا بنا اور عیسیٰ علیہ السلام تیسرا حصہ ہیں۔ ان کے متعلق بھی قرآن نے فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ط (مایدہ آیت ۷۳) جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا تیسرا حصہ ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا تیسرا حصہ ہیں۔ تو کیا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پورا خدا تھا؟ اب پورا ہو گیا ہے؟ یہ ماننا پڑے گا کہ پہلے خدا ادھورا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے

پیدا ہونے کے بعد اب مکمل ہو گیا ہے — (نعوذ باللہ من ذالک)
اور تیسرا عقیدہ اسی ضمن میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم اور روح القدس، یہ تینوں مل کر الٰہ ہیں۔ اس کو ہمارے علم کلام کی اصطلاح میں کہتے ہیں اقانیم ثلاثہ
اس سورت آل عمران میں تینوں نظریات کی تردید کی گئی اور پھر بتایا گیا اللہ تعالےٰ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے۔ میں ساتھ ساتھ انشاء اللہ اس کے بارے میں اور بھی باتیں عرض کرتا جاؤں گا۔

پہلی آیت ہے الٓمّٓ اس کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ سورہ بقرہ میں کہ جن آیتوں کو حروف مقطعات کے ساتھ شروع فرمایا۔ اس طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ کہ جس طرح تم ان کلمات کے معنے نہ جاننے کے باوجود ایمان رکھتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسی طرح آنے والی جو باتیں ہیں اگر تمہاری عقل میں نہ آئیں تب بھی مان لینا وہ میرا ہی حکم ہے عیسیٰ علیہ السلام کا بلا باپ کے پیدا ہونا۔ کہہ سکتے ہیں کہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی۔ فرمایا نہیں، مان لے کہ میں خدا ہوں تو مجھے اپنے پر قیاس نہ کر۔ تو اگر ایک کام نہیں کر سکتا۔ تو تو مت یہ سمجھ کہ خدا بھی نہیں کر سکتا۔ خدا جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ہے۔ اس لئے پہلے فرمایا الٓمّٓ۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اپنی مراد کو لیکن مسلمان کو لازم ہے کہ وہ مانے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اگرچہ میں اس کا معنیٰ نہیں سمجھا۔ لیکن اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ تک یہ بات پہنچائی اور یہ فرمایا کہ یہ خدا کا کلام ہے لہٰذا میرا ایمان ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔
آگے ارشاد فرمایا۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ — اللہ

اللہ اکیلا ہے ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ۔ اللہ ہی ہے اور اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے نہ چھوٹا نہ بڑا، نہ پہلے تھا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا۔
اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ وہ زندہ ہے، زندگی دینے والا ہے، حیات بخشنے والا ہے ۔
اَلْقَیُّوْمُ ۔ اور کائنات کا نظام تھامنے والا ہے، سنبھالنے والا ہے ۔
یہاں پر دو صفتیں ارشاد فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے اَلْحَیُّ اور اَلْقَیُّوْمُ ہر سورت میں میرے بزرگو میرے دوستو اور میرے بھائیو !
جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے نام آتے ہیں ۔ اسمائے حسنیٰ ، وہ ویسے ہی نہیں ہوتے ، ان میں بہت بڑی حکمتیں ہوتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے نام تو اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ بھی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا نام غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط بھی ہے ۔ یہاں یہ کیوں فرمایا ۔ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؟ یہ نہیں فرمایا کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ط حالانکہ یہ بھی اللہ کے نام ہیں ۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) کہ اس میں ترمیمیں کرو ۔ اس کو اردو میں بیان کرو ۔ خدا کو اردو خواں بنا دو ، فارسی خواں بنا دو ۔ وہ کیا جانتے ہیں قرآن کریم کس طرح دنیا میں نازل ہوا ۔ اور قرآن مجید نے حقیقت بھی کہ یہ تو اللہ کا کلام ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ط ۔۔۔ (النساء آیت ۱۲۲)
تَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط
لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط (الانعام ۱۱۵)
اللہ جو کچھ فرما چکے ہیں ۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اَلْحَیُّ فرمایا ۔ وہاں پر اَلْقَیُّوْمُ کہنا کفر ہے ۔ جہاں اَلْقَیُّوْمُ فرمایا وہاں اَلْحَیُّ کہنا کفر ہے ۔
وَنَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا ۔ ہم نے قرآن کو ۔۔۔

پوری تنظیم اور تنسیق کے ساتھ اتارا ہے۔ اسماءِ حسنیٰ میں غور کرنے سے میرے دوستو اور بزرگو پورا مسئلہ حل ہو جایا کرتا ہے۔ یہاں شروع میں دیکھئے فرمایا ہے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم۔ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ سورت میں جو مضمون آرہا ہے اس کا تعلق کچھ نظام حیات کے ساتھ بھی ہے۔ اور کچھ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور کچھ اس کی صفات کے ساتھ بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے آگے چل کر اللہ تعالےٰ کچھ ایسی باتیں بیان فرما رہے ہیں کہ اَلْحَیُّ میں ہوں جیسے چاہوں زندگی بخش دوں چاہوں تو باپ کے بغیر زندگی بخش دوں جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، چاہوں تو ماں باپ کے بغیر زندگی بخش دوں جیسے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا چاہوں تو ماں کے بغیر زندگی بخش دوں جیسا کہ حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام سے نکال دیا یعنی اَلْحَیُّ زندہ میں ہوں، زندگی بخشنے والا میں ہوں — اور پھر ہمیشہ زندہ رہنا میرا کام ہے، یہ میری صفت ہے۔ مسیح ہو کہ عزیر ہو کہ داؤد ہو کہ ابراہیم ہو کہ زکریا ہو، کوئی بھی ہو، اس کو ابدی حیات حاصل نہیں کہ میرا شریک بن سکے۔ دو جہتیں بیان فرمائیں۔ یعنی حیات دینا۔ حیات سلب کرنا، حیات بخشنا، یہ ساری کائنات کا سلسلہ میں نے قائم کیا ہے۔ میں اَلْحَیُّ ہوں۔ اس لئے آگے جو کچھ آرہا ہے وہ حیات کا مسئلہ ہے۔

چاہوں تو پودے کو مٹی سے نکال دوں، چاہوں تو آسمانوں سے بارش برسا دوں، چاہوں تو پہاڑوں میں کیڑے پیدا کر دوں، چاہوں تو آگ میں کیڑے پیدا کر دوں، چاہوں تو آگ میں پودے پیدا کر دوں۔

اب تو آپ دوست مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ سائنس اتنی زیادہ ترقی کر چکی ہے یہ ساری کی ساری سائنس اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کی بہت بڑی دلیل ہے —

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ

اِنَّهُ الْحَقُّ (پ ۲۵ ع حم السجدہ ۶ آیت ۵۳)
فرمایا میں ان کو اپنی نشانیاں بتاتا رہوں گا۔ آفاق میں اور ان کی اپنی جانوں میں، سبحان
ہم کہتے رہیں گے۔ "جنت میں لباس کہاں سے آئے گا؟" "کپڑے کیسے ہوں گے؟"
"ہم مرجائیں گے" "بدن ختم ہو جائے گا پھر کپڑوں میں کیا ہوگا؟" آپ دوستوں
کو بتاؤ ہوگا۔ کچھ زمانہ پہلے جاپان کی ایک لڑکی کے بدن میں پھوڑے نکلے تھے۔
اخباروں میں آیا تھا۔ اخباروں میں اس کے فوٹو بھی آئے تھے۔

فوٹو تو ہر چیز کے آتے ہیں، مولویوں کے آتے ہیں پیروں کے آتے ہیں یعنی
اخبار کیا ہیں پاسپورٹوں کے دفتر (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اللہ ان کو ہدایت دے
اس وقت دو فتنے میرے دوستو بہت زیادہ ہیں۔

(۱) آواز کا فتنہ

(۲) تصویر کا فتنہ

(اللہ آپ کو بھی بچائے اور مجھے بھی بچائے)

آپ اندازہ لگائیے کوئی حیا اور شرم ہے؟ کوئی غیرت ہے؟ ہماری بچیاں
بہنیں قرآن کا ختم کرتی ہیں، اپنی بیٹھکوں میں بیٹھ کر، اپنے گھروں میں بیٹھ کر، باہر
چلمنیں لگی ہیں، چقیں لگی ہیں۔ اخباروں میں فوٹو آجاتا ہے، کہ فلاں محلے میں عورتیں ختم کر
رہی ہیں۔ اس ختم سے ثواب نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ کی لعنت برستی ہے اِنَّ پر رُبَّتْ کا سَیِّئَةً فِی الدُّنْیَا۔
"یہ کیا ہے؟" اگر ان کی نیت فوٹو کھچوانے کی ہے۔ تو کوئی مولوی صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب
اٹینشن ہو کر اخبار میں کھڑے ہیں، تم بھائی کیوں کھڑے ہو کر اخبار میں فوٹو دے رہے ہو؟
"حضرت صاحب" کسی جگہ پتھر لگا رہے ہیں، تسبیح لئے ساتھ کھڑے ہیں۔ فوٹو آگیا

"حضرت صاحب تھر تھرا رہے ہیں یا سگار ہے ہیں۔ یا وہ ان کو جنت میں بھیج رہے ہیں یا جہنم میں بھیج رہے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں میرے بزرگو۔ دل دکھتا ہے اخبار دیکھتے ہوئے۔ کہ ہمارے یہ اخبارات نہیں ہیں۔ پاسپورٹوں کے دفتر ہیں۔ ہر ایک آدمی کا تعارفی خط بلکہ تعارفی شکل بھی ساتھ موجود ہے۔ یہ بہت بڑا فتنہ ہے ملک میں جس نے ہم سے حیا اور شرم کو سلب کر لیا ہے اور اس فتنے میں ہم سب بہہ گئے ہیں۔ مولوی بہہ گیا، پیر بہہ گئے۔ ہم جو دین کے دعویدار ہیں، دین کے ٹھیکیدار ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصلے کے وارث بنتے ہیں۔ ہم بہہ گئے کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا فوٹو بھی اخبار میں آ جائے۔ کسی نہ کسی طرح ہماری زیارت بھی لوگ کریں۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

تو اس لڑکی کا فوٹو اخبار میں شائع ہوا تھا۔ بتایا گیا تھا کہ اس لڑکی کے بدن پر پہلے پھوڑا نکلتا ہے۔ جب پھوڑا بہت موٹا ہو جاتا ہے تو اس کا ڈاکٹر اپریشن کرتے ہیں تو اندر سے روئی نکلتی ہے۔ جاپان میں بڑے بڑے لوگ پڑھتے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے ہو کیا رہا ہے؟ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ۔ اللہ اپنی نشانیاں بتاتے ہیں کہ جب میں جاپان کی ایک لڑکی کے بدن سے روئی نکال سکتا ہوں تو جنت میں آدم اور حوا کو لباس کیوں نہیں پہنا سکتا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ اَلْحَیُّ حیات بخشنے والا، حیات دینے والا اور حیات سلب کرنے والا بھی وہی ہے۔ اَلْقَیُّوْمُ نظام تھامنے والا، کائنات کا نظام تھامنے والا۔ سنبھالنے والا، قیوم کہتے ہیں نظام تھامنے والا، سنبھالنے والا، قیوم۔ نظام کائنات کو سنبھالنے والا۔ اشارہ کر دیا کہ

جب میں خود نظام کائنات کو سنبھال سکتا ہوں تو مجھے کسی شریک کی ضرورت ہے نہ چھوٹے کی نہ بڑے کی۔

قرآن شریف میں آتا ہے۔ سورت اسراء کے آخر میں وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی دوست نہیں بنایا۔ کہ اللہ (نعوذ باللہ) تھک گیا ہو اور کوئی دوست بنا لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں یعنی اللہ کے دوست ہیں جنہوں نے اللہ کی عبادت کی۔ اللہ نے ان کو اپنا ولی کہا جیسے فرمایا۔
اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط پ یونس
لیکن ان کی نشانی کیا ہے؟ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ط اللہ نے یہ نہیں فرمایا۔ آج میں تقریباً دو ہزار سال سے زمانے کا نظام سنبھال رہا ہوں۔ آج میں ایک ہفتے کی چھٹی کرتا ہوں۔ فلانے کو چارج دے دوں ــــ نہ ــــ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ــ وہ تو اَلْقَيُّوْمُ ہے۔ نظام خود چلا رہا ہے
ان دو صفتوں میں میرے بزرگو اشارہ فرما دیا۔ کہ آنے والی باتیں جو ہیں، سورت میں آئندہ جو کچھ آ رہا ہے اس کا تعلق خداوند تعالیٰ کی توحید ذاتی اور توحید صفاتی کے ساتھ ہے۔ اللہ کی ذات میں بھی کوئی شریک نہیں اور اللہ کی صفتوں میں بھی کوئی شریک نہیں۔ لہٰذا عیسائیوں کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح خدا ہیں یا خدائیت میں شریک ہیں، یہ غلط ہے اللہ تعالیٰ الحی بھی ہے القیوم بھی ہے۔ نظام کائنات کو سنبھالنے والا ہے۔

حیات کی دو قسمیں ہیں اور نظام کی دو قسمیں ہیں میرے بزرگو اور میرے دوستو! حیات ایک میرے آپ کے بدن کی حیات ہے۔ ایک میرے کھانے پینے کا نظام ہے اور ایک ہے میرے باطن کی حیات میرے روح کی حیات، میرے باطن کی خوراک،

یہ دونوں قسم کی زندگیاں ہیں۔ ایک میرے بدن کی زندگی ہے اور ایک میرے روح کی زندگی ہے۔ جو صحیح زندگی ہے وہ روح کی زندگی ہے۔ میں اپنے درسوں میں شاید کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ ایک اچھے آدمی کے سامنے، خوبصورت توانا، تندرست آدمی کے سامنے آپ خوراک کے ڈھیر لگا دیں، بہترین خوراک مہیا کر دیں اور وہ کھانے کو بیٹھا ہی ہو۔ (اللہ تعالیٰ غموں سے بچائے) آپ کے کان میں تھوڑی سی بات کہہ دیں کہ آپ کا تار آ گیا ہے۔ آپ کے ابا جی فوت ہو گئے ہیں۔ اگر وہ وفادار بیٹا ہے تو کیا وہ کھانا کھائے گا؟ کہے گا کہ میرا دل مغموم ہو گیا ہے۔ بس پروگرام کینسل کر دو۔ "کیوں کیا ہو گیا؟" "ابا جی فوت ہو گئے۔" ابا جی کے مرنے کا اثر کہاں پڑا؟ دل پر معلوم ہوتا ہے دل کی خوشی، خوشی ہے۔ دل کا غم، غم ہے۔ بدن کی خوشی ہے کہ اچھے کپڑے پہن لئے تو کیا اچھے کپڑے پہننے سے دل خوش ہو جائے گا؟ جیسے کہ میرے بزرگو ایک آدمی بھوکا ہو اور آپ اسے کوٹ پہنا دیں۔ کیا کوٹ پہننے سے اس کی بھوک ماری جائے گی؟ ایک آدمی پیاسا ہو۔ اور آپ اس کے سر پر ٹوپی رکھ دیں۔ کہ لو بھائی تر افلی کی ٹوپی پہن لو۔ وہ کہتا ہے۔ کہ بھائی مجھے پیاس لگی ہے۔ ٹوپیوں کو چھوڑیں آپ مجھے پانی دیں، مجھے کھانا دیں۔ اسی طرح میرے بزرگو میرے دوستو حیات، دو قسم کی ہے۔ ایک حیات بدنی ہے اور ایک حیات روحانی ہے۔ حیات بدنی کے متعلق سورت بقرہ میں فرمایا خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ط یہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی۔ زمین، آسمان زمین میں جو کچھ ہے شجر و حجر، پہاڑ، دریا یہ سب تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ اور حیات روحانی کا فائدہ کیا ہے؟ یہاں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۔ اسی اللہ نے اتاری آپ پر یہ الکتاب ۔
کامل کتاب ۔ بالحق بالکل صحیح صحیح ۔ کس کے لیئے ؟ کائنات کا نظام چلانے کے
لئے ۔ کائنات کا صحیح نظام کس سے چلے گا ؟ قرآن مجید سے چلے گا ۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یہ کتاب تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی
جو اس کے سامنے موجود ہیں ۔ یعنی اس کتاب میں کوئی ایسی بات موجود نہیں ہے جس کو
یہودی نہ مانیں ۔ انجیل نازل ہوئی عیسیٰ علیہ السلام پر، تورات نازل ہوئی موسیٰ علیہ السلام
پر، زبور نازل ہوئی داؤد علیہ السلام پر ۔ دوسرے نبیوں پر بھی تو صحائف نازل ہوتے
رہے ہیں ۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس کتاب کو نہ مانیں جو نازل ہو چکی ہے جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ۔ چنانچہ آگے فرمایا وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ ۔ اور اسی اللہ نے اتارا تورات کو بھی اور انجیل کو بھی ۔ اس
قرآن کے نزول سے پہلے ۔ اور یہ کیوں اتاریں ؟ هُدًى لِّلنَّاسِ ۔ لوگوں
کی رہنمائی کے لئے ۔ قرآن بھی رہنما، انجیل بھی رہنما، تورات بھی راہنما ۔ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ
اور اسی اللہ نے فرقان بھی اتارا ۔

لفظ فرقان میں میرے دوستو اور بزرگو علماء کے بہت سارے اقوال ہیں لیکن
جو بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے ۔ کہ فرقان اسم ہے بمعنی فارق یعنی
وہ چیز جو حق اور باطل کے درمیان جدائی کرنے والی ہو اس سے مراد ہیں معجزات انبیاء
علیہم السلام ۔ آگے معجزوں کا ذکر آ رہا ہے ۔ اللہ فرماتے ہیں کہ تورات اتارنے والا
میں، انجیل اتارنے والا میں الکتاب اتارنے والا میں اور نبیوں کی صداقت منوانے
کے لئے جو نبیوں کو ایسی قوتیں دی گئی ہیں جو قوتیں اور انسانوں کو نہیں دی گئیں ۔ یعنی کہ

وہ فرقان بھی ہیں نے اتارا۔ آگے آتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام فرماویں کہ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران آیت ۴۹) کہ میں مادرزاد اندھے کو اچھا کر دوں گا۔ اور کوڑھی کے بدن پر ہاتھ پھیروں گا اور وہ چنگا ہو جائے گا۔ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ اور مردوں کو بھی خدا کے حکم سے زندہ کر دوں گا۔ تو تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ جس اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو انجیل دی اسی اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو فرقان بھی دیا۔ اگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرماویں کہ جو میرے ہاتھ میں کنکر ہیں یہ بول دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر امام الانبیاء کے ہاتھوں میں سے پانی کے چشمے جاری کر دوں تو تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ ایک عورت کے بدن سے، ایک تھوڑے سے گوشت کے لوتھڑے سے ہزاروں من دودھ نکال سکتا ہے کیا وہ کسی مرد کی انگلی سے پانی نہیں نکال سکتا؟ بھائی ہم سب کو آخر ماؤں نے پالا ہے! ہمارے بچے آخر پلتے ہیں۔ ہم کہاں سے دودھ پیتے ہیں؟ ایک گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے۔ اس میں سولہ سوراخ ہوتے ہیں۔ پہلے زمانے میں مشہور ہے مائیں کہا کرتی تھیں اب بھی کہتی ہیں۔ دیہاتوں میں بچاری جو پکی مسلمان ہیں کیونکہ ہم تو اب ہو گئے ماڈل، ہم ترقی پا گئے ہیں۔ ہمیں باپ کا نہیں پتہ۔ ماں کا نہیں پتہ۔

مجھے ایک دوست نے کہا کہ میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے۔ میری لڑکی کی ساس زندہ ہے اور سارا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ میرا داماد حسب معمول ماہوار کھانے کے پیسے اپنی ماں کو دے دیتا ہے اور میری بچی بھی دے دیتی ہے اور بس وہ آزادی کے ساتھ چلتے پھرتے ہیں۔ یہ "ترقی" ہوگئی ہے۔ ماں کو بیٹا خرچہ دے دیتا ہے۔

بچہ پینے میں کھایا۔ گویا ماں اُس ہوٹل کی مالکہ ہے اور بیٹا اور بہو دونو اُس کے گاہک ہو گئے۔ اس وقت ہمارے یہاں معاشرہ گندہ ہو چکا ہے۔ اب اندازہ فرمائیں یہ باتیں حساب کتاب کی نہیں ہیں بلکہ یہ مروّت اور مروّت کو کاٹنے والی ہیں تو پہلے زمانے کی بوڑھیاں اب بھی بددعائیں دیتی ہیں تو کہتی ہیں "میں بتیس دھاریں ہرگز نہ بخشوں گی" دیکھا وہ بھی جانتی ہیں۔ کہ ایک پستان میں سولہ سوراخ ہوتے ہیں۔ تو پھر دونوں کے بتیس بن گئے۔ اور دانت بتیس ہوتے ہیں۔ تو میں بات عرض کر رہا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ گوشت کے ایک لوتھڑے سے اتنا دودھ نکالتا ہے بلا کسی مشینری کے۔ کسی کے گیارہ بچے ہیں۔ کسی کے دس بچے ہیں۔ کسی کے پانچ بچے ہیں کسی کے دو بچے ہیں۔ تو وہ سب بچے دودھ پر ہی پلے ہیں۔ ہر بچہ کم ازکم دو سال تک دودھ پیتا ہے (پہلے زمانے میں تو پیتا تھا اب پتہ نہیں کیا حال ہے) تو دو سال اگر ایک بچہ دودھ پیئے تو آپ اندازہ لگائیں کہ دس بچے ایک بدن سے دودھ پیتے ہیں اور پلتے ہیں۔ میں ایک بات عرض کر رہا ہوں کہ جو ربِ قدیر اس بات پر قادر ہے کہ وہ گوشت کے ایک لوتھڑے سے دودھ نکالے وہ اللہ اس پر قادر نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکال دے؟ کون سی مشکل بات ہے؟

فرمایا وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ۔ اور اسی اللہ نے فرقان اتارا۔ فرقان کا معنی معجزات جو انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے۔ بطور تائید کے ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ماننے والے ہیں۔ وہ تو سب کچھ مانتے ہیں۔ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور فرمایا بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ بے شک وہ لوگ جو منکر ہیں خدا کی باتوں کے لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ

اُن کے لئے بڑا سخت عذاب ہے وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ اور اللہ تعالےٰ غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے۔ وہ چھوڑتا نہیں ہے۔ منکروں کو نہیں چھوڑتا ۔ جو عقیدے کے طور پر گمت دے ہوں ۔ اُن کو نہیں معاف کرتا ۔ عملی گناہگاروں کو بخش دیتا ہے ۔ ایک آدمی چور ہے' ایک آدمی بے نماز ہے ۔ ایک آدمی نے اور عملی غلطیاں کیں' اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ تعالےٰ کے بندوں کے جو حقوق ضائع کئے اُن کی اُن سے معافی مانگی تو اللہ تعالےٰ بخش دیں گے ۔ لیکن ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں اعتراض کرتا ہے ۔ رب العالمین کی باتوں میں تنقید کرتا ہے ۔ اُس کا مزاج تنقیحی اور تنقیدی ہے تو فرمایا ایسے آدمی کو میں نہیں چھوڑتا ۔ میں غالب ہوں' میں یقیناً بدلہ لیتا ہوں ۔ اُس بدلے کی نوعیت کیا ہو گی ؟ وہ انشاء اللہ ابھی آ جائے گا ۔

تیسری بات فرمائی کہ میرا علم بڑا وسیع ہے اور میری قدرت پر تم اعتراض نہ کرو ۔ اگر میں کہہ دوں کہ ایک لڑکا پیدا ہوا بلا باپ کے تو شک نہ کرنا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ؕ بے شک اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں' نہ زمین میں' اور نہ آسمانوں میں' ساری کائنات سیادی' ساری کائنات ارضی کا پورا علم ہے ۔ اب آہستہ آہستہ بات مل رہی ہے هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ؕ وہی اللہ تو ہے جس نے تمہارا نقشہ بنایا ۔ ماؤں کے پیٹوں میں جیسا بھی چاہا معلوم ہوا ۔ کہ کچھ مسئلہ بچے کی پیدائش کا ہے ۔ ہمیں سمجھایا جا رہا ہے تمہیں کس نے پیدا کیا ؟

تم جو کہتے ہو بات سمجھ میں نہیں آتی ، مینٹل میں سمجھ نہیں آتی " مینٹل بڑے لمبے ہو گئے ہیں ۔ مینٹل میں بات نہیں آتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ کے

پیدا ہو گئے ہیں ؟ فرمایا تمہارے دماغ میں یہ بات آتی ہے ۔ کہ تم کیسے پیدا ہو گئے ہو ؟ میرے دوستو میرے بزرگو ۔ ہم سب پیدا ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولادیں دی ہیں ۔ اگر آپ سوچیں تھوڑی سی جگہ میں ایک بچہ نو مہینے تک پرورش پاتا ہے (کم از کم ، ہمارے ہاں نو مہینے ہیں ۔ ویسے حمل کی جو مدت ہے وہ دو سال تک ہے ۔ چنانچہ امام مالک کے متعلق ہے وہ دو سال اپنی ماں کے پیٹ میں رہے تو جہاں بچہ دو سال تک رہتا ہے ، چار مہینے تک اس کے بدن میں روح نہیں ہوتا ۔ چار مہینے گذرنے کے بعد (ایک سو بیس دن جب گزر جاتے ہیں) تو پھر بچے کے بدن میں روح ڈال دیا جاتا ہے ۔ پھر پانچ مہینے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے وہاں بیمار بھی ہوتا ہے ۔ کھاتا بھی ہے ، پیتا بھی ہے ۔ ہنستا بھی ہے روتا بھی ہے ۔ اس چھوٹے سے بدن کے حصے میں وہ پانچ مہینے گذار لیتا ہے ۔

تو فرمایا کہ یہ تم کرنے جو بابیں کرتا ہوں ؟ تم نے وہاں پر کوئی منصوبہ بنایا ہے ؟ تم نے وہاں پر کوئی کارخانہ بنایا ہے ؛ تمہارا وہاں کوئی دخل ہے ؟ تم تو جانتے بھی نہیں اندر کیا ہے ؛ تم خواہ مخواہ ویسے ہی آلات لگا کر اعلان کرتے رہتے ہو ۔ تمہیں پتہ کچھ بھی نہیں ہوتا ۔ وہ تو سب کچھ میں ہوں هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ وہی اللہ تو ہے جو تمہاری شکلیں بناتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں جیسی بھی چاہے ۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۔ یاد رکھو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔ وہ اللہ بڑا غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے ۔ اب اس کے بعد فرمایا ۔ کہ جب یہ بات ہے ۔ مجھے خالق مانو مجھے قیوم مانو مجھے غالب مانو مجھے متصرف مانو ،

مجھے عزیز مانو، مجھے حلیم مانو، ان باتوں کے ماننے کے بعد پھر میں جو قرآن میں بیان
کروں. مت شبہ کرنا۔ کیونکہ قرآن کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ
عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وہی اللہ تو ہے جس نے آپ پر یہ کتاب اتاری۔ قرآن مجید
مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ، اس کی کچھ آیتیں بڑی محکم، بڑی پکی ہیں، یعنی جن کا
معنی سمجھ میں آجاتا ہے۔ مراد سمجھ میں آجاتی ہے هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وہ اصل
ہے کتاب کا۔ یعنی اس کا تعلق تمہارے عمل کے ساتھ ہے۔ فرمایا جیسا کہ لَا تَقْرَبُوا
الزِّنٰی۔ زنا کے قریب مت جاؤ۔ اب کون نہیں جانتا۔ کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ ہر
ایک کو پتہ ہے۔ یہ اصل ہے کتاب کا وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اور کچھ ایسی
آیتیں بھی ہیں جو متشابہات ہیں یعنی جن کے معنی متعین نہیں ہیں۔ تم مان لو۔ جو میں نے کہا تم
مان لو۔ تم تفصیل میں مت جاؤ۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ اور جن کے دلوں میں ٹیڑھ پن
ہے فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ وہ پیروی کرتے ہیں ان آیات کی جو
متشابہ ہوں قرآن میں سے۔ کیوں پیروی کرتے ہیں؟ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ فتنہ
ڈھونڈنے کے لئے۔ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ اور مطلب حاصل کرنے کے لئے
اُن کا مطلب ہدایت نہیں ہے۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ دیکھ لیں جتنے گمراہ
فرقے ہیں (اللہ سب کو ہدایت دے، اللہ تعالیٰ سب کو جہنم سے بچائے۔)
ان کے سربراہوں کی آپ تصنیفیں دیکھیں۔ یہ نہیں لکھیں گے کہ نماز فرض ہے
نماز پر نہیں لکھتے۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ اس پر نہیں لکھیں گے حج فرض ہے۔ حج
کو جاؤ۔ حج کا کیا ثواب ہے؟ نہیں اس پر نہیں لکھتے۔ فضائل کی کوئی کتاب نہیں

لکھتے۔ کیا لکھتے ہیں؛ جناب یہ زکوٰۃ جو تھی اس زمانے میں تو چالیس روپے پر تھی۔ اب اس زمانے میں کیا کیفیت ہونی چاہیئے۔ یہ سُود جو ہے اس زمانے کا ہے یا اِس زمانے کا؟ اِس زمانے میں تو "منافع" بن گیا ہے۔ وہ جو خنزیر ہوتا تھا اُس زمانے میں عرب کا وہ تو غیر ترقی یافتہ خنزیر تھا اور یہ ترقی یافتہ خنزیر ہے۔ لہٰذا اِس میں اور اُس میں کچھ فرق ہونا چاہیئے"۔۔۔۔۔

یعنی ان باتوں میں لگ جائیں تاکہ قوم میں پارٹی بازی اور فتنہ پیدا ہو جائے تو انتشار پیدا کرنے والے کون سے لوگ ہیں؟ قرآن مجید کی متشابہ آیات کو لے کر لوگوں میں پھیلانا شروع کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے اور وہم پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی فتنہ پہلے بھی تھا، درمیان میں بھی رہا۔ اب بھی ہے اور ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور ان فتنوں سے بچائے۔

اس کی میں ایک مثال آپ کو بتا دوں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں عبداللہ ابن اصبغ ایک تھا قرآن مجید کی متشابہ آیات تلاش کرنے والا مدینے سے باہر رہتا تھا۔ وہ مدینہ میں ایک دن آیا۔ دوکانداروں کے پاس گیا۔ ایک دوکاندار سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ وہ کہنے لگا کہ الحمد للہ مسلمان ہوں "خدا کو مانتے ہو؟ ہاں مانتا ہوں"۔ بھائی خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے؟" اس نے کہا۔ بھائی ہمیں کیا پتہ خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے۔ قرآن نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارا اللہ ہر جگہ موجود ہے بس اس پر ہمارا ایمان ہے" دوسرے کے پاس گیا۔ تو لوگوں نے یہ سوچا کہ یہ تو ہمارے

ایمانوں میں تزلزل پیدا کر رہا ہے۔ ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ حضرت وہ عبداللہ آیا ہے۔ باہر سے اور ہمارے ایمانوں میں شکوک پیدا کر رہا ہے۔ ایک کے پاس جاتا ہے بحث کرتا ہے۔ دوسرے کے پاس جاتا ہے بحث کرتا ہے۔ (علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں اس واقعے کو لکھا ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا عبداللہ کو میرے پاس بھیجو۔ اور اس کے آنے سے پہلے کھجور کی ایک ٹہنی کٹوائی جس کے ساتھ کانٹے لگے ہوئے تھے۔ اور اپنے پاس رکھ لی۔ عبداللہ جو آیا تو اس کا سر تازہ منڈا ہوا تھا۔ فرمایا کہ "تو یہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟" اس نے عرض کیا کہ "ہاں حضرت میں جانتا ہوں۔ کہ آپ حضرت عمرؓ ہیں" فرمایا "سر سے عمامہ فوراً اتارو" سر سے اتارا تو آپ کھڑے ہوئے کانٹوں والی چھڑی ہاتھ میں لی اور اس کے سر پر دو تین جو ماریں تو سر سے خون کے فوارے نکلے۔ کہنے لگا "بس حضرت! میرے دماغ میں جو کیڑے تھے وہ نکل گئے ہیں"۔

فرمایا کہ "جب تک عمرؓ موجود ہے تیرا مدینہ میں آنا ممنوع ہے۔ ہم نے ہزاروں انسانوں کی قربانیاں دیں، انسانوں کو کفر سے نکالا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف لائے اور تم اب انسانوں کو اسلام سے کفر کی طرف لے جا رہے ہو؟"۔

میرے بزرگو یہ فتنے معمولی چیزیں نہیں ہوتیں۔ اگر آج ہمارے دماغ میں یہ بات ڈال دی جائے کہ نماز پانچ نہیں فرض ہیں یا ہاتھ۔ ایک تو ہم رسالے پڑھیں گے، پیسہ خرچ ہوگا لٹریچر خریدیں گے، ہمارے دماغوں میں غلطیاں پیدا ہوں گی اور ہم ان چیزوں کی طرف جانے کی بجائے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو ایک اور خلجان میں پڑ جائیں گے۔ حالانکہ وہ تو متشابہات میں بھی نہیں۔ وہ تو محکمات ہیں ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ۔ وہ تو محکمات میں سے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں جو متشابہات ڈھونڈتے ہیں وہ بھی کیا کرتے ہیں؟

اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَاوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ ۔

اور ایسی باتوں کا صحیح مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اگر نہیں جانتا تو پھر عالم کس بات کا؟

ہم مولوی بھی آج کل گھمنڈ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھے اور نہ آتا ہو تب بھی گپ مار دیتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کہہ دے کہ مولوی صاحب کو مسئلہ نہیں آتا۔ آنا غلط ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ بھائی کل آجانا۔ ایک آدمی نے مجھ سے مسئلہ پوچھا۔ میرے پاس کوئی علم کا لامحدود خزانہ تو نہیں۔ میں بھی تو آخر ایک گنہگار انسان ہوں۔ اس وقت اگر میرے ذہن میں جواب نہیں ہے تو میں کہہ دوں کہ اچھا بھائی کل آجانا۔ میں کل بتا دوں گا۔ یا شام کو آجانا۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ بھائی اس وقت مجھے یاد نہیں۔ تو یہ کہے گا۔ یہ تو اتنا بڑا عالم مشہور ہے لیکن یہ تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ تو توہین ہو گی۔ چلو جہنم میں جانا پسند ہے۔ توہین پسند نہیں (لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)۔

اس میں بہت سی چیزیں ہیں۔ میں توہین نہیں کرتا کسی بزرگ کی، ہمارے حالات ہی یہی ہیں۔ حالانکہ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا تَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ یہ بھی علم ہے کہ جس بات کو تو نہیں جانتا۔ کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ یہ بھی علم ہے۔ اور اس پہ پھر ایک واقعہ بخاری میں نقل فرمایا (قرآن شریف میں بھی ہے) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا موسیٰ! سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا "میں سب سے بڑا عالم ہوں" — یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناپسند آئی۔ یہ فرما دیتے۔ کہ سب سے بڑا عالم تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اور پھر جیسے اللہ علم دے" اگرچہ اس وقت دنیا میں نبی ہونے کے اعتبار سے میں سب سے بڑا عالم ہوں۔ لیکن

علم کلی کا خزانہ کس کے پاس ہے؟ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (النمل آیت ۶۵) وہ تو اللہ ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ کو یہ بات ناپسند آئی تو فرمایا۔ اے موسیٰ تیرے پاس کیا علم ہے؟ جا ذرا جہاں پر دو دریا ملتے ہیں (سورت کہف میں قصہ آتا ہے) وہاں پر جا۔ ایک آدمی بیٹھا ہوگا۔ اس سے تجھے پتہ چلے گا۔ کہ علم اور بھی ہیں جو تو نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام تشریف لے جاتے ہیں۔ ساتھ آپ کا غلام ہے۔ خضر سے ملاقات ہوتی ہے اور کہتے بھی ہیں۔ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○ میں تیری شاگردی قبول کرتا ہوں۔ مجھے کچھ سکھا۔ حضرت خضر فرماتے ہیں اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ موسیٰ! تو میرے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا۔ تیرا علم اور ______ میرا علم اور ______ آپ وعدہ کرتے ہیں سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ○ مباقصہ ہے ______ تو پھر آپ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں ــــ موسیٰ علیہ السلام اور خضر دونوں کشتی میں سوار ہیں۔ ایک چڑیا آتی ہے۔ وہ پانی پیتی ہے سمندر سے تو خضر فرماتے ہیں۔ اے موسیٰ! اس چڑیا کے دریا سے پانی پینے سے دریا کا پانی کتنا کم ہوا ہوگا؟ آپ فرماتے ہیں کہ اس چڑیا کے پانی کو کیا نسبت دریا کے پانی کے ساتھ؟ فرمایا کہ بس یہ سمجھ لو کہ تیرا اور میرا علم اکٹھا ہو کر خدا کے علم کے مقابلے میں اتنی نسبت بھی نہیں رکھتا جتنا اس چڑیا کا پانی سمندر سے رکھتا ہے۔ تو بھائی ہمارا کام تو ہے متبع ہونا اتباع کرنا۔ جو کچھ ثابت ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کو ماننا۔ تو فرمایا وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ۔ جو لوگ علم میں پکے ہیں وہ

کیا کہتے ہیں؟

يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۔ وہ تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے سب پر۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ خواہ ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اللہ نے فرمایا۔ بس ہم مانتے ہیں وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ اور نصیحت تو وہی مانا کرتے ہیں۔ جو عقل والے ہوتے ہیں۔ عقل والوں کا کام کیا ہے؟ نصیحت ماننا۔ عقل والے وہ نہیں ہوتے جو بال کی کھال نکالیں اور وہ دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا نہ ٹیڑھا کر ہمارے دلوں کو بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اور ہمیں بخش دے اپنی طرف سے رحمت إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔ وہ ازدیادِ علم کی دعائیں کرتے ہیں اور یہ دعائیں بھی کرتے ہیں کہ اے اللہ جو ہدایت ہمیں حاصل ہو چکی ہے۔ اس ہدایت کو ہمارے دل سے دور نہ فرما۔

اس میں بہت ساری تفسیری باتیں ہیں۔ ان شاء اللہ میں اگلا درس بھی اسی پر دوں گا فی الحال میں موٹا موٹا ترجمہ کر رہا ہوں کہ عقلمند کون ہیں؟ الراسخون فی العلم کون ہیں؟ وہ باتوں میں نہیں پڑتے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ جو اللہ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے۔ اس لئے میرے بزرگو میرے بھائیو چونکہ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ جن کے ہم مقلد ہیں انہوں نے اپنے شاگردوں کی طرف رجوع کیا ہے۔ امام صاحب کے تین شاگرد تھے بہت اونچے۔ امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ۔

امام ابو یوسف ہارون الرشید کے چیف جسٹس تھے (قاضی القضاۃ) ان تینوں نے کچھ مسائل بیان کئے۔ امام صاحب کے ساتھ مذاکرہ ہوا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ کئی مسئلوں میں امام ابوحنیفہؒ نے اپنے ان شاگردوں کی طرف رجوع کیا کہ تم جو کہتے ہو ٹھیک ہے بھائی ہم کوئی علم کے ٹھیکیدار تھوڑے ہی ہیں غلط بات جو منہ سے نکل گئی تو اسی پہ اڑے رہیے۔ تو فرمایا کہ نیک بندے کون سے ہیں؟ جو یہ کہتے ہیں کہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر جب تو نے ہمیں ہدایت دے دی غلط سلط بات کہنے کی۔ اے اللہ تو ہمیں توفیق نہ عطا فرما ہمیں صحیح دین کی توفیق دے۔ یہ ہیں راسخ فی العلم یہ علم میں پختہ ہیں۔

تفصیل کا وقت نہیں ورنہ میں آپ کو بڑی مثالیں دے سکتا ہوں۔ الحمد للہ تحقیقات ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی۔ اس لئے جتنا جانتا ہے اس کو صحیح مانے اور اگر نہیں جانتا تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ یہ ہیں راسخ فی العلم۔

ہمارے ایک دوست ہیں۔ وہ قصہ بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک تھے نئے نئے محقق۔ "محقق بہت سی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ہے محقق "تحقیق" والا قرآن کی تحقیق کرنے والا، حدیث کی تحقیق کرنیوالا۔ جیسا کہ ہمارے علماء اور اکابرؒ ——— اور ایک ہے محقق "حقہ پینے والا" سگریٹ کی کش لگائی، اور قرآن کی تفسیر لکھ دی۔

"مولوی صاحب! عربی پڑھی ہے آپ نے؟" "نہیں جناب عربی تو میں نے نہیں پڑھی۔ لیکن میں خود قرآن کو جانتا ہوں۔" ان کے پاس کوئی آیا مسئلہ پوچھنے

کے لئے ——— (میرے بزرگو! میں توہین نہیں کر رہا یہ عام دبا ہو چکا ہے)
قرآن مجید سب سے لاوارث کتاب ہے۔ ایک تانگہ چلانے والے کے پاس لائسنس
نہ ہو تو ہماری پولیس والے چالان کر لیتی ہے۔ کہ تمہارے پاس لائسنس نہیں۔ تم چار سواریوں
کو غرق کر دو گے۔ بلکہ جو سامان اٹھاتا ہے ریل پر قلی۔ اس کے پاس لائسنس نہ
ہو تو آپ اس کو گرفتار کر لیتے ہیں کہ یہ سامان ہی کہیں ضائع نہ کر دے۔ لیکن جو
ایمان ضائع کرتا ہے۔ اس کے لئے لائسنس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو دنیا کا مال ضائع
کرے اس کو تو گرفتار کر لیتے ہو اور دین کی متاع ضائع کرنے والے کو پوچھتے تک نہیں
"دیوبند پڑھا ہے؟" "دلی پڑھا ہے؟" "بریلی پڑھا ہے؟ گولڑے پڑھا
ہے؟" "کہیں پڑھا ہے؟" "نہیں جناب میں پڑھا کہیں بھی نہیں۔ میں خود سمجھتا ہوں
میرا دماغ بڑا اونچا ہے؟ قرآن سمجھنے کے لئے کسی مکتب کی سند کی کیا ضرورت ہے؟
یہ تو خدا کی کتاب ہے اور خدا ہمارا اپنا ہے" کسی دفتر میں جاؤ اور ڈگری نہ ہو تو
وہاں کوئی ٹھہرنے دے گا؟ عجیب افسوس ناک عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ
نصیب فرمائے۔ تو محقق صاحب کے پاس گیا ایک آدمی اور کہا "ہمارا ایک رشتہ دار
مر گیا ہے۔ ایک اس کی ماں رہ گئی ہے بیوی رہ گئی ہے، بچے ہیں، بچیاں ہیں، مال
کس طرح تقسیم ہو؟" تو انہوں نے کہا "یہ کون سی مشکل بات ہے۔ میں ابھی بتا دیتا ہوں"
قرآن کھولا، سوچا اور کہا بھائی یہ سب مال ماں کو دے دو۔ اُس نے کہا یہ کیسے؟
ارے بھائی قرآن میں نہیں آیا، مَالُهٗ وَ مَا کَسَبَ ۞
آج کل بعض محقق کہلانے والے ایسے ہی ہیں۔ عربی نہیں آتی، فارسی نہیں آتی
انگریزی کے میٹرک فیل ہیں اور قرآن کی تفسیر لکھ رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں واہ جی بڑا کمال

کر دیا۔ نماز کو اڑا دیا، روزے کو اڑا دیا۔ بڑا محقق ہے۔ یہ کہتا ہے۔ اللہ اللہ کرنا تصوف کرنا یہ تو جوگی پن ہے —— اور کلبوں میں ناچنا ہے۔ اتباع سنت (استغفر اللہ معاذ اللہ) ان محققوں کے نزدیک کلبوں میں ناچنا اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (نعوذ باللہ) اور یہ تسبیح پھیرنا، ذکر کرنا۔ قرآن پڑھنا، ماں باپ کا ادب کرنا۔ نبی کریم کی حدیث پڑھنا یہ پرانے نظریات ہیں۔

تو فرمایا جو میرے راسخ فی العلم بندے ہیں وہ تو یہ دعائیں کرتے ہیں۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۔ اے اللہ تو اکٹھا کرنے والا ہے سب لوگوں کو ایک ایسے دن کے لئے جس میں کوئی شک نہیں ہے وہاں نیکوں بدوں کو اپنے اعمال کا بدلہ مل جائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ بے شک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

انشاء اللہ آئندہ درس بھی سورۂ آل عمران پر ہی دوں گا۔ اور بار بار میں زندگی رہی تو سورۂ نساء پر درس دوں گا۔

صدق اللہ العلی العظیم

چوتھا درس قرآن مجید

منعقدہ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق فروری ۱۹۶۶ء

یہ درس متعدد پہلی آیات کا درس ہے مگر اس میں مندرجہ ذیل علمی اور دینی مسائل مزید آ گئے ہیں۔

(۱) اموات کو ثواب پہنچانے کا مفید ترین طریقہ کیا ہے؟
(۲) پہلے بھی دینی فتنوں نے قرآن کی غلط تفسیر کی آڑ میں کام کیا تھا۔
(۳) اکابر علماء دیوبند کی عبدیت اور انکساری
(۴) صحابہ کا ایمان کس درجہ کامل تھا۔ اس پر ایک واقعہ
(۵) پورے عقلمند کون ہیں؟

(واللہ الموفق)

میرے دوستو اور بھائیو!

الحمد للہ آج پھر ہم قرآن سننے اور سنانے کے لئے جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

جنوری کے آخر میں جو درس قرآن ہوا تھا اس میں سورت آل عمران کی ابتدائی آیتیں پہلے رکوع کی پڑھی گئی تھیں اور میں نے اس درس میں یہ عرض کیا تھا کہ آئندہ کے لئے انشاء اللہ قرآن مجید کی ہر بڑی سورت کا پہلا رکوع پڑھ دیا جائے گا اور اسی کی تفسیر اور تشریح عرض کر دی جائے گی اور کوشش یہ کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اگر ہمیں توفیق دے تو اس سے پہلے رکوع میں وہ سب باتیں بیان کر دی جائیں۔ جن کو سن کر یا سمجھ کر ساری سورت کا خلاصہ ان کی سمجھ میں آ جائے۔ اسی سلسلے میں میں نے سورت آل عمران کا پہلا رکوع پڑھا تھا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سمجھایا تھا وہ پیش کیا گیا تھا۔

یہ رکوع مقدس نہایت ہی اہم رکوع ہے۔ قرآن سارا ہی اہم ہے۔ لیکن اس رکوع میں جو باتیں رب العالمین نے بیان فرمائی ہیں وہ آج کل ہماری زندگی کے لئے مشعل راہ ہیں اور ہمیں اپنا ایمان اور اپنا عمل سنبھالنے کے لئے ان آیتوں میں غور کرنے کی بہت شدید ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے اسی رکوع کا کچھ حصہ دوبارہ پڑھا ہے اور اسی کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ اللہ نے اگر توفیق دی۔ تو انشاء اللہ مارچ کے مہینے میں سورت نساء کا پہلا رکوع اسی طریقے کے مطابق پیش کیا جائے گا۔

میرے بھائیو اور میرے بزرگو! رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر جو کچھ نازل فرمایا اس کی تفصیل بیان فرمانے کے ساتھ فرمایا۔
هُوَ الَّذِيٓ وہی اللہ تو ہے اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ جس نے آپ
پر یہ کتاب اتاری۔ تو جس اللہ نے تورات اتاری، جس اللہ نے انجیل اتاری جس
اللہ نے زبور اتاری۔ اسی اللہ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر قرآن اتارا۔ جو یہودی توراۃ کو مانتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔ جو عیسائی
انجیل کو مانتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو وہ یہود اور نصاریٰ قرآن
کو کیوں نہیں مانتے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس اللہ نے توراۃ اتاری، اسی
اللہ نے انجیل اتاری، اسی اللہ نے قرآن اتارا۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم پر حضور انور پر جو اتارا اس کو "کتاب" کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے الَّذِيٓ اَنْزَلَ
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وہی اللہ تو ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری اَلْكِتٰبَ۔ کتابًا مُفَصَّلًا ایک جگہ فرمایا
قرآن مجید کو کتاب کے ساتھ بہت جگہ ذکر فرمایا۔ ابتدائے سورۃ بقرہ میں جو قرآن مجید
کی ترتیب عثمانی کے لحاظ سے پہلی بڑی سورت ہے۔ وہاں بھی یہ فرمایا ذٰلِكَ
الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ قرآن مجید کتاب ہے۔ قرآن مجید لکھی ہوئی ایک بات ہے
قرآن مجید ایک نوشتہ ہے جو ناقابل تنسیخ، ناقابل ترمیم اور ناقابل تحریف ہے۔
اس میں کوئی ترمیم نہ ہو سکے گی۔ اس میں کوئی تحریف نہ ہو سکے گی۔ رب العالمین
چاہیں گے جس طرح سے اس کو بیان فرمائیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت، قرآن مجید،
کے حروف میں، کلمات میں، حرکات اور سکون میں، مضامین میں ترمیم کرنے کی مجاز
نہیں ہے اس کو لفظ کتاب سے تعبیر فرمایا۔ هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
وہی اللہ تو ہے جس نے اتاری آپ پر یہ کتاب الکتاب کامل کتاب۔ تورات اور

انجیل کتابیں تھیں۔ لیکن وہ کامل نہیں تھیں۔ اپنے وقت کے لیے تو وہ کامل تھیں
لیکن ہمیشہ کے لیے جو کامل ہے وہ قرآن مجید ہے جس میں آنے والے تمام
کمالات کا طرز عمل مسلمانوں کے لیے مشعل راہ، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے
دستور العمل صرف قرآن مجید ہی ہے۔ باقی جتنی کتابیں ہیں وہ وقتی کتابیں تھیں
ان پر اس وقت کے لیے راہ ہدایت کے طور پر ایمان لانا ضروری تھا۔ لیکن ابدی ہدایت
کا سرچشمہ صرف قرآن مجید ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ وہی اللہ تو ہے جس نے آپ پر
یہ کامل کتاب اتاری مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ان میں سے بعض آیتیں ایسی ہیں جو
بڑی پکی آیتیں ہیں، پختہ آیتیں ہیں هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ یہی آیتیں اصل ہیں اس کتاب کا وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اور
ایسی آیتیں بھی ہیں جو متشابہات ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید خود فرماتے ہیں کہ آیات قرآنی کی قسمیں
ہیں۔ ایک ہیں محکمات محکم کا معنی ہی پختہ۔ قرآن مجید ایک اعتبار سے سارا ہی محکم ہے۔ قرآن مجید
نے قرآن کو حکیم بھی فرمایا۔ کتاب حکیم بھی فرمایا۔ اس اعتبار سے تو یہ محکم ہے۔
کہ اس کی تاویل غلط نہیں کی جا سکتی، اس میں ترمیم نہیں کی جا سکتی، یہ دنیا سے مٹ نہیں سکتا اس کے
الفاظ میں رد و بدل نہیں ہو سکتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

ہم ہی نے اس ذکر کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ اس اعتبار سے سارا قرآن محکم
ہے لیکن معانی کے اعتبار سے، مراد سمجھنے کے اعتبار سے، اس کی وضاحت کرنے کے
اعتبار سے قرآن مجید کے الفاظ کی جیسا کہ پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں۔ تین قسمیں ہیں
ایک ہیں محکمات جن کا لفظ بھی سمجھ میں آجائے، معنے بھی سمجھ میں آجائیں۔ مراد بھی سمجھ
میں آجائے جیسا کہ فرمایا لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔
ہر ایک آدمی اس کا معنی سمجھتا ہے کہ اس کا معنی کیا ہے۔ ایک ہیں متشابہات متشابہات

مشتق ہے تشابہ سے۔ تشابہ کا یہ معنی ہے کہ معنی تو یقیناً اس کا ہے لیکن وہ مختلف صورتوں کے ساتھ اس طرح ملتے جلتے ہیں کہ انسان ایک معنی متعین نہیں کر سکتا۔ اس کی میں اپنے درس میں یوں مثال دیا کرتا ہوں جیسے چار دوستوں کے پاس انڈے ہوں چاروں نے وہ انڈے لاکر ایک ٹوکری میں رکھ دیئے۔ اب اگر ان سے کہا جائے کہ بھائی تم اپنے اپنے انڈے اٹھا لو تو وہ ذرا مشکل محسوس کریں گے۔ کیونکہ انڈوں کی شکل، انڈوں کی ساخت، انڈوں کا حجم تقریباً آپس میں اس حد تک گہرا طریقہ پر ملتا جلتا ہے کہ پہچان میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو ہم مان لیں گے کہ چاروں اپنے اپنے انڈے لائے ہیں اور ان کا ایک ایک انڈہ اس ٹوکری میں ہے۔ لیکن وہ اپنے انڈے کو آسانی کے ساتھ جدا کر لیں۔ یہ بات ذرا مشکل ہی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے کچھ الفاظ ہیں، کچھ کلمات ہیں جو متشابہ ہیں، تشابہ رکھتے ہیں، تشبیہ رکھتے ہیں جو ایک دوسرے کو یعنی ملتے جلتے ہیں مختلف معانی کے ساتھ، ان میں ایک معنی متعین کر لینا صحیح اور واضح مراد کا متعین کر لینا، یہ ذرا مشکل ہے اور اس کی مثال میں نے عرض کی سورت فاتحہ کی ابتدائی تفسیر میں جیسا کہ ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ

اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ پ۲۶ ع۹۔

اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے یدُ اللہ ید کہتے ہیں ہاتھ کو، اللہ کہتے ہیں اللہ کو۔ ید اللہ۔ اللہ کا ہاتھ۔ اب پڑھنے میں بھی ہم پڑھیں گے ید اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ۔ ترجمہ بھی کیا کریں گے؟ اللہ کا ہاتھ۔ لیکن اللہ کا ہاتھ کیسا ہے؟ کتنی انگلیاں ہیں؟ انگلیاں ہیں یا نہیں؟ ہتھیلی ہے

ہے یا نہیں؟ کتنا لمبا ہے، کتنا چوڑا ہے۔ اس میں اگر ہم پڑ جائیں گے تو عنداللہ ہم مجرم بن جائیں گے۔ اس لئے کہ فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ اللہ کی مثل کی طرح بھی کوئی چیز نہیں، اللہ کی مثل بھی نہیں اور اللہ کی طرح بھی کوئی نہیں اب جس کو دیکھ نہیں سکتے اس کی کسی تفصیل میں، اس کی کسی تشریح میں بندہ کیسے پڑ سکتا ہے اس لئے ہم یہ ترجمہ کریں گے کہ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر۔ بس آگے ہم رک جائیں گے۔

تو قرآن مجید نے متشابہات کو معیار قرار دیا ہے۔ میں آج اس لئے زیادہ عرض کر رہا ہوں میرے دوستو اور میرے بزرگو! قرآن مجید کی تعلیمات ابدی ہیں اور سرمدی ہیں۔ ہمارے علماء اسلام نے القرآن کو حجت اخیرہ سے۔ ہر دور میں ہمیں قرآن مجید کو مشعل راہ بنانے کا حکم دیا ہے اور ہمیں ایسی تعلیمات دی ہیں کہ ہم ہر دور میں قرآن مجید سے اپنے لئے نجات کے ذرائع ڈھونڈ سکتے ہیں۔ دیکھئے ہمارے اس علاقے میں بھی اور میرا خیال ہے تمام اکثر مسلمانوں کے علاقوں میں جو عام لوگ نماز پڑھتے ہیں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت اخلاص ہم پڑھتے ہیں۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ ہمارے سب دیہات میں کیوں شہروں میں سورت فاتحہ کے بعد اس سورت کو پڑھتے ہیں؟ اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ سورت چونکہ چھوٹی ہے اس لئے ہمارے علماء اور آئمہ مساجد حضرات نے ہمیں یہ سکھائی ہے تو یہ بات نہیں جچتی۔ اس لئے کہ اس سے چھوٹی سورت تو والعصر ہے۔

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۚ اور اسی طرح سورت کوثر، اِنَّا

اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ ۝

وہ بھی چھوٹی ہے۔ سورت اخلاص کو نماز کے ساتھ زیادہ طور پر پڑھنے اور پڑھانے کا جو طریقہ علماء اسلام نے اختیار فرمایا۔ اس لئے اختیار فرمایا تاکہ مسلمان ۔۔۔ وہ مسلمان جس نے اقرار کیا ہے نماز کے شروع میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور جس کا بنیادی اقرار نامہ کیا ہے؟ کلمہ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی نماز میں اس کو دہراتا رہے کہ اللہ واحد لاشریک ہے۔ سورت اخلاص اللہ تعالیٰ کی توحید صفاتی کو بھی بیان کرتی ہے۔ سورت اخلاص اللہ تعالیٰ کی توحید افعالی کو بھی بیان کرتی ہے، سورت اخلاص توحید کامل پر مشتمل ہے تاکہ مسلمان اپنی نماز میں، ہر نماز میں توحید کامل کو دہراتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت اللہ کی مخالفت میں پھنس سکتا ہے، تو اسے یہ سبق یاد رہے کہ جس اللہ کی میں نماز پڑھ رہا ہوں وہ تو یکتا ہے، وہ تو بے نیاز ہے۔ اس کا تو کوئی شریک اور سہیم نہیں۔ اسی لئے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سورت اخلاص جو ہے (سورت قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کے الفاظ آتے ہیں۔ حدیث میں تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ) یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے یعنی اگر ایک دفعہ سورت اخلاص پڑھ لی تو اسے دس پارے پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ تین دفعہ پڑھ لی تو پورے قرآن کا ثواب مل جائیگا اسلئے زیارت قبور کا جو حکم ہے علمائے دیوبند زیارت قبور کے منکر نہیں ہیں۔ یہ غلط الزام لگا دیا جاتا ہے۔ یہ تو کہتے ہیں نہ کسی زندہ کو خدا سمجھو، نہ کسی مردہ کو خدا سمجھو۔ خدا ایک ہے۔ بیشک انبیاء کی قبروں پر جاؤ، اولیاء کی قبروں پہ جاؤ، عامۃ المسلمین کی قبروں پہ جاؤ۔ لیکن طریقہ جو ہے وہ کیا ہے؟ یہ مسئلہ بھی آجکل چلا ہوا ہے۔ تو میں عرض کر رہا ہوں کہ علماء اُمَّۃً وَّسَطًا ہیں۔ اکابر علمائے دیوبند رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہم افسوس اور تعزیت میں نہیں جاتے۔

تو فرمایا کہ تم جب میت کے پاس پہنچا قبر پہ پہنچو۔ تو وہاں جا کر پہلے سلام کہو۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ ۔ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ یہ نہیں کہ تمہارے پاس دفن ہونے والے ہیں بلکہ جیسے تم مرگئے ہو ہم بھی مر جائیں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ ہم بھی اسی سلسلے میں شامل ہو جائیں گے۔ اب تو ہمارا نام زندوں کے دفتر میں ہے پھر ہمارا نام تمہارے دفتروں میں آجائے گا۔ اس کے بعد اگر آتی ہو تو سورت تکاثر پڑھے۔ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۔ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۔

اور پھر اس کے بعد سورت فاتحہ ایک دفعہ پڑھے اور سورت اخلاص تین دفعہ پڑھے تاکہ میت کی روح کو پورے قرآن کا ثواب مل جائے۔ ہم یہ تو کرتے نہیں۔ جو سنت ہے وہ تو کرتے نہیں اور جا کر پتہ نہیں کیا کیا کرتے رہتے ہیں۔ میت کو بھی کوفت۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ صحیح حدیث ہے اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ میت کو دکھ دیا جاتا ہے جب اس کے پچھلے لوگ اس پہ روتے ہیں۔ علماء حدیث نے پھر اس کی تشریح فرمائی۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ رونے والے جب میت کے لئے روتے ہیں تو وہ اس کے مناقب کو بیان کرتے ہیں۔ بڑھا چڑھا کر مرنے والے کو جب رویا جاتا ہے تو اس پر کیسے روتے ہیں؟ یہ تو کوئی نہیں کہتا نا کہ تو بڑا نالائق تھا، تو بڑا بدشکل تھا۔ تو بڑا بدعقل تھا۔ تو بڑا کنجوس تھا۔ مرنے والے کو کبھی کوئی یوں روتا ہے؟ مرنے والے کو تو رونے ہی اس لئے ہیں کہ اس کے محاسن بیان کرنے ہیں۔ تو بڑا شیر بہادر تھا۔ تو بڑا تیس مار خان تھا۔ تو بڑا

بیا تھا تو بڑا ایسا تھا۔ اس کے مناقب اور صفات بیان کرتے ہیں تو پھر فرشتے اس کو
قبر میں آکر جوتیاں دیتے ہیں۔ اس کو آکر مارتے ہیں کہ بتا تو نے یہ کام کئے۔ جو پیچھے کہہ
رہے ہیں؛ تیرے رونے والے تو تیرے حق میں کوئی ایسی بات نہیں کہتے۔ جو تیری قبر
کی بہتری کا باعث ہو۔ قبر میں نصیب ہونے کے لئے وہ باتیں آنی چاہئیں جو تیری نیکی
کا باعث ہوں۔ اس لئے میرے دوستو فرمایا کہ میت کو برائی سے یاد نہ کرو۔ برائی
کے دونوں معنی ہیں یعنی میت کے لئے کوئی بات بیان کرو۔ تو وہ بیان کرو جو رفع درجات
کا باعث ہو۔ مرنے کے بعد اس کی قبر پر جو کتبہ وغیرہ لکھو۔ اب تو یہ بھی بڑا لمبا قصہ
بن گیا ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو سمجھ نصیب فرمائے۔ جس قبر کو دیکھو جیسے پلیٹ
فارم بنا ہوتا ہے۔ اتنا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور پھر اس پر شعر لکھتے ہیں۔
(خصوصاً اللہ تعالیٰ کسی کی بیوی کو نہ مارے) چھوٹے بچے رہ جائیں تو دکھ ہوتا ہے۔
مگر جب وقت آتا ہے تو وہ بیچاری چلی جاتی ہے پھر قبروں پر عموماً عورتوں کی قبروں پر دیکھا جاتا
ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ اے باغبان تو نے وہ پھول توڑا، تو نے بڑی نادانی کی .....
شعر کا مفہوم یہ ہے۔ مجھے شعر نہیں آتا۔ تو نے وہ پھول توڑا، جس سے سارے چمن
میں ویرانی ہوگئی۔ "باغبان" کون ہے؟ رب العلمین۔ نادانی کی اس نے؛ وہ نہیں
سمجھتا کہ مارنا کسے تھا۔ مارا کس کو؛ سوچئے کلمہ کہاں جا پہنچا؟ ہم نے اس لئے کتبہ
لگایا۔ میت کی روح سکون ہوا تو سکون ہو رہا ہے یا وہ ہو رہا ہے؛ اللہ تعالیٰ
سمجھ نصیب فرمائے۔ ان باتوں کو میرے دوستو اختیار کیجئے۔ جو میت کے لئے
بہتری کا باعث ہوں۔ اگر آپ نے چار آنے کی صابن کی ٹکیہ خرید کر کسی نمازی کو دے
دی کہ بھائی یہ ٹکیہ دیتا ہوں، جب تم کپڑے دھویا کرو۔ تو میرے والد کی روح کے لئے

---

[1] وہ شعر یوں ہے ۔ ہائے گل چین اجل کیا تجھ سے نادانی ہوئی ۔ پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی (مرتب)

ثواب کی دعا کیا کرو ۔ کہ خداوند تعالیٰ میرے والد کی روح کو سکون نصیب فرمائے میری ماں کی روح کے لئے سکون کی دعا کیا کرو ۔ تو آپ یقین سمجھیں اس چلہ آنے کی نیکی سے جب تک وہ نمازی کپڑے دھو کر نماز پڑھتا رہے گا تمہارے مرے ہو ؤں کو ثواب ملتا رہے گا ۔ اور اگر آپ نے ان کی قبروں پر دو سو روپے کے بلب لگا دیئے ۔ تو کیا ان کو فائدہ ہے ۔ اگر قبر منور ہے تو بلبوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر قبر میں اندھیرا ہے تو باہر کے بلب کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔ اللہ میری اور آپ کی قبروں کو منور فرمائے ۔ آمین ۔ قبریں منور ہوتی ہیں نیکیوں کے ساتھ، قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ، نبی کریم کے درود مقدس کے ساتھ، اہل اللہ کی زیارت کے ساتھ ۔ مسجدوں کی خدمت کے ساتھ، جیسا کہ صحیح حدیث میں آتا ہے ۔ بخاری میں ہے ۔ ایک عورت تھی جو نبی کریم کی مسجد کی خادمہ تھی پہلی عورتوں کے یہ کام تھے ۔ اب ہم نے اور کام شروع کر دیئے ۔ اللہ ہماری بچیوں کو بھی توفیق نصیب فرمائے ۔ کہ وہ سنبھل جائیں ۔ اس وقت عورتوں میں شیطان نے ایسے کارنامے شروع کر دیئے ہیں کہ ان کی زندگی کو برباد کر دیا ہے (مرد بھی شریک ہیں کیونکہ مرد ساتھ ہوتے ہیں تو عورتیں ایسے فعلوں کی مرتکب ہوتی ہیں ۔) یعنی پہلے زمانے میں ہماری بچیوں کو کیا سوجھتا تھا ؟ مسجد کو جھاڑو دینا، مسجدوں کے کام کرنا ۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد کا جو منبر تھا وہ بھی ایک عورت نے بنوا کر بھیجا تھا ۔ جس منبر پہ امام الانبیاء نے پہلا خطبہ پڑھا ہے اس منبر کے بنوانے کی سعادت کسے نصیب ہوئی ؟ ایک عورت کو نصیب ہوئی ۔ مدرسہ صولتیہ دیکھ کر آئے ہیں ہمارے حاجی صاحبان ۔ مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ ہے مدرسہ صولتیہ جس کے بانی ہیں حاجی رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے

پادری فنڈر وغیرہ کو شکست دی، سلطان عبد المجید خان وغیرہ ان کے بڑے معتقد تھے۔ اُس وقت وہ جنت المعلیٰ میں حضرت حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہ، کے پہلو میں دفن ہیں۔ حضرت حاجی رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کیرانے ضلع مظفر نگر کے تھے۔ مکہ مکرمہ میں پڑھاتے تھے۔ بچوں کے لئے مدرسہ صولتیہ اس وقت نہ تھا۔ ایک جھونپڑی میں آپ تشریف فرما تھے۔ جرول کے محلے میں اب تو محلہ بن گیا ہے وہاں۔ صولت النساء بیگم کلکتہ کی ایک نواب زادی حج کو گئی۔ اُس زمانے میں حضرت سے ملی، درخواست کی حضرت میں یہاں پر کچھ بنانا چاہتی ہوں۔ جس سے میرا نام قیامت تک باقی رہے۔ مجھے اجر ملتا رہے۔ فرمایا۔ یہاں زمین خرید دو۔ مدرسہ بنانے کا ارادہ ہے۔ زمین خریدی مدرسہ صولتیہ بن گیا۔ اس وقت اگر آپ حجاز میں تشریف لے جائیں تو آپ کو حجاز کے سرا دارے ہیں ـــــ گورنمنٹ کے ادارے میں جو فاضل ملیں گے وہ صولتیہ کے فاضل ہوں گے ـــــ علماء، صلحاء وہاں سے پیدا ہوئے۔

تو صولتیہ کس کے نام پر؟ صولت النساء بیگم کے نام پر صولتیہ بن گیا۔ میں بچیوں سے بھی ذرا خطاب کرنا چاہتا ہوں۔

نہر زبیدہ ـــــ جس سے سب حاجی پانی پیتے ہیں۔ غسل کرتے ہیں، نہلاتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں، منیٰ میں، عرفات میں نہر زبیدہ کے پانی سے ـــــ یہ نہر کس نے بنائی؟ ہارون الرشید کی بیوی نے بنائی۔ اُس کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی، لیکن قیامت تک زبیدہ کا نام باقی رہے گا۔ یہ ہیں کارنامے خواتین کے۔ یہ نہیں ہے کہ جس اخبار کو اٹھاؤ ـــــ اللہ کی پناہ ـــــ یہ اخبار ہیں، یا

پاسپورٹوں کے دفتر ہیں؟ کوئی اخبار بھی اٹھاؤ۔ اس میں دیکھو ہماری بچیاں بیٹھی ہیں اور ساتھ وعظ بھی کرتی ہیں کہ سماجی برائیوں سے بچو"۔۔۔۔ اور تم کیوں نہیں بچتی ہو؟ وہ سمجھتی ہیں کہ ہم تماشہ کھلانے کیسے کو جا رہی ہیں۔ یعنی ہر بچی کا فوٹو اخبار میں ۔۔۔ وہ باتیں لکھ دیں ساتھ فوٹو آگیا)۔۔۔

بچیوں کا کیا قصور ہے اب تو ہمارے مولویوں کے آنے ہیں۔ واڑھی پہ کنگھی کی ہوئی ہے۔ سر پہ پٹکا باندھا ہوا ہے۔ بالکل اٹینشن ہو کر مولوی صاحب فوٹو کھچواتے ہیں ۔۔۔۔ کسی زمانے میں مولانا ابو الکلام آزاد کا ایک فوٹو شائع ہو گیا تھا۔ ان کو پھر معذرت کرنی پڑی تھی اور کہا تھا کہ میری لاعلمی میں یہ فوٹو شائع ہوا ہے اب تو ہم نمائندوں کو کہتے ہیں کہ دیکھنا جس وقت میں یوں ہاتھ ماروں، تم فوراً فوٹو کھینچ لینا۔ پھر اخبار میں آجائے تاکہ پتہ چلے کہ ہم نے کون سا خیبر فتح کر لیا ہے یہ سب فتنے ہیں میرے بھائی ۔۔ کہتے ہیں فتنے بہت ہو گئے ہیں، کیسے رکے جائے؟ ٹھیک ہے میں پوچھتا ہوں جو بیماری بہت ہو جائے۔ تو اسے چھوڑ دو گے؟ ابھی تم نے چیچک کے ٹیکے لگانے شروع کئے تھے۔ کہ ایک ضلعے سے دوسرے ضلعے کو مت کراس کرو۔ جب تک ٹیکہ نہ لگواؤ ۔۔۔ چھوڑ دو ۔۔۔ چیچک بہت ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا کرو۔ کیونکہ بہت ہو گئی ہے۔ بدنی بیماریوں کا تو یہ حکم ہے کہ جو بیماری متعدی ہے اس پر فوراً "کنٹرول" کیا جائے۔ لیکن جو بیماریاں ایمان کو کھا رہی ہیں ان کی طرف کوئی دھیان نہیں ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایک عورت کا ذکر حدیث میں ہے۔ کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی خادمہ تھی۔ حضور نے دو تین دن اس کو نہ دیکھا۔ تو پوچھا وہ

کہاں گئی سیاہ؟ اِمْرَأَۃٌ سَوْدَاءُ (ممکن ہے سودا نام ہو یا رنگ سیاہ ہو)
لیکن اس سیاہی پر ہزاروں سفیدیاں قربان ہوں جس کا محمد رسول اللہ پوچھتے ہوں ——
وہ کہاں گئی اِمْرَأَۃٌ سَوْدَاءُ؟ عرض کی اللہ کے نبی وہ تو فوت ہو چکی ہے ——
فرمایا اچھا؛ —— پھر؛ —— عرض کیا حضور رات کو وصال ہوا تو ہم نے رات کو
ہی دفن کر دیا —— "مجھے کیوں نہیں بتایا؟" —— عرض کی اللہ کے نبی ہم نے جناب
کے آرام کا خیال کیا۔ اس لئے ہم نے خود ہی جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا۔ فرمایا ——
دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِھَا —— بخاری دیکھو —— بخاری تب ہی تو
پڑھنے نہیں دیتے کہ بخاری پڑھنے سے مسلمان پکا مسلمان بن جاتا ہے ——
دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِھَا —— مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہیں؟ کون
تلاش کر رہا ہے قبر؛ —— جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
امام الانبیاء وہاں پہنچتے ہیں قبر پہ دعا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ فرماتے ہیں کہ یہ قبریں اندھیروں
سے پر ہوتی ہیں میری دعا کی برکت سے رب العالمین ان میں روشنی پیدا کر دیتے ہیں۔
اس لئے مشکوٰۃ کی حدیث ہے (اور یہ حدیث صحیح ہے) کہ میت سے قبر میں تین
سوال ہوتے ہیں:-

(۱) مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون تھا؟ کون تجھے پالتا تھا؟

(۲) مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا تھا؟

(۳) مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ۔ اس انسان کے متعلق تو کیا
کہا کرتا تھا؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تیرا کیا
عقیدہ تھا؟

اگر اس نے کہہ دیا کہ ربی اللہ ۔ میرا رب اللہ ہے۔ دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے ——— اور یہ مزمل جن کو کہتے ہیں جو محبوب خدا، سید عالم، سراج الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو اس کی نجات ہے قبر منور ہوئی کہ نہ ہوئی ان کے ذکر سے۔

بہر حال میرے دوستو اور میرے بھائیو بات کہاں سے چلی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آج کل ہماری قبریں بھی ہمارے لئے ایک ایسی قسم کا باعث بن گئی ہیں۔ اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا بات وہاں تک پہنچ گئی کہ جب تم قبروں پر جاؤ۔ تو تین دفعہ سورت اخلاص پڑھو تین دفعہ سورت اخلاص پڑھنے سے میت کو پورے قرآن کا ثواب مل جائیگا۔ ہم اب جاتے ہیں گیٹے ملتے اپنے ہیں۔ کوچے تے ہتے ہیں ——— صدقے جاواں صدقے ہو واں اس ناں نوں ——— میت کو کچھ بھی فائدہ نہیں ——— نہ اس کو فائدہ، نہ اس کو فائدہ ——— دونوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے ——— اگر وہ نیک ہے تو درجے بلند ہو جائیں گے۔ اگر نعوذ باللہ عذاب میں پھنسا ہے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی تمہاری ان باتوں سے میت کو کیا فائدہ پہنچے گا بھائی؟ اگر ہم نے باہر مٹھائی تقسیم کر دی جلیبیاں کھالیں تو میت کو کیا فائدہ ہوا وہ تو عذاب میں پھنسا ہوا ہے۔ اس کی بخشش کے لئے میرے دوست صدقہ بھی مفید ہے، قرآن کی تلاوت بھی مفید ہے۔ امام الانبیاء پر درود بھی مفید ہے۔

تو بات یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ ہمارے علماء کرام نے سورت اخلاص کو تجویز فرمایا۔ نماز میں پڑھنے کے لئے۔ تاکہ بندے کے ذہن میں توحید حاضر رہے ——— تو میں نے جیسا کہ آیتیں کی آج پھر تلاوت کی کہ آج کل ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو

چکا ہے مسلمانوں میں بے دینی پھیلانے کا۔ اور اس فتنے نے بیل ڈگار کھا ہے دین کا ——— پھیلا رہے ہیں بے دینی ——— اور وہ بے دینی پر دین کا لیبل اس طریقے پر لگا یا ہے۔ کہ بڑے بڑے دین دار بیچارے بھی نہیں سمجھ سکتے۔

طحاوی کی حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ کرام تشریف فرما تھے علی مرتضی بھی تشریف فرما تھے۔ فرمایا کہ میری امت میں سے ایک ایسا انسان بھی ہو گا یُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْآنِ (او کما قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو قرآن کی تاویل پر لڑائی کرے گا، جہاد کرے گا، علی مرتضی نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون ہو گا؟ فرمایا۔ وہ تُو ہے جو لوگوں کے ساتھ جہاد کرے گا قرآن کی تاویل پر اور شہید ہو گا۔

اس کی تشریح پھر یوں ہوئی، اس کا انکشاف پھر یوں ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زمانہ خلافت ہے خوارج کا ظہور ہوا، خوارج نے کیا کہا؟ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ——— کہ حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، اور کسی کا نہیں چلتا ——— یہ قرآن میں آتا ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ۔ حکم صرف کس کا چلتا ہے؟ اللہ کا ——— اس زمانے میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان صلح ہو چکی تھی۔ خوارج نے ان دونوں اور عبداللہ بن زبیر ان تینوں کو مٹانا چاہا تھا اس نعرے کے ساتھ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط انہوں نے آپس میں صلح کر لی خدا کے حکم کو چھوڑ کر حالانکہ صلح بھی تو خدا کا حکم ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ ——— کیا قرآن میں نہیں آتا؟ کہ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر بھائیوں کا آپس میں جھگڑا پڑ جائے تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو صلح بھی اللہ کا حکم ہے لیکن ان خوارج نے یہ نعرہ بلند کیا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ یعنی قرآن کی آیت کی غلط تفسیر کی اور اس کا جرم کسے قرار دیا۔

مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ط

مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۰

مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۰

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور حضرت معاویہؓ کو ــــ حضرت معاویہؓ کی جان تو بچ گئی۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اور عبدالرحمٰن ابن ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ کو کس نے شہید کیا؟ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے ــــ اب دیکھئے عبدالرحمٰن نام ہے ــــ شہید کس کو کیا؟ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کو ــــ اور شہید کس نعرے کے نیچے کیا؟ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط۔

تو یہ فتنے جو ہیں میرے دوستو بھائیو، دینی فتنے ــــ یہ مسلمان کے لئے بہت زیادہ مہلک ہیں۔ بہت زیادہ خطرناک ہیں ــــ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان فتنوں سے بچائے۔ تو یہ دور میرے بھائی فتنوں کا ہے، دینی فتنوں کا دور ہے۔ بڑے میٹھے طریقے پر مسلمانوں کو دین سے بھگا رہے ہیں، دین سے نکال رہے ہیں۔ اس لئے میں نے اس آیت کو پھر آج پڑھا اور اس کی میں تشریح عرض کر رہا ہوں۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ ــــ لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، زیغ کہتے ہیں پھری ہوئی چیز کو ــــ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ــــ سبحان اللہ ــــ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے ــــ جسم میں نہیں ہے، ہاتھوں میں نہیں ہے، زبان میں نہیں ہے ــــ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ ــــ دلوں میں ٹیڑھ ہے ــــ دل یہ چاہتے ہیں کہ جو یہ اسلامی قدریں ہیں یہ مٹ جائیں ــــ دل یہ چاہتا ہے کہ بخاری ختم ہو جائے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ مسلم مٹ جائے ــــ دل چاہتا ہے

کہ ترمذی اور ابو داؤد مت جائیں۔ دل چاہتا ہے کہ نہ کوئی اولیاء اللہ کا نام لے نہ کوئی صحابہ کا نام لے، نہ کوئی تابعین کا نام لے، نہ نماز پر گرفت ہو، نہ روزے پر گرفت ہو، نہ حج کے لئے ضرورت ہو، نہ زکوٰۃ کی ضرورت ہو، نہ شراب پر گرفت ہو، نہ سُود پر گرفت ہو۔

فِیْ قُلُوْبِہِمْ زَیْغٌ ——— دلوں میں زیغ ہے ———

میرے دوست، میرے بھائی، آپ تو خیر نیک لوگ ہیں۔ ہم میں اتنے گناہ ہو گئے ہیں کہ کوئی بات کرو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے متعلق ہو رہی ہے۔ بھائی اگر زنا کے متعلق بولا جائے تو زانی بھائی خفا ہوتے ہیں کہ کیا مولوی صاحب آپ نے قصہ چھیڑ دیا؟ چھوڑ دو جی شراب کے بارے میں بولا جائے تو شرابی بھائی خفا ہوتے ہیں کہ یہ تم نے کیا بات شروع کر دی۔ فوٹو کے خلاف بولا جائے تو یہ نوجوان بچے بچیاں خفا ہوتی ہیں کہ مولوی صاحب یہ کیا آپ نے رٹتے ہیں، اور اگر ٹرانسسٹر شریف، ریڈیو شریف کے خلاف بولا جائے تو ہمارے بھائی خفا ہوتے ہیں۔ کہ بھائی یہ گانا بجانا تو ہم نے شغل بنا رکھا ہے، سُود کے خلاف بولا جائے تو سُود کھانے والے خفا ہوتے ہیں، بے نماز کے خلاف بولا جائے تو بے نمازی خفا ہیں روزے کھانے والوں کے خلاف بولیں تو وہ خفا ——— تو بابا بولیں کس کے متعلق؟ یہ تو بتائیے کس کے متعلق بولا جائے؟ قرآن کس کے لئے ہدایت ہے؟ قرآن تو کہتا ہے یہ ہے ھُدًی لِّلنَّاس جس کے متعلق بولیں وہ خفا ہوتا ہے۔ تو بتائیے بھائی پھر کس کے متعلق بولا جائے،

میرے دوست میرے بھائی! قرآن مجید ہدایت ہے، دینی بیماریوں کا حل اس میں تلاش کیجئے اور کبھی اس بات سے ناراض نہ ہوں کہ قرآن ہماری تنقید کیا کر رہا ہے، یہ قرآن ہماری تنقید نہیں کر رہا، ہمارے علاج کر رہا ہے۔ قرآن نے ان لوگوں کو رب العالمین کا قرب نصیب کیا جو اللہ تعالیٰ سے بہت کافی دور تھے وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ

شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ، اللہ نے رحمت بنا کر بھیجا قرآن کو۔ اللہ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تو فرمایا فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ وہ لوگ جن کے دل پھرے ہوئے ہیں، دلوں میں ٹیڑھ ہے فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ پس وہ پیچھے لگ جاتے ہیں ان آیتوں کے جو متشابہ ہیں۔ قرآن کی آیتیں ان کی تفسیریں شروع کر دیتے ہیں ——

اور یہ کیوں کرتے ہیں؟ اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ فتنے کو تلاش کرنے کیلئے وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ اور اس کا حل تلاش کرنے کے لئے —— تاویلیں وہ نہیں جانتے۔ کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جن کی تاویلیں صرف اللہ جانتے ہیں —— اور یہ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ تاکہ قوم میں اور لوگوں میں فتنہ پیدا ہو جائے۔ لوگ آپس میں لڑنے لگ جائیں، لوگوں میں شر و فساد پیدا ہو جائے۔ اُمّت محمّدیہ میں انتشار پیدا ہو جائے۔ وہ جو وحدت ہے مٹ جائے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ حالانکہ متشابہات کی تاویل ("تاویل" سے مراد یہاں پر "صحیح علم") حالانکہ متشابہات کی تاویل، متشابہات کا صحیح علم اِلَّا اللّٰهُ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ بات ٹھیک ہے۔ ہر بات کو اللہ ہی جانتا ہے میں اور آپ کیا جانتے ہیں؟ دُنیا کیا جانتی ہے؟ بھائی کوئی جاننے والا ہے دُنیا میں اس وقت؟ کوئی بھی نہیں —— مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ فرمایا تمہارا علم تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ قلیل۔ قلیل پر تنوین لِلتَّقْلِيْل۔ اِلَّا قَلِيْلًا۔ قلیل کا معنی ہیں ہی تھوڑا اور قَلِيْلًا۔ بہت ہی تھوڑا تم جانتے ہو۔ تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ تمہارے ساتھ کل کیا ہو گا؟ تمہیں تو یہ بھی پتہ نہیں۔ تم تو اقوام عالم کے دورے پر ہو گے۔ اور تمہیں صدارت سے معزول کر دیا جائے گا۔ تمہیں کیا پتہ وہ انکرومہ گھانا کا صدر ڈاکٹر انکرومہ اُس بیچارے کو معزول کر دیا۔ وہ میاں دھائیاں کھاتا رہا۔ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ

انسان کا علم کیا ہے؟ کیا جانتے ہیں ہم؟ کچھ بھی نہیں جانتے ——— ٹوکیو کی خلیج کے قریب ہوائی جہاز پہنچا ہے۔ آپ پڑھے لکھے دوست ہیں۔ اخباروں میں آپ دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ سب میری آپ کی بصیرت کو کھولنے کے لیے ہو رہا ہے۔ اگر تم فضاؤں کو ناپتے ہو، ہم تمہیں یہیں ختم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تمہارا کیا علم ہے؟ ٹوکیو کی خلیج کے قریب ہوائی جہاز پہنچا ہے ——— تو اخباروں میں تھا کہ چھ منٹ دیر تھی فقط ہوائی جہاز اڈے پر اترنے میں، فقط چھ منٹ باقی تھے۔ لیکن علم نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ چھ منٹ پہلے اس ہوائی جہاز کو خلیج ٹوکیو میں غرق کر دیا گیا۔ ۱۳۳ آدمی تھے۔ سارے کے سارے میرا خیال ہے ختم ہو گئے۔ کہاں گئے ان کے ٹرانسمیٹر کے آلے؟ اور موسمی آلات ——— اور وہ غبارے کہاں گئے؟ یہ چاند پر پہنچتے ہیں ابھی تو بھائی زمین پر بھی ہمیں چلنا نہیں آتا۔ چاند پر پہنچا تو بجلی خود رہا ——— انسان کا علم؟ کچھ بھی نہیں ——— انسان کیا جانتا ہے؟ انسان تو ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ہے قرآن کی اصطلاح میں ——— اس لئے فرمایا۔ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ اور نہیں جانتا اس کا صحیح علم مگر صرف اللہ تعالیٰ۔

آگے فرمایا وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ اور جو لوگ علم میں پکے ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ جو قرآن جانتے ہیں علوم القرآن جانتے ہیں، حدیث جانتے ہیں، تفسیر جانتے ہیں، انور شاہ نام رکھاتے ہیں۔ اشرف علی تھانوی نام رکھاتے ہیں۔ محمد قاسم نانوتوی نام رکھاتے ہیں، احمد علی لاہوری نام رکھاتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ——— وہ کہتے ہیں ہم تو ایمان لائے اس پر ——— بس ——— ہم مانتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے ——— باقی اس کا مطلب کیا ہے؟ یہ

وہ جانے جس نے نازل کیا یا وہ جانے جس پر نازل ہوا۔ ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔
اٰمَنَّا بِہٖ ۔ ہم تو ایمان لائے اس پر ۔۔۔۔ بس اس سے آگے نہیں بڑھتے۔

ہم جو چند باتیں پڑھ لیتے ہیں مثلاً منیہ پڑھ لی، قدوری پڑھ لی۔ پھر سمجھنے لگیں کہ ہم تو تمام علوم پر حاوی ہوں۔ حالانکہ ہمارے اکابر کو دیکھئے ۔۔۔۔ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ ہم سب کے خادم ہیں۔ سب بزرگ اچھے ہیں لیکن جن بزرگوں کو ہم نے دیکھا ہے ہم تو انہیں کی باتیں کریں گے۔ جن کے ساتھ ہمارا لگاؤ ہے۔ جن کے گھر میں ہم نے اپنی آنکھیں کھولیں، جن کے مکتبوں میں، جن کی گودوں میں، ہم تو انہی کی باتیں کریں گے۔ یعنی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات چھپے ہوئے ہیں
اُن کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں، رسالے چھپے ہوئے ہیں
لیکن دیکھئے ان کے نام کے آخر میں کیا لکھا ہوا ہوتا ہے ۔۔۔۔

"ہیچ مدان محمد قاسم" ۔۔۔۔ کچھ بھی نہ جاننے والا محمد قاسم ۔۔۔۔ اللہ جانتا وہ کچھ کہ دنیا میں ایسا مشعل علم قائم کیا کہ قیامت تک انشاء اللہ وہ دنیا کو نور سے منور کرتا رہیگا اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔ جنہوں نے انگریزوں کی بنیادیں ہلا دی تھیں، جن کے نام سے انگریز کانپتا تھا، دیکھئے، کیا لکھتے تھے؟ ۔۔۔ "بندہ محمود" ۔۔۔ اور شیخ العرب والعجم جن پر ہماری جانیں نثار ہوں، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ کیا لکھتے تھے؟ ۔۔۔۔ "ننگ اسلاف حسین احمد"
اللہ والے شیخ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔ وہ کیا لکھتے تھے؟
۔۔۔ احقر الانام احمد علی ۔۔۔ سب لوگوں سے زیادہ حقیر ۔ احقر کا یہی معنی تو ہوا؛ مگر اللہ نے کیا کمال بخشا؟ اب بھی قبر سے خوشبو آتی ہے ابھی ۔۔۔ جس کو زکام نہ ہو

اُس کو نہیں آتی ۔ زکام دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک یہ حرف عام والا زکام ہے اور ایک روحانی زکام ہوتا ہے ۔ روحانی زکام والے کو خوشبو نہیں آتی ، اور جس کو یہ زکام نہیں وہ چلے کے دیکھے مولانا لاہوری کی قبر پر ۔ اب بھی خوشبو آتی ہے معطر ہے سارا میانی صاحب کا قبرستان ۔ جس نے سارے عالم اسلامی کو قرآن کے ذکر سے منور کیا ۔ اُس کی قبر کو اللہ تعالیٰ کیوں نہ منور کرے ۔

تو فرمایا ۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ جو علم میں پکے ہیں وہ کیا کہتے ہیں ؟ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ وہ تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اس سارے قرآن پر ۔ کیوں ایمان لائے ۔۔۔ ؟ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۔ یہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے جو ہماری سمجھ میں آگیا وہ بھی ہمارے رب نے فرمایا جو سمجھ میں نہیں آیا وہ بھی رب نے فرمایا ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو صبح کو ابوجہل بدبخت ۔ صدیق اکبرؓ کے پاس گیا ۔ اُس کا خیال تھا کہ آج تو یہ میرے قابو آہی جائے گا ۔۔۔ حاضر خدمت ہوا ، اور کہنے لگا "حضرت دیکھا ! میں نہیں کہا کرتا تھا ۔ کہ آپ کا ساتھی ایسی باتیں کرتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتیں ۔" فرمایا ۔۔۔ "کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے ؟" ۔۔۔ "ہاں نئی بات ہوئی ہے ۔۔۔ ابھی وہ کہہ رہے ہیں کہ رات کو اللہ تعالیٰ مجھے لے گیا ۔ زمین دیکھی ، آسمان دیکھا ، کائنات ساری دیکھی ، جنت دیکھی ، دوزخ دیکھی ، خلاء ملاء سب دیکھا ۔ جب واپس آیا تو میرا بستر اُسی طرح گرم تھا "۔۔۔ "یہ کیا ہے ؟" ۔۔۔ آپ فرماتے ہیں ۔ "کیا یہ ٹھیک بات ہے ابوجہل ! حضورؐ نے یہ فرمایا ہے ؟"

"ہاں ۔ ہاں میں سچ کہتا ہوں حضورؐ نے یہ کہا ہے "۔ آپ فرماتے ہیں ۔ "ارے بیوقوف ! یہ تو بڑی تھوڑی سی بات ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ۔ اگر اس سے اونچی بات بھی کہی ہوتی تو میں مان لیتا ۔ تو کیا جانتا ہے شانِ رسالت کو؟

خزیمہ انصاری ہیں رضی اللہ عنہ ـــــ مدینہ منورہ میں ـــــ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک بدو کے ساتھ گھوڑے کے لین دین پر بات ہو رہی ہے حضورؐ نے اُس سے گھوڑا خرید لیا۔ مگر وہ بیچ کر پشیمان ہو گیا حضورؐ فرما رہے ہیں کہ گھوڑا تو نے مجھ پر بیچا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے نہیں بیچا ۔ کوئی گواہ لاؤ ـــــ صرف امام الانبیاء ہیں مدینہ منورہ کے بازار میں اور وہ ہے ۔ قریب اور کوئی شخص نہیں ہے ۔ اتنے میں یہ انصاری تشریف لے آتے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قریب ہوتے ہیں، دیکھا کہ یہ تو میرے آقا سید دو عالم، سرتاج الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ۔ قریب ہوئے، پوچھا حضورؐ کیا بات ہے؟ فرمایا کہ اس کے اور میرے درمیان سودا ہے، اس بدو سے پوچھا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ وہ کہتا ہے، کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے یہ گھوڑا مجھ پر بیچا ہے ۔ اور میں کہتا ہوں کہ کوئی گواہ پیش کرو، میں نے نہیں بیچا ـــــ

خزیمہ کہتے ہیں ۔ میں گواہی دیتا ہوں تو نے یہ گھوڑا بیچا ہے میرے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ـــــ بات آئی گئی ہو گئی ۔ گھوڑا مل گیا ـــــ واپس تشریف لائے ـــــ حضورؐ نے پوچھا ۔ خزیمہ تو تو اس وقت موجود نہیں تھا ۔ تجھے کیا پتہ ہے کہ اس نے گھوڑا بیچا ہے اور میں نے خریدا ہے؟ ـــــ عرض کی اللہ کے نبی ہم آسمان کی باتیں آپ کی مانتے ہیں زمین کی بات نہ مانیں گے؟ ہم وہ بات بھی مانتے ہیں جو

ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتی ۔ آپ تو اَمِیْنُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ ہیں ۔ اللہ کے امین ہیں آسمانوں میں ہیں ۔ ہم آسمان کی وحی جناب کی مانتے ہیں اور جناب کی یہ بات نہ مانیں میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ نے گھوڑا خریدا اور اس نے گھوڑا بیچا ۔ اگر مجھے قسم بھی کھانی پڑتی تو میں قسم بھی کھا جاتا ۔ تو امام الانبیاء تو بڑے ہی پاسدار تھے ۔ حکم فرما دیا کہ ہر کام میں دو گواہوں کی شہادت ضروری ہے ۔ لیکن جس کام میں خزیمہ گواہی دے گا اس کی گواہی دو کے برابر ہو گی ۔

یہ فخر حاصل ہے ۔ صدیقؓ کی اکیلی گواہی نہیں قبول ہو گی ، عمرؓ فاروق کی نہیں ہو گی ، عثمانؓ غنی کی نہیں ہو گی ، علیؓ مرتضیٰ کی نہیں ہو گی ۔ لیکن خزیمہ ایک گواہ گذر گیا ، دو کے برابر ہو جائے گا ۔

یہ کیا تھا ؟ یہ ایمان بالغیب تھا ۔

کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یہ سب باتیں ہمارے رب کی طرف سے ہیں ، آگے فرمایا ان باتوں کو سمجھے گا کون ؟ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یہ عقل والوں کی بات ہے ۔ چاند کو دیکھنا ، ستاروں کو دیکھنا ، میٹروں کو لگانا ، فضاؤں کو ماپنا ، پیمانوں کو لگانا ، یہ کس کا کام ہے ؟ عقل والوں کا ۔ لیکن لُبّ والوں کا کیا کام ہے ؟ جن کو مغز نصیب ہوا ہے ، جن کو اللہ نے مغز دیا ہے ، ان کا کام یہ ہے کہ اس چیز کے خالق کو پہچان لینا ۔ پانی کو دیکھا ، خَالِقِ مَآءٍ یاد آ گیا ، اپنے آپ کو دیکھا ، اپنا خالق یاد آ گیا ۔ پہاڑ کو دیکھا ، پہاڑ کا پیدا کرنے والا یاد آ گیا ۔ اونٹ کو دیکھا اونٹ کا بنانے والا یاد آ گیا ، ستاروں کو دیکھا ، ستاروں کا بنانے والا یاد آ گیا ۔ دیکھ لیجئے قرآن مجید کی سورت آل عمران میں آتا ہے ۔ اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عادت شریفہ ہوتی تھی۔ کہ جب سحری کو حضورؐ تہجد کے لئے بیدار ہوا کرتے تھے، تو کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر یہ رکوع پڑھا کرتے تھے ۔۔۔ اور اب بھی ہمارے اکابر نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ تہجد کی نماز کی توفیق دے (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق فرمائے) ہم تو ایسے سوتے ہیں پتہ نہیں کب جاگیں گے ۔۔۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی جگائے اور آپ کو بھی جگائے۔ بھائی جاگا کیجئے۔ یہ دن جاگنے کے ہیں۔ اگر یہاں جاگو گے تو قبر میں بھی آرام ہوگا ۔۔۔ تو اب بھی ہمارے علمائے اسلام نے فرمایا۔ اکابر نے ۔۔۔ کہ اگر تہجد کی نماز پڑھنے کی اللہ توفیق دے تو پہلی رکعت میں لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ .... سورۂ بقرہ کا آخری رکوع پڑھا کرو۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران کا آخری رکوع پڑھا کرو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم یہ پڑھا کرتے تھے۔

حضورؐ جاگے ایک دن اور حضورؐ نے دیکھا آسمان پر تارے جگمگا رہے تھے تو آپؐ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

یہ آخری رکوع پڑھا ۔۔۔ دیکھا اُولُوا الْاَلْبَاب کی تعبیر کیا فرمائی؟ مغز والے کون ہیں؟ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان کے بنانے میں زمین

کے بنانے میں اور رات اور دن کے اختلاف ہیں لآیٰتٍ بہت بڑی نشانیاں ہیں کس کے لئے؟ لِاُولِی الْاَلْبَابِ — مغز والوں کے لئے — اور مغز والا کون ہے؟ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ کھڑے ہوکر بھی، بیٹھ کر بھی، پہلو کے بل بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے — یہ ہے مغز والا — وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زمینوں آسمانوں کے بنانے میں فکر کرتے ہیں — پھر کیا کہتے ہیں؟ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ اللہ! تو نے یہ سب چیزیں بیکار نہیں پیدا کیں سُبْحٰنَکَ تو سب عیوب اور نقائص سے پاک ہے — اللہ! پھر ہم تجھ سے مانگتے کیا ہیں؟ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اللہ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا — یہ ہیں مغز والے — کہ کائنات کو دیکھا، ربِّ کائنات تک پہنچ گئے، کائنات کو دیکھا، خدا کے ساتھ تعلق قائم کر لیا — تو مغز والوں کی تفصیل قرآن یہاں بھی بیان فرماتا ہے۔ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اور نصیحت نہیں حاصل کیا کرتے مگر وہی لوگ جو مغز والے ہیں عقل والے نہیں — مغز والے نصیحت حاصل کرتے ہیں — عقل والے تو وادیوں میں گم ہو جاتے ہیں، مغز والے بات کو سمجھ جاتے ہیں۔

اور وہ کیا کہتے ہیں؟ رَبَّنَا اے ہمارے رب! لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا نہ پھیر ہمارے دلوں کو دیکھا، پھر دل کی بات آئی؛ دل شہنشاہ جو ہوا — لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔ نہ پھیر ہمارے دلوں کو — بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا۔ اس کے بعد کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا — (اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ہدایت کے بعد گمراہی سے بچائے) — ہدایت کا حاصل ہونا بھی مشکل ہے بھائی لیکن ہدایت کا سنبھالنا

بہت مشکل ہے — یاد رکھو — نماز پڑھنی بڑی مشکل ہے، لیکن نماز کو پھر سنبھالنا! یہ اس سے بھی مشکل ہے — اللہ کا ذکر کرنا بڑا مشکل ہے، لیکن اللہ کے ذکر کو پھر سنبھالنا! یہ بھی بڑا مشکل ہے — بایزید بسطامی[7] کے متعلق ہے کہ آپ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خلفاء اور خدام بھی ساتھ تھے (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب بھائیوں کو گناہ کے کاموں سے بچائے۔) (ایسی دعا کیا کریں کہ ہمارا ایمان سلامت رہے، جو کچھ ہم تھوڑا بہت کر لیتے ہیں یہ ضائع نہ ہو جائے۔ یہ بڑی مشکل سی باتیں ہوتی ہیں) — تو ساتھ آپ کے خلفاء اور خدام تھے ایک ان میں حافظ بھی تھا — راستے میں ایک امرد لڑکا آیا، جس کی داڑھی نہیں تھی۔ نوجوان بچہ — وہ جو حافظ صاحب تھے — انسان غلطی کر ہی جاتا ہے — ان کی نظر اس پر پڑ گئی، غلطی کے ساتھ — صرف نظر پڑی — "نکل گئے" وہ ادھر چلا گیا، یہ ادھر چلے گئے۔ شیخ ساتھ تھے۔ شیخ تو بڑی چیز ہے اللہ کے فضل سے شیخ تو شیخ ہے۔ شیخ ساتھ تھے — بایزید بسطامی[7] — آگے چل کر پوچھا۔ کہ حافظ صاحب! طبیعت کا کیا حال ہے؟ مرید بھی مرید باصفا تھا — عرض کیا حضور کام خراب ہی معلوم ہوتا ہے — فرمایا کیا! — بات سارے بیان کر دی — بھائی مرید تھا — مرید کا معنی کیا ہے؟ مرید کا معنی بیمار، شیخ کا معنی معالج — اگر یہ نسبت ہے تو پیر بھی مبارک، مرید بھی مبارک — اگر پیر یہ سمجھتا ہے کہ میرے قابو میں موٹی سی آسامی آگئی ہے مجھے کار خرید دے گا، مربعے لے دے گا، ٹرانسسٹر لے آئے گا، میرے لئے ہیٹر لے آئے گا۔ تو پیر کا کام بھی خراب مرید کا بھی خراب — اگر مرید یہ سمجھتا ہے کہ پیر بنا لیا ہے چلو سب کچھ یہی کرے گا۔ یہ جانے اور اس کا کام جانے — تو جماعت جانے اور "حضرت صاحب" جانیں۔

——— یہ تو وہاں پتہ چلے گا۔ کہ "حضرت صاحب" کہاں بیٹھے ہوئے ہوں گے بخاری کو ذرا دیکھ لیجئے ——— بخاری شریف میں مستقل ایک باب ہے۔ بھائی یہ سب باتیں بڑے دکھ کی ہیں۔ ہم بڑی غلطی پر اس وقت جا رہے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے ——— بخاری کی حدیث ہے۔ بخاری میں ایک باب ہے

كَلَامُ الْاَنْبِيَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ (امت کو بچا)

نبی قیامت کے دن کیا کہیں گے؟ اللہ بچا، اللہ بچا، اللہ بچا ——— سوائے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ——— کیا سمجھے ہو؟ کہا ہے: ہم وہاں پر کسی کو بچائیں گے؟ کون بچا سکتا ہے؟ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔ اللہ کے اذن کے بغیر تو کوئی بول بھی نہیں سکتا ——— لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۔ رب العالمین کی اجازت کے بغیر بول بھی کوئی نہیں سکے گا ——— قرآن دیکھ لیجئے۔ میں سب قرآن ہی عرض کر رہا ہوں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "سناؤ بھائی! کیا حال ہے؟ عرض کیا "حضرت معاملہ خراب ہو گیا ہے" ——— فرمایا "حافظ صاحب! کیا بتاؤں آپ کو؟ تم کیا سمجھتے ہو اس کو؟ اس کی سزا انہیں یہ ملے گی کہ آخر عمر میں تم سے قرآن بھول جائے گا ——— رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا ———

اے اللہ! ہدایت کے بعد ہمارے دل کو نہ پھیر ——— حقیقت ہے میرے بھائی ہم کہتے ہیں عبادت میں مزا نہیں آتا۔ بھائی مزا کیسے آئے؟ کہاں سے مزا آئے؟ دل پھر چکے ہیں، اعمال نکل چکے ہیں، نماز ایک پڑھ لی، گناہ دس کر لیے اللہ تعالیٰ کم از کم نیکیوں اور برائیوں میں کوئی تناسب تو کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔

. نیکی ایک کرتے ہیں گناہ تیس کر لیتے ہیں۔ نیکی بچاری چھپ کر کہاں سر چھپائے گی، گناہوں کی زد سے۔ اس لیے فرمایا رَبَّنَا اے ہمارے رب لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا نہ پھیر ہمارے دلوں کو بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا اس کے بعد کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا۔ ہمیں راستہ دکھا دیا، رستے پر چلا دیا۔ تو ہمارے دلوں کو اب نہ پھیر اور یہ کب ہو سکتا ہے؟ وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ج اور ہمیں بخش دے اپنی طرف سے رحمت، ہم تو اس قابل نہیں، نہ ہم محنت کر سکتے ہیں۔ بلکہ تیری رحمت ہم حاصل کریں۔ تو خود رحمت بخش دے ـــــ اور تُو تو بخشنے والا ہی ہے۔

اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ٥ بے شک تو بہت بخشنے والا ہے ـــــ

وَھَّابُ مبالغے کا صیغہ ہے۔ تجھ سے بڑھ کر بخشنے والا کوئی نہیں۔ اگر تو ہمیں رحمت بخش دے گا، تیری رحمت کی برکت سے ہم گناہوں سے بچ جائیں گے، ہمارے دل نہیں پھریں گے۔ اگر تو نہیں بخشے گا تو ہو سکتا ہے کہ ہمارا دل پھر جائے ـــــ اور بھائی جب دل پھر جائے تو پھر بدن بھی پھر جاتا ہے ـــــ امام الانبیاء کی صحیح حدیث ہے۔ فرمایا اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ ـ اگر وہ ٹھیک ہو سارا بدن ٹھیک ہوتا ہے۔ اگر وہ خراب ہو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے ـــــ

اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ اور یاد رکھو وہ دل ہے اور دل کا دروازہ کیا ہے میرے بھائی؟ آنکھ ـــــ یاد رکھو ـــــ دل کا دروازہ ـــــ آنکھ ـــــ آنکھوں کو بچاؤ گے غیر محرموں سے۔ غیر محرم مردوں سے عورتیں بچائیں گی، غیر محرم عورتوں سے

مود بچائیں گے۔ غلط چیزوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو بچاؤ گے۔ تو انشاء اللہ دل صحیح رہے گا۔ اگر آنکھوں کو نہ بچا سکے تو دل خراب ہو جائے گا۔ دل کی خرابی سے اللہ تعالیٰ سب کو بچائے۔ دل کی بربادی بہت بڑی چیز ہے اور اس وقت جس دور سے ہم جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ بھائی ہمیں سمجھ نصیب فرمائے، ہمارے دل کی بربادی کے سارے سامان ہیں۔ دل کی آبادی کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو ہدایت نصیب فرمائے اور ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پانچواں درس قرآن مجید

منعقدہ ذی الحج ۱۳۸۶ھ مطابق مارچ ۱۹۶۶ء

یہ درس مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کا درس ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــــًٔا ۝

اس درس میں مندرجہ ذیل دینی اور علمی مسائل آگئے ہیں۔

۱۔ سورۃ آل عمران کی آخری آیات اور سورۃ النساء کی ابتدائی آیات کا ربط۔

۲۔ صبر کا وسیع مفہوم اور معنی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب۔
۳۔ مشرکوں کی بے دینی اور دین کے خلاف مہم کا ذکر۔
۴۔ زبان (بولی) کا تعلق دین اور مذہب کے ساتھ
۵۔ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی قرآنی حکمت اور انسانیت کا فائدہ
۶۔ نکاح کس نیت سے کیا جائے۔
۷۔ حق مہر کی شرعی حیثیت۔
۸۔ پاکِ اختیاری اور پاکِ اضطراری کا فرق اور حکم
۹۔ صحابیات کا قرآنی معارف میں ذوق۔

واللہ الموفق

میرے بزرگو اور میرے بھائیو!

آج طے شدہ پروگرام کے مطابق سورۃ نساء کا پہلا رکوع پڑھا گیا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا مربوط اور بابرکت کلام ہے۔ اس کا ہر لفظ، ہر کلمہ، ہر آیت، ہر رکوع، ہر سورت آپس میں مربوط ہیں۔ خواہ وہ ہمارے ذہن میں نہ آسکے۔ اس سے پہلی سورت آل عمران کے آخر میں رب العلمین نے ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اے ایمان والو! صبر کرو، صبر کی تلقین کرو۔ مرابط رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس آیت کریمہ میں صبر کی تلقین دی۔ صبر کرانے کا حکم دیا اور کام میں لگے رہنے کا حکم دیا اور انجام میں فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اللہ سے ڈرتے رہو تمہاری کامیابی کا راز اسی میں ہے۔

آج کی جو آیات پڑھی گئی ہیں ان میں بتایا گیا ہے ہمیں صبر بھی کس چیز پر کرنا چاہیے صبر کی اہمیت اور صبر کی کیفیت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ یعنی جنت کا استحقاق ہو جاتا ہے۔ ان کاموں کے کرنے سے جن میں دل پر بوجھ پڑتا ہو جیسا کہ گناہ پر قادر ہوتے ہوئے گناہ سے رک جانا اور جن کاموں کی طرف انسان کی خواہشات طبعی مائل ہوں ان کے کرنے سے جہنم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ صبر ایسی چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں اپنی تمام خواہشات کو پامال کرنا رسم ورواج کو پامال کرنا، ذاتی منافع کو پامال کرنا، اپنے دل کی چاہت کو پامال کرنا۔ اسی کا نام ہے صبر۔ یہ جو ہمارے معاشرے میں مشہور ہے کہ کوئی مر جائے تو رونا

نہیں چاہیئے۔ صبر کرنا چاہیئے۔ یہ بھی صبر کی ایک نوعیت ہے۔ لیکن صبر ایک اعلیٰ درجہ کا مقام ہے اسی لئے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تو صبر اس صفت یا کیفیت کو کہتے ہیں کہ انسان کے دل پر کوئی ناگوار بات گذرے اور وہ برداشت کر لے۔ آج کی آیات میں بھی کچھ ایسے احکام بیان ہو رہے ہیں جن کے ساتھ اکرنے پر انسان کا دل بطور انسان ہونے کے مائل نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ کا حکم ہے اس لئے اس کو مائل ہونا پڑتا ہے۔ اور جو ان باتوں پر عمل کرے گا۔ اسی کے لئے پھر بہت بڑے درجات ہیں اور وہی متقی اور پرہیزگار ہو گا۔

ارشاد ہوتا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے لوگو۔ یعنی اگر تم میں اگلی صفتیں نہ ہوئیں۔ تو پھر تم "لوگ" ہو "مومن" نہیں ہو۔ حالانکہ خطاب مسلمانوں کو ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے "اے لوگو" یعنی تمہیں مومن تب کہا جائے گا جب تم نے میری باتوں کو مان لیا۔ فی الحال تو تم "لوگ" ہی ہو۔ اگر احکام مانو گے تو مومن ہو گے۔ مومن کا معنی "ماننے والا" "یقین والا" دیکھیں گے تم ان باتوں کو مانو گے یا نہیں مانو گے۔ غور فرمایئے۔ اس سورت کے آغاز سے پہلے سورت آل عمران اس آیت پر ختم ہوئی جماعہ پر عرض کی گئی ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُفْلِحُوْنَ ۝ "اے ایمان والو" اور یہاں سورت نساء میں فرمایا جا رہا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے لوگو! اے انسانو! اتَّقُوْا رَبَّکُمْ۔ ڈرو تم اپنے پالنے والے سے "رب سے ڈرو۔" یہ سب کا مسئلہ آج کل سب سے بڑا نافرمانی کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کو رب نہیں مانتے۔ تو فرمایا کہ تم اپنے رب سے ڈرو۔ کہ تمہارا پالنے والا ہے۔ تم کیسا

اور کو رب مت سمجھو۔ اگر تم نے مال کو رب سمجھا، کھیت کو رب سمجھا، جائداد کو رب سمجھا
تو پھر تم حقوق العباد کو ادا نہ کر سکو گے۔ تم پھر اپنی بہنوں کو حصہ نہ دو گے اور کہو گے
کہ میرا کھیت کم ہو جائے گا۔ تم پھر اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہ کرو گے کہ میرے پاس پیسے
کم ہو جائیں گے۔ تم پھر پیسوں کو رب سمجھو گے، جائداد کو رب سمجھو گے، تو پھر تم اللہ کے
حکم کو نہیں مان سکتے۔ اس لئے اُتَّقُوْا رَبَّکُمْ جو تمہارا رب ہے تم اس سے ڈرو
رب تمہارا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ رَبِّیْ وَرَبُّکُمُ اللّٰہُ میرا اور تمہارا رب کون
ہے؟ اللہ تعالیٰ اس لئے تمہیں سمجھایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تمام تعریفیں
اللہ کا حق ہیں جو پالنے والا ہے جہانوں کا۔ تمہیں سمجھایا کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ
تمہیں سمجھایا کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ہر جگہ رب کا اعلان کرو۔ کہ میرا رب وہی ہے
جو مجھ کو پالتا ہے۔ اس لئے جب کائنات کے کسی فائدے کا میرے خدا کے حکم کے
ساتھ ٹکراؤ ہو جائے گا تو میں خدا کی بات کو ترجیح دوں گا۔

چنانچہ دیکھئے جو پہلی وحی نازل ہوئی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر وہ کیا ہے؟ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ تو پڑھ اپنے
اس رب کا نام جس نے تجھے پیدا کیا اللہ نہیں فرمایا۔ رب سب سے پہلا کلمہ صفات
باری تعالیٰ میں سے جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ وہ
صفت ربوبیت ہے۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علماء تفسیر نے جو روحانیات کے
بھی ماہر ہیں، بڑی عمدہ بات لکھی ہے۔ سمجھانے کے لئے فرمایا کہ دیکھئے ربوبیت کو
مقدم کیا اور تخلیق کو مؤخر کیا۔ تو اپنے رب کا نام پڑھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ یعنی تیری
تخلیق بعد میں ہے۔ تربیت پہلے ہے ہم آج اسی چکر میں تو پڑے ہیں۔ کہ پیٹ

ہوں گے تو کھائیں گے کیا؟ اولاد ہو گی تو کھائے گی کیا؟ فرمایا۔ میں رب پہلے ہوں، خالق بعد میں ہوں۔ تمہارا یہ غلط خیال ہے کہ خالق پہلے ہے "رب" بعد میں ہے تیری تخلیق سے پہلے میں نے تیری تربیت کا انتظام کر دیا ہے۔ بچہ بھی جب پیدا ہوتا ہے تو پہلے ہی اس کے لئے انتظام ہو جاتا ہے۔ اسی کو اللہ کے نیک بندوں نے فرمایا ہے

آں خداوندے کہ فرمود جاں دہد
غم مخور آخر کہ آب و ناں دہد!

جو اللہ تعالیٰ کل تجھے جان دے گا وہ روٹی نہیں دے گا؟ زندگی تو بڑی قیمتی ہے۔ ہماری پنجابی زبان میں کہتے ہیں "چنج دے گا تو چوگ وی دے گا"۔ یعنی جس نے چونچ دی ہے وہ کھانے کو بھی دے گا" جس اللہ تعالیٰ نے زندگی بخشی۔ کیا وہ رزق نہیں دے گا؟

اس لئے یہاں پر فرمایا اُتَّقُوا رَبَّكُمُ ڈرو تم اپنے رب سے رب سے ڈرنے کا مفہوم کیا ہے؟ رب کے عذاب سے ڈرو، رب کی نافرمانی سے ڈرو۔ رب کی ناراضگی سے ڈرو۔ وہ کیسا رب ہے۔ اَلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ وہ تمہارا رب جس نے پیدا کیا تم کو ایک جی سے۔ ایک جان سے اور وہ یوں پیدا کیا۔ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے اسی نفس واحد سے اس کے جوڑے کو۔ اشارہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی طرف کہ اے انسانو! میں نے تم کو حضرت آدم سے پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام میرے حکم سے پیدا ہوئے۔ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ط

آدم خاص نام ہے۔ یہ جو تم نے وغیرہ نہیں ہیں، جو بعض ہمارے بھائی گپ لگا دیتے ہیں آدم ایک خاص مخلوق کا نام ہے جسے ہم نبی سمجھتے ہیں۔ جو سب سے پہلا انسان، سب سے پہلا نبی ہے۔ خداوند قدوس کا ان کے بدن کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنایا۔ پھر اللہ نے کہا زندہ ہو جا۔ انسان بن جا، تجھ میں زندگی آ جائے۔ بس زندگی آ گئی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے بدن سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔ اور پھر وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً ج اور پھیلا دیئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں جن کو تم گن ہی نہیں سکتے۔ تمہاری سب چیزیں غلطی ہوتی ہیں۔ اللہ کی مخلوق کو اللہ ہی جانتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ط فرمایا اس رب سے تم ڈرو جو تمہارا پالنے والا ہے۔ اس میں صفت خلق ہی بیان فرمائی اور پھر خلق میں تشبیہ بھی بیان فرمایا کہ جس اللہ نے مردوں کو پیدا کیا۔ اسی اللہ نے عورتوں کو پیدا کیا۔ تو پھر تم عورتوں کے حقوق کیوں تلف کرتے ہو۔ جس اللہ نے مرد کے وجود سے انسانی کائنات کو پھیلایا۔ اسی اللہ نے عورت کے وجود کو بھی اس انسانی کائنات کی افزائش میں داخل کیا۔ اس لئے دونوں وجود باعث تخلیق انسانی ہیں۔ لہٰذا مرد کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ عورتوں کے حقوق کو ضائع کرے۔ یا عورتوں کے حقوق کو بالکل سمجھے ہی نہیں جیسا کہ اسلام سے پہلے تھا اور آج بھی عورتوں کے حقوق کوئی نہیں ادا کرتا۔ ایک ہے حقوق کو ادا کرنا۔ اور ایک ہے کالۓ کار بنانا۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اسلام نے عورتوں کے سارے حقوق ادا کیئے۔ عورت کو وہ مقام عطا کیا جو اسلام سے پہلے نہ تھا نہ بعد میں ہے۔ چنانچہ اس آیت میں تصریح فرمائی کہ باعث تخلیق انسانی دونوں وجود ہیں۔ مرد بھی اور عورت بھی۔ اس لئے اشارہ کر دیا کہ آگے جو احکام آنے والے ہیں۔ ان کا تعلق عورتوں کے . . . .

احکام کے ساتھ ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝ اور دیکھو ڈرتے رہو اس اللہ سے جس کے نام کا واسطہ دے کر آپس میں ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ جب تم اپنا کچھ حق مانگتے ہو۔ تو کیا کہتے ہو؟ بھائی اللہ کا یہ حکم ہے مانو۔ فرمایا اپنا حق لینے کے لئے تو میرا نام استعمال کرتا ہے۔ اور جہاں دینا پڑے وہاں میرے نام کا خیال نہیں کرتا۔ جہاں لینا ہو تو فتویٰ پوچھتا ہے۔ کہ مولوی صاحب، قاضی صاحب! مفتی صاحب! میرے خسر صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک ہی بیٹی تھی جو میرے نکاح میں ہے۔ میرے خسر صاحب بڑے زمیندار تھے، مجھے ذرا شریعت سے یہ مسئلہ بتائیں قاضی صاحب کتنا حق لگتا ہے، میری بیوی کو میرے خسر کی جائیداد سے؟ یہ تو پوچھتا ہے، کبھی یہ بھی پوچھتا ہے کہ میرے ابا جی مر گئے ہیں۔ میری ایک بہن ہے اور ایک میں ہوں۔ میری بہن کو کتنا حصہ ملتا ہے۔ میرے باپ کی جائیداد میں سے کبھی ہم نے پوچھا ہے؟ وراثت کو مولوی بھی کھا گیا ہے۔ پیر بھی کھا گیا ہے۔ خوانین بھی کھا گئے، چھوٹے بڑے سب کھا گئے، قرآن کا پورا رکوع کھا گئے۔ دیکھ لیں ہم دیتے ہیں جائیداد اپنی بچیوں کو؟ اپنی بہنوں کو؟ اپنی پھوپھیوں کو؟ دادے کی جائیداد سے حصہ دیتے ہیں۔ نہیں دیتے۔

اس لئے فرمایا؟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ اور ڈرو تم اس اللہ سے جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اپنا مطلب پورا کرتے ہو وَالْاَرْحَامَ اور ڈرتے رہو تم رشتوں اور ناطوں کے توڑنے سے۔ ارحام جمع ہے رحم کی۔ رحم کو مت توڑو۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے رحم یعنی رشتے کو پیدا کیا۔ تو رشتے نے رب العالمین کی بارگاہ میں ایک سوال کیا۔ (بڑی لمبی حدیث ہے۔ میں خلاصہ بیان کرتا ہوں۔) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو کیا چاہتا

ہے؟ عرض کی اے اللہ تو نے مجھے تو پیدا کیا۔ لیکن دنیا والے میرا لحاظ نہیں رکھیں گے۔
فرمایا رحم رحمٰن کا ایک حصہ ہے جس نے رحم کو جوڑا اس نے رحمٰن کو جوڑا جس نے رحم کو توڑا اس نے رحمٰن کو توڑا رحمٰن اللہ تعالےٰ
کا اسم صفت ہے تو رحمٰن میں ہے۔ رح م (ان) اس میں الف نون زیادہ ہے۔ رح م
(رحم) پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس لیئے قرآن میں صلہ رحمی اقرباء کے ساتھ تعلقات ان کے حقوق
بڑی کثرت کے ساتھ آتے ہیں۔ قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کو ایک معیاری مقام
عطا ہوا ہے۔ یہاں بھی فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ
ڈرو تم اس اللہ سے جس کا نام لے کر لوگوں سے چیزیں مانگتے ہو۔ ایک دوسرے کو میرے
نام کا واسطہ دے کر تم اپنی مطلب براری کر رہے ہو۔ وَالْاَرْحَامَ اور صلہ رحمیوں کو
توڑنے سے ڈرو۔ رشتوں اور ناطوں کے توڑنے سے ڈرو۔ جب تم نے حقوق ادا نہ کیئے
تو ناطے ٹوٹ جائیں گے۔ بہن کو حصہ نہ دیا تو بہن کے ساتھ رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ بیٹی کو
حق نہ دیا تو بیٹی کے ساتھ رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ بیوی کو حق مہر نہ دیا بیوی کے ساتھ
رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا بے شک اللہ تعالےٰ
تم پر پوری طرح مطلع ہے۔ رَقِیْب مشتق ہے رَقَبَۃ سے۔ رقبہ کہتے ہیں
گردن کو جس طرح کسی کی گردن کسی کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس سے کیسے نکل سکتا ہے؟
وہ ذرا دبائے گا تو سانس نکل جائیگا۔ فرمایا میں تم پر رقیب ہوں۔ میں تم پر پورا نگران
اور نگہبان ہوں۔ تم میرے احاطے سے کہیں باہر نہیں جا سکتے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ تم میرے
حلقہ اثر سے نکل کر کہاں جاؤ گے۔ تمہاری کوئی طاقت ہے کہ میری خدمیت سے کہیں نکل جاؤ؟

میں چاہوں تو ایک لمحے میں تمہیں نیست و نابود کر دوں۔ اس لئے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۔ میں تم پر مطلع اور خبردار ہوں۔

پھر ڈرو کیسے؟ خالی زبان سے کہتے رہو۔ کہ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ نہیں فرمایا کہ ذرا اس مسئلے کو ٹھیک کرو۔ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَھُمْ ۔ یہ دیکھئے — فرمایا تھا کہ صبر کرو — صبر کیسے کرو گے؟ اپنے مال سے حصہ دو دوسروں کو۔ جن کا حصہ بنتا ہے۔ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَھُمْ اور دے ڈالو یتیموں کو ان کے مال، جو پہلے یتیم تھے، اب وہ بالغ ہو گئے ہیں۔ ان کو تم ان کے مال دے ڈالو۔ وہ یتیم خواہ تمہارے چھوٹے بھائی ہوں، تمہاری چھوٹی بہنیں ہوں۔ یتٰمٰی جمع۔ یَتِیْمٌ کی بھی ہے اور یَتِیْمَۃٌ کی بھی ہے یعنی مذکر کی جمع کے لئے بھی یتٰمٰی کا لفظ آتا ہے اور مؤنث کی جمع کے لئے بھی یتٰمٰی کا لفظ آتا ہے۔ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ گندے مال کو مت لو ستھرے کے بدلے میں، تمہارے اپنے حق کا مال ستھرا ہے۔ دوسرے کا مال تمہارے لئے خبیث ہے۔ خباثت کہتے ہیں۔ باطنی نجاست کو۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے نجاست۔ نجاست وہ گندگی ہے جو سامنے نظر آ جائے۔ مثلاً کہیں گوبر وغیرہ گندگی لگ جائے۔ اور خباثت ہے وہ گندگی جو نظر نہیں آتی۔ مگر اندر معاملہ خراب ہے۔ اس لئے جنوں کو بھی خبیث کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم جب کسی جگہ پیشاب کرنے کے لئے جاؤ۔ تو حضور نے آداب ارشاد فرمائے ہیں۔ مگر افسوس آج ان باتوں کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں حدیثوں میں آیا ہے پیشاب یوں کرو، پاخانہ یوں کرو، غسل یوں کرو۔ یہ کیا ہے؟ ارے میاں! محمد رسول اللہ مربی نہیں ہیں؟ ایک آدمی اپنی ماں کو کہہ دے کہ میری ماں کبھی میری

ناک صاف کرتی ہے کبھی میری آنکھیں دھوتی ہے۔ تو کیا وہ ماں کے ساتھ مذاق کر رہا ہے؟ یا ماں کی بے ادبی کر رہا ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ فرمایا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جانوں کے تم سے بھی زیادہ مالک ہیں۔ وہ تو تم پر رحیم ہیں شفیق ہیں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(پ سورۃ توبہ آخر)

وہ تو حریص ہیں۔ ہر چیز بتائی اپنی امت کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حضور شفیق معلم ہیں اس لئے جو بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ حقیقت نبوت کے دشمن ہیں، ترمذی کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا کا طریقہ بتایا حضور نے پیشاب، پاخانہ کرنے کا طریقہ تبلایا تاکہ ہر حال میں پتہ چل جائے۔ کہ یہ مسلمان ہے مثال کے طور پر آپ میں سے ایک دوست سڑک پر سے گذر رہے ہوں دیکھتے ہیں کہ راستے میں ایک شخص پیشاب کر رہا ہے۔ اس کا منہ قبلے کی طرف ہے۔ فوراً یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔ مسلمان ہوتا تو قبلے کی طرف منہ کرکے پیشاب کرتا؟

اب تو مسلمان کرتے ہی قبلے کی طرف منہ کرکے ہیں۔ جو قدریں مسلمانوں نے آزادی سے پہلے محفوظ کر رکھی تھیں اب ہر ہر قدر کو توڑ رہے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ اکثر مسلمان قبلے کی طرف منہ کرکے پیشاب کرتے ہیں۔ پہلے مسجد کے قریب سے باجہ بجا کر کوئی گزرتا تھا؟ مسلمان لڑ پڑتے تھے۔ کہ ہماری مسجد کی تم نے بے ادبی کر ڈالی۔ تقسیم سے پہلے ہندوستان میں فساد ہو جایا کرتے تھے۔ اب مسجد کی دوکانوں میں ریڈیو بجتا ہے محراب میں مولوی صاحب پڑھتے ہیں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ اور باہر

ریڈیو شریف جگنی گاتا ہے۔ مسجد کی دکانوں میں — آپ دیکھتے ہی رہتے ہیں روزانہ — کیا ہم نے مسجد کی بے ادبی نہیں کی۔ جمعے کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ ایک طرف اذان ہو رہی ہوتی ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور دوسری طرف بابو صاحب روٹی کھا رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ زور کا ریڈیو بج رہا ہے اذان کی آواز سنائی ہی نہیں دیتی۔ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا۔ اللہ نے دشمنان دین کی ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ دشمنوں کی نشانی یہ ہے کہ جب تم اذان دیتے ہو، یہ مذاق کرتے ہیں۔ کیا ہم مذاق نہیں کرتے اذان کے ساتھ؟ آج نظریات نکل رہے ہیں قربانی نہ کرو۔ پیسے جمع کرو۔ پھر ایک سینما بنالو کیوں ضائع کرتے ہو پیسے؟ حالانکہ اسی قربانی کے لئے مسلمان ہندوستان میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ عید کے دن باقاعدہ پہرے لگ جاتے تھے۔ کہ آج مسلمان گائے کی قربانی کرے گا۔ ہندو نہیں کرنے دے گا۔ مسلمان جان کی بازی لگا دیتے تھے لیکن قربانی سے نہیں رکتے تھے اور اب ہمارے دماغوں میں یہ جراثیم پیدا کئے جا رہے ہیں کہ نکیریں لگیں نہ کرو، یوں نہ کرو، یوں کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ نصیب فرمائے۔

قرآن فرماتا ہے تم خبیث مال مت لو۔ تم نے بڑی محنت کی ہے۔ یہ خبیث مال لینے کے لئے تم نے ڈھنگ لگائے۔ یتیم کا مال ضائع کیا۔ تم نے غلط گرداوری کے خسرے بنوائے، تم نے پٹواریوں کو رشوت دی، تم نے غلط مقدمے بنائے۔ کس لئے بنائے؟ اتنی محنت کی خبیث مال لینے کے لئے۔ اللہ کے بندے! یتیم کا مال کھاتے ہو محنت کے ساتھ، حرام لیتے ہو محنت کے ساتھ، اسے کہتے ہیں باطنی نجاست، اس ضمن میں ایک حدیث عرض کر رہا تھا۔ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم

پیشاب کے لئے بیٹھو تو کیا کہو؟ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ تعلیم دی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، کتنی پیاری تعلیم ہے۔ حضور انور کے نقش پا پر بھی، اگر ہماری جانیں قربان ہو جائیں تو وہ بھی کم ہیں فرمایا یہ دعا کیا کرو۔ کہ اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، خباثتوں سے اور خبیث چیزوں سے جو مجھے نظر نہیں آتیں۔ عموماً جہاں پر پیشاب پاخانہ کیا جاتا ہے۔ وہاں پر جنات کے ڈیرے ہوتے ہیں، خبیث چیزوں کے، بدروحوں کے۔ تو فرمایا کہ تم وہاں جب پیشاب کے لئے بیٹھو گے۔ تو اس دعا کے کرنے سے تم ان کے حملوں سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ اُمت کا وہاں بھی فکر ہے کہ میری اُمت کسی خطرے میں نہ پڑے۔

اس لئے خبیث، کہتے ہیں میرے بھائیو باطنی نجاست کو۔ تو یتیم کا مال بظاہر نوٹوں کی شکل میں ہو، کھیت کی شکل میں ہو، چارپایوں کی شکل میں ہو وہ تو بظاہر نجس معلوم نہیں ہوتا۔ پاک معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اندر سے خبیث ہے۔ فرمایا تم تکلیف اور بڑی محنت کے ساتھ گندہ مال مت لو۔ پاک مال کو چھوڑ کر، اپنے مال کو چھوڑتے ہو اور خبیث مال لیتے ہو اور یوں بھی مت کرو۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ اور مت کھاؤ تم یتیموں کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر، بے شک یہ تو بہت بڑا وبال ہے۔ یہ وبال تم اپنے گھر میں لے آئے۔ یتیم کے مال کو تم نے اپنے مال میں شریک کر لیا، یتیم کے حق کو ضائع کر دیا۔ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ یہ تو بہت بڑا وبال تم نے اکٹھا کر لیا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر ڈرو تم، تمہیں خوف محسوس ہو اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى

کہ تم یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے یا تم یتیم بچوں کے ساتھ اچھی طرح گذارہ نہ کر سکو گے یا تم یتیم لڑکوں اور لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے ـــــ یہ تعدد ازدواج کا مسئلہ ہے ـــــ فَانْكِحُوْا ۔ پس تم نکاح کرلو مَا طَابَ لَكُمْ جو پاکیزہ ہوں۔ تمہارے لئے از روئے شریعت، یہاں طبعی پاکیزگی نہیں ہے، بلکہ مَا طَابَ لَكُمْ جو عورتیں بہتر ہوں تمہارے لئے شرعی اعتبار سے مِنَ النِّسَآءِ عورتوں میں سے مَثْنٰی دو دو، وَ ثُلٰثَ تین تین، وَ رُبٰعَ اور چار چار ۔ یہ مسئلہ ہے تعدد ازدواج کا جس پر یورپ نے بڑی لے دے کی ۔ پھر ہم بھی لگ پڑے ۔ جو کوئی بات وہاں سے چلے ہم بھی شروع ہو جاتے ہیں ۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہمارا دین ہمارے لئے ہے ۔ ان کو کیا ہے کہ وہ ہمارے دین میں دخل دیں ۔ ان کے ہاں کی رسوم ان کے ہاں کے جو مذہبی نظریات ہیں ہم نے کبھی ان کو نہیں چھیڑا ۔ نہ ہم اپنا حق سمجھتے ہیں ۔ لیکن یورپ اور امریکہ، یہودی اور عیسائی ہمیشہ ہمارے دین میں دخل دیتے ہیں ۔ آپ تو لکھے پڑھے دوست ہیں ۔ آپ کو معلوم ہی ہوگا ۔ کہ اب تو یہودیوں کے باقاعدہ محکمے قائم ہیں ۔ استشراق کی صورت میں "مستشرق" ان عیسائیوں اور یہودیوں کو کہتے ہیں ۔ جنہوں نے کچھ تھوڑا بہت اسلامی علم دین پڑھ لیا ہو، کچھ تھوڑی بہت عربی جان لیتے ہیں ۔ مشرقی زبانیں سمجھ لیتے ہیں ۔ فارسی، اردو، عربی تو پھر وہ ہمارے دین پر تصنیفیں کرتے ہیں اور نام ان کے رکھتے بھی دینی کتابیں دینی عنوان رکھتے ہیں ۔ سیرت النبی نام رکھ دیا قرآن کا ترجمہ لکھ دیا ۔ حدیث کا ترجمہ لکھ دیا ۔ پھر ہمارے بھائی ان کو پڑھتے ہیں ۔ یعنی مولانا مدنی رح کی کتابیں نہیں پڑھتے، حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح کی کتابیں نہیں پڑھتے، حضرت تھانوی رح کی کتابیں نہیں پڑھتے حضرت لاہوری رح کی کتابیں نہیں پڑھتے حضرت رائپوری رح کے مواعظ نہیں پڑھتے یا

کسی اور مسلمان اللہ والے کی کتابیں نہیں پڑھتے مثلاً داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو نہیں پڑھتے کس کتاب کو پڑھتے ہیں ؟ جو یورپ سے ہو کر آئے " اجی فلاں بڑا اچھا آکھر ہے" کیا کرتا ہے ہم — اس نے تو بڑا کمال کر دیا، قرآن کا ترجمہ لکھا ہے۔ دل باغ باغ ہوگیا ہے" یعنی قرآن کو بھی ہم انگریزی میں پڑھنا چاہتے ہیں حالانکہ قرآن تو بلسان عربی مبین ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عربی زبان کو کم از کم تین وجہوں سے پسند کرو ،

(۱) اَنَا عَرَبِیٌ ۔ خود میں عربی ہوں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) وَلِسَانُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌ اور جنتیوں کی بولی بھی عربی ہے۔

(۳) وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌ اور قرآن بھی عربی میں ہے۔

کم از کم ان تین باتوں کا تو خیال رکھو۔ لیکن ہم نے کہا ہم ان تینوں باتوں کو کیا کریں؟ صاحب کی بولی جو انگریزی ہے۔ ہم تو صاحب کی طرف جائیں گے نہ کہ اللہ کے نبی کی طرف۔ (اللہ ہمیں سمجھ نصیب فرمائے کہ ہم دین کی باتوں کو سمجھیں)

علماء نے انگریزی پڑھنے سے نہیں روکا۔ یہ علماء پر غلط الزام ہے (دیکھئے فتاویٰ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء نے کہا تھا انگریزی نہ پڑھو، غلط کہتے ہیں، الزام دیتے ہیں علماء کرام کو، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا فتاویٰ اٹھا کر دیکھ لیجئے، جونہی انگریز ہندوستان میں آیا، ابھی تک یہ باتیں بنی ہی نہیں تھیں۔ انہوں نے اس وقت بھی فتویٰ دیا۔ کہ انگریزی زبان کا سیکھنا جائز ہے مسلمان کے لئے وہ تو بڑے صاحب بصیرت تھے۔ ہماری نظریں زمین پر ہیں۔ ان کی نظریں آسمان پر

بھی ہوتی ہیں۔ وہ تو جو کچھ کہتے ہیں بڑی سوچ سمجھ کے بعد کہتے ہیں۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ۔ فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو۔ وہ جو کچھ کہتا ہے اللہ کے علم کی روشنی میں کہتا ہے۔ علماء اسلام نے کبھی نہیں کہا کہ انگریزی مت پڑھو۔ لیکن یہ کہا ہے کہ انگریزی پڑھو۔ انگریزی دین مت قبول کرو۔ زبان جب آتی ہے تو وہ دین عموماً آ جاتا ہے۔ ترکوں نے لاطینی زبان کو قبول کیا تو ساتھ لادینی بھی آ گئی — لاطینی آئی تو لادینی بھی آ گئی۔ اب دیکھیں ترکی میں کلمہ پڑھنے والے تھوڑے سے لوگ ملتے ہیں — لکھا ہوا کلمہ — زبانی ممکن ہے آتا ہو — میں نے ایک دوست سے سنا ہے ممکن ہے یہ بات غلط ہو۔ نسیم حجازی کی طرف سے انہوں نے نسبت کی کہ نسیم حجازی جب ترکی وغیرہ کی سیاحت کے لئے گئے تو یہ شاہی مہمان تھے۔ تو وہاں یہ لوگ مولانا جلال الدین رومی (المعروف مولانا روم) کے مزار پہ قونیہ میں زیارت کے لئے پہنچے۔ ان کی قبر کا جو لوح مزار ہے اس پر قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں اور شاید کچھ فارسی کے اشعار ہوں گے مثنوی وغیرہ کے — ان لوگوں کے ساتھ حکومت ترکیہ کی طرف سے جو سرکاری راہبر تھا اس کو نسیم حجازی صاحب نے کہا جناب یہ ذرا پڑھیں تو کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا میں تو نہیں پڑھ سکتا یہ کیا لکھا ہے۔ مولانا روم کا مزار سرکاری تحویل میں ہے لیکن ایک ترک نوجوان جو حکومت کے بہت بڑے عہدے پر فائز ہے وہ لوح مزار کی عربی عبارت نہیں پڑھ سکتا۔ آخر یہی تو لکھا ہوگا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ یا یہ ہوگا۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔ معلوم ہوتا ہے لاطینی زبان نے عربی زبان کے تصور کو بھی ترکوں کے دلوں سے نکال دیا — میں خود

تو نسیم صاحب سے نہیں ملا ہوں لیکن جن صاحب نے یہ واقعہ مجھے بتایا انہوں نے بڑے وثوق سے بتایا اور کہا کہ نسیم حجازی صاحب نے خود ان کو یہ سنایا۔ نسیم حجازی صاحب زندہ ہیں، آپ خود ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ یہ باتیں معمولی نہیں ہوتیں میرے بزرگو۔ ہمارے اکابر، علماء حق جو کچھ فرماتے ہیں وہ ہمارے فائدے کے لئے فرماتے ہیں۔ ان کو ہمارے ساتھ کیا عناد ہے؟ کوئی دشمنی ہے؟ وہ تو اس دل کو لیکر آتے ہیں جو جناب محمد رسول اللہ کا دل رحمت ہے تاکہ امت گمراہ نہ ہو جائے۔

بعض نے تو رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ کہ اے اللہ! اگر میرے ایک وجود کے جہنم میں جانے سے امت محمدیہ جہنم سے بچ سکتی ہے۔ تو مجھے قربان کر دو ——— وہ تو اس حد تک کے اونچے لوگ ہوتے ہیں، امت کے لئے دن رات دعائیں کرتے ہیں تو میرے دوستو اور بزرگو وہ جو کچھ سوچتے ہیں ہمارے فائدے کے لئے ہی سوچتے ہیں نہ کہ ہمارے نقصان کے لئے۔

یورپ سے جو بات چلتی ہے ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ پہلے بھی بڑا پروپیگنڈا کیا گیا۔ اور اب بھی کیا جاتا ہے۔ تعدد ازدواج پر ——— قرآن کی نص قطعی ہے۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی اگر تم خوف کرو کہ تم یتیموں میں انصاف نہیں کر سکو گے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج تم دو تین چار تک بیویاں کر سکتے ہو۔ اس میں حکم نہیں ہے۔ اجازت ہے کہ تم کر سکتے ہو ——— اور اس کر سکنے کی حکمت کیا ہے؟ وہ بھی قرآن نے بیان کر دی۔ اور اس کے دو ترجمے کئے۔ ایک ترجمہ کیا حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اور دوسرے علماء نے بھی کیا ہے۔ کہ یہاں پر تعددِ ازدواج پر اجازت ہے۔ یتیموں کے پالنے کے لیئے کہ اگر تمہارے معاشرے میں کوئی عورت بیوہ ہو گئی، چھوٹے چھوٹے بچے رہ گئے تو ان یتیم بچوں کو دیکھے کون پالتا ہے؟ تم اس بیوہ کو اپنے نکاح میں اس غرض سے لے آؤ۔ کہ جب یہ بیوہ میرے گھر کی مالک ہو جائے گی تو اس کے بچے میرے بن جائیں گے میرے گھر میں پرورش پائیں گے۔ بیوہ کی زندگی بھی محفوظ ہو جائے گی۔ بچے بھی پل جائیں گے اس میں کون سا حرج ہے؟ بیوہ کو گھر کا مالک بنا لیا یتیم بچوں کو پال لیا۔ ان کے ساتھ نسبت قائم ہو گئی ماں باپ کی۔ اس میں کون سی کمی ہے۔ اس لئے ربیبہ کا نکاح حرام ہے، قرآن کا نظام تو ہم سمجھتے نہیں، اسی سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری وہ ربیبہ بچیاں جو بیوہ عورت کے ساتھ تمہارے پاس آئیں ان کے ساتھ تمہارا نکاح حرام ہے۔ ربیبہ اس بچی کو کہتے ہیں جو یتیم بچی ہو۔ اس کا باپ مر جائے یا باپ طلاق دے دے۔ اس بچی کی ماں کو اور اس عورت کے ساتھ پھر نکاح کیا جائے تو وہ چھوٹی بچی جو ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں ربیبہ۔ ربیبہ مشتق ہے تربیت سے جس نے اس دوسرے باپ کی گود میں پرورش پائی۔ ماں کے ساتھ شادی ہو جانے کے بعد جب بیوہ کے ساتھ شادی ہو گئی۔ اب اس بیوہ کی لڑکی جو اس کے پہلے خاوند سے تھی یہ اس کی بیٹی بن گئی۔ اس کے ساتھ اب نکاح حرام ہے — کتنا پیارا نظام ہے تربیت؟ پھر تو ہمیں کوئی ضرورت نہ پڑے گی، یہ ہے ہو وہ ادارے کھولنے کی، یہ قتل کاری کے اڈے کھولنے کی کوئی ضرورت نہ پڑے گی۔ اگر ہم اس نظریئے کے ساتھ بیواؤں کے ساتھ نکاح کرنے لگیں۔ اور قوم میں یہ شعور پیدا ہو جائے

کہ بیوہ کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے یتیم بچوں کو گھر کا مالک بنا دیا۔ اس لئے میرا جہاں تک خیال ہے امام الانبیاء سید المرسلین، خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے متعلق آتا ہے کہ حضورؐ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں اور باقی اُمّ سلمہؓ، حضرت خدیجہؓ وغیرہ یہ سب بیوہ تھیں، اُمّ سلمہؓ بیوہ تھیں، حضرت سلمہؓ کو حضورؐ نے پالا۔ حضورؐ کی گودی میں پلے اور ازواج مطہرات کے بچے بچیاں حضورؐ نے پالے۔

ایک یہ ترجمہ ہے وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی اگر تم یہ خوف کرو کہ تم ایسے یتیم بچے کو اور بچیوں کو نہ پال سکو گے تو تم ان کی ماؤں کے ساتھ نکاح کر لو، بیوگی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا، اور یتیموں کی تربیت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ الحمدللہ ہمارے ملک کو اللہ نے مصیبت سے بچا لیا۔ آئندہ بھی اللہ تعالٰی بچائے ہماری افواج پاکستان نے بڑا اچھا کارنامہ انجام دیا اور ہمارے رضاکاروں نے، مسلمان قوم نے، دیگر فقراء نے، اہل اللہ نے بلکہ ہر مسلمان فرد نے گڑگڑا کر جو دعائیں مانگی تھیں وہ اللہ تعالٰی نے قبول کیں، ورنہ میرے بزرگو جہاں پر جنگ ہو جاتی ہے اس کے اثرات اللہ تعالٰی ہی جانتا ہے۔ جا کر ذرا یورپ سے پوچھو، برلن کے بارے میں آپ اخبارات میں دیکھتے ہوں گے۔ آپ مجھ سے اچھا جانتے ہیں بلکہ آپ میں سے تو کسی نے برلن دیکھا بھی ہوگا۔ برلن جرمنی کا دارالخلافہ تھا۔ وہاں ایک دیوار بنی ہے جس نے اس کے دو حصے کر دیئے ہیں، مشرق والے مغرب کی طرف نہیں جا سکتے اور مغرب والے مشرق کی طرف نہیں جا سکتے۔ وہ لوگ دیوار پر چڑھ کر دیکھتے ہیں بلکہ پانی کے جو گندے نالے ہوتے ہیں ان

میں نیچے گھس کر کوشش کرتے ہیں ایک دوسرے سے ملنے کی مگر پکڑے جاتے ہیں۔ ایک شہر، دارالخلافہ، جرمن قوم الیکن جنگ کے بھوت نے ان کو وہ سزا دی کہ آج برلن بھی تقسیم ہے۔ آدھا ادھر ہے آدھا اُدھر ہے اور پھر فن لینڈ یا دوسرے مقامات جہاں بمباری ہوئی ہے (اللہ تعالیٰ تمام اسلامی ممالک کو ایسے مظالم سے بچائے) اب جرمنی میں عورتیں زیادہ ہیں، نوجوان سارے جنگ میں مارے گئے وہ عورتیں کہاں جائیں۔ اگر تعدد ازدواج کا مسئلہ ہو تو عورتیں محفوظ۔ ہم نہیں سمجھتے اس حکمت کو جو محمد رسول اللہ نے فرمائی۔ ہمارا غلط نظریہ ہوتا ہے ہم رسم ورواج میں آکر پھنس جاتے ہیں۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا یَا عَلِیُّ ۔ اے علی (خصوصی خطاب فرمایا) ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھُنَّ ۔ تین باتوں میں دیری نہ کیا کرنا۔

(۱) اَلصَّلٰوۃَ اِذَا اَتَتْ ۔ نماز کا جونہی وقت آجائے فوراً نماز پڑھو، ہو سکتا ہے بعد میں وقت نہ ملے، موت آجائے، کسی اور مصروفیت میں رہ جاؤ۔

(۲) وَالْجَنَازَۃَ اِذَا حَضَرَتْ ، جب کوئی مرجائے نماز جنازہ فوراً پڑھو، دفن کرو، لیامت ٹھہر ٹھہر کر دفن کرو۔

(۳) وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَھَا کُفُوًا ۔ اور بے نکاح خاتون کو فوراً گھر سے نکالو، جب اس کے لئے کوئی مناسب خاوند مل جائے۔ ایّم کہتے ہیں بیوہ کو بھی اور بے نکاح کو بھی، خاوند نہ ہو۔ اب مجھے بھی سوچنا چاہیئے، اور آپ کو بھی ہمارا معاشرہ کدھر جا رہا ہے۔ امام الانبیاء تو فرماتے ہیں کہ بے نکاح کو فوراً گھر سے

نکاح جب مناسب خاوند مل جائے اور مناسبت کس میں ہے ؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ :- امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ لوگ عورت سے چار چیزوں کو مدنظر رکھ کر نکاح کرتے ہیں ۔ کوئی تو مال کے لئے ، کوئی خاندان اور ذات پات کے لئے کوئی حسن و جمال کے لئے اور کوئی اس کی دین داری کے لئے لیکن تیری کامیابی اس میں ہے کہ تو دیندار کو نکاح میں لا ' محنت کے ساتھ ۔

ارشاد فرمایا کسی عورت کے ساتھ لوگ نکاح کرتے ہیں حسن و جمال کے لئے ـــــ اور حسن و جمال کا مظاہرہ تو آج کل بہت ہو رہا ہے ۔ آپ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھیں جیسے پاسپلاٹ ہوتا ہے ۔ ہماری بچیاں رعنا کرتی ہیں اخبار میں ـــــ میں اور آپ بھی جانتے ہوں گے ۔ یہ بڑے دکھ کی باتیں ہیں ـــــ جن شہروں سے اخبارات نکلتے ہیں وہاں بچیاں اس شوق سے کہ میرا فوٹو اور میرا مضمون اخبار میں آ جائے ۔ کچھ تو دوسروں سے مضمون لکھواتی ہیں ' فیسیں دیتی ہیں ، پیسے دیتی ہیں ، منت سماجت کرتی ہیں ۔ اور پھر مضمون لکھوا کر ساتھ فوٹو بھیجیاں کیا وہ اخبار میں آتا ہے ۔ مضمون لکھنے والی کی شبیہہ بھی آ جاتی ہے اور مضمون بھی آ جاتا ہے ۔ پھر وہ خوش ہوتی ہے ۔ ماں باپ خوش ہوتے ہیں ۔ کہ میری بیٹی کا فوٹو اخبار میں آ گیا ۔ اور مضمون بھی آ گیا ۔ اور حدیث کو اٹھا کر دیکھ لیجئے ' خداوند تعالیٰ کی رحمتیں نہیں آتیں بلکہ اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے ـــ وہ

نزڑ جس کو محفوظ رکھنے کا حکم ہے ۔ جس کو پردے میں رکھنے کا حکم ہے ، وہ اخباروں میں آتا ہے اور پھر نیچے وغلط بھی ہوتا ہے ۔

میں یہ باتیں استہزاءً نہیں کہہ رہا ۔ یہ حقیقت ہے ہمارے معاشرے میں یہ بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں ۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن مجید نے تعدّد ازدواج کا مسئلہ جو بتایا اس میں بڑی حکمت ہے ۔ جس جگہ جنگ ہوتی ہے عموماً مرد مارے جاتے ہیں اور عورتیں رہ جاتی ہیں اور اس مسئلے کا شکار آج کل جرمنی ہے ۔ فن لینڈ ہے ۔ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہی ہو گا جہاں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ ہے اور یہ ویسے بھی درست ہے ۔ اس میں کون سی قباحت ہے ۔

دوسرا ترجمہ علماء نے یہ کیا اور یہ بھی صحیح ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى اگر تم خوف کرو کہ تم یتیموں میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح چھوڑ دو ۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر ہم نے یتیم لڑکی کو نکاح میں لے لیا تو چونکہ اس کا باپ نہیں، اس کا سرپرست نہیں اور جب وہ میری بیوی بن جائے گی تو اس کے حقوق نہ ادا کر سکوں گا تو تم اس خطرے کو یوں ٹالو ۔ کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ تم نکاح نہ کرو بلکہ اور عورتیں کافی ہیں تم ان کے ساتھ نکاح کرو فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ اس لئے کہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ کسی خاندان یا قبیلے کا کوئی آدمی جب مر جاتا تھا اس کی چھوٹی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لیا جاتا تھا اور اس کی غرض یہ ہوتی تھی کہ اب ہم حق مہر سے محفوظ رہ جائیں گے ۔ ان کے جو

حقوق ہیں ان کے انکار کرنے سے محفوظ رہ جائیں گے اور ہمارے معاشرے میں بھی یہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے۔ اگر بھائی مرجاتا ہے تو بھتیجی کا ہم اپنے بیٹے کے ساتھ نکاح کر دیتے ہیں۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ باپ اس کا مر چکا ہے یہ کہاں جائے گی۔ بچاری میرے قابو میں رہے گی۔ حالانکہ اس نیت کے ساتھ نکاح کرنا یعنی ظلم کی نیت سے نکاح کرنا عند اللہ حرام ہے نیت نکاح کی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عفت اور امانت نصیب فرمائے۔ نہ کہ یہ نیت ہو کر یہ یتیم بچی ہے۔ اس کو اگر میں نے اپنی بہو بنا لیا۔ یا یتیم بھانجی ہے اس کو اگر میں نے اپنی بہو بنا لیا تو ہو سکتا ہے یہ میرے گھر میں رہے گی۔ میں یا میری بیوی یا میرا بیٹا جتنا بھی ظلم کریں گے یہ برداشت کرے گی۔ کیونکہ اس بچاری کا تو کوئی آسرا ہو گا نہیں حالانکہ قرآن کو دیکھئے فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ خبردار یتیم کو قہر کے ساتھ مت دیکھ۔ یتیم پر قہر کی نظر مت کر اسے مت اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا۔ خواہ وہ یتیم تیرے قبیلے کا ہو۔ خواہ تیرے قبیلے کا نہ ہو۔ کوئی اور ہو۔ مسلمان ہو بلکہ قرآن مجید کے الفاظ کا جہاں تک تعلق ہے میرے بھائی غیر مسلم یتیم کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔ تو تعدد ازدواج کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ اور دوسرا ترجمہ یہ بھی ہوا کہ اگر تم ڈرو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں اگر تم نے یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کیا تو چونکہ ان کے پیچھے کوئی طاقت نہیں ہو گی۔ تم ڈرتے ہو گے کہ ہم ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کا حق ادا نہ کر سکیں گے۔ نان و نفقہ میں یا دوسرے حقوق تو پھر یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح نہ کرو۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ پس اگر تم ڈرو اس بات سے اَلَّا تَعْدِلُوْا کہ
تم عدل قائم نہ رکھ سکو گے، ایک سے زیادہ بیوی ہیں — یہ شرط ہے۔ یہ
خالی مسئلہ نہیں ہے، اسلام نے تو حقوق بیان کئے، اسلام نے تو تمام شرائط عائد
کیں۔ قرآن مجید میں میرے بزرگو نکاح کی پہلی شرط یہ ہے ادائیگی حقوق کا مسئلہ
قرآن میں صاف موجود ہے کہ اگر تمہاری طاقت نہ ہو، بدنی طاقت، مالی طاقت،
اخلاقی طاقت، اگر تمہاری طاقت نہیں ہے تو پھر نکاح مت کرو۔

حدیثوں میں آتا ہے، ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہ اللہ کے نبی میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ "تیرے پاس مال ہے کہ بیوی
کا حق مہر دے سکے؟ عرض کیا "حضورؐ وہ تو نہیں ہے" فرمایا "پھر جا جا کے
محنت کر" عرض کیا "میں محنت کیا کروں؟ میں تو شادی کرنا چاہتا ہوں"
فرمایا کہ "نہیں" — "حضورؐ میں نوجوان ہوں، مجھے گناہ کا خطرہ ہے" فرمایا
عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ ط روزے جا کر رکھ، اپنے نفس کو استری کر، اپنے نفس کی
مرمت کر، روزے رکھ، بجائے اس کے کہ ایک لڑکی کو اپنے گھر میں لا کر نہ اس
کو تو مہر دے، نہ اس کو تو خرچہ دے، نہ روٹی دے، نہ کپڑا دے، اور یہ خوشی
منا کر میں نے شادی کر لی، یہ تو ظلم ہو جائے گا"

میرے دوستو میرے بزرگو! ہمارے معاشرے میں بڑی بہت بڑی قباحت
موجود ہے۔ آج کل تو مہر دیتے ہی نہیں ہم مولوی کا نہیں دیتے تو آپ کیا دیتے ہوں گے۔
پتہ نہیں آپ دے دیتے ہوں گے۔ لیکن مولوی تو چونکہ پڑھا ہوتا ہے اس لئے یہ

اپنے لئے طریقہ نکال لیتا ہے حالانکہ مہر مقرر کرنے وقت جب کہا جاتا ہے دیہات میں کہ بھائی تم وہ مہر رکھو جو مہر ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کا ۔ حضرت فاطمہؓ کا مہر تھا پانچ سو درہم ۔ اس پانچ سو درہم کو اگر ہمارے یہاں کے سکے میں تبدیل کریں تو ۱۳۳ روپے سوا پانچ آنے بنتے ہیں ۔ (پاکستانی روپے = ۵ ¼ آنے ۱۳۳ روپے) یہ مہر کس کا ہے؟ سیدالرسلؐ کی اس بچی کا جس کے متعلق فرمایا سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ اور جس کے متعلق فرمایا ۔ فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّي مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي

فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ۔ جس نے اسے دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا ۔ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ۔ اس فاطمہ کا مہر کتنا ہے؟ ایک سو تینتیس روپیہ سوا پانچ آنے ۔ اور ہماری بیٹیوں کا؟ کتنا مہر؟ " جناب دس ہزار لکھ دیجئے " " دس ہزار؟ " " چلو آٹھ ہزار کر دو " " ارے اتنا زیادہ؟ " " چلو بادشاہو پانچ ہزار کر دو ' میں بھی آخر خاندان قبیلے والا ہوں ، کس نے دینا ہے اور کس نے لینا ہے؟ " دو میاں بھی مہر باندھے ہوتا ہے ۔ وہ بھی کہہ دیتا ہے " لکھ دو جناب پانچ ہزار لکھ دو " " ارے دو گے بھی؟ " " کس نے دینا ہے اور کس نے لینا ہے؟ میرے باپ نے نہیں دیا تو میں کہاں دوں گا؟ " یہ رونے کی باتیں ہیں آپ ہنستے ہیں ۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے نکاح تو کر لیا اور حق مہر بھی مقرر کر دیا ۔ حق مہر مقرر کرتے وقت یہ خیال تھا دل میں کہ میں مہر دوں گا نہیں صرف وقت کو ٹالتا ہوں ۔ قیامت کے دن وہ زانیوں کی صف میں کھڑا ہوگا ۔ دیکھو حدیثیں ہیں ۔ یہ معاملات کی باتیں ہیں ۔ یہ

ہے اسلام کا نظام حیات، یہ ہے اسلام کا نظام زندگی۔ فرمایا کہ مہر پہلے دو۔ مہر کی طاقت نہیں تو نکاح نہ کرو۔ اس لئے مہر میں اجازت دی، کم از کم مہر کتنا ہے؟ دس درہم (ہمارے اڑھائی پاکستانی روپے بنتے ہیں ــــ اور زیادہ؟ جتنا تمہاری مرضی ہے رکھ لو لیکن تم ادا کرو، دو لاکھ رکھو، پانچ لاکھ رکھو، کروڑ رکھو۔ دس کروڑ رکھو۔ جائز ہے لیکن ادا کرو۔ نام مت خوش کرو۔

یوپی کے بعض دوست یہاں پر موجود ہوں گے۔ بہار کے علاقے کے۔ میں نے پڑھا ہے کسی کتاب میں کہ جب وہ مہر مقرر کرتے ہیں دیہاتوں میں، شہروں میں بھی کرتے ہوں گے۔ تو وہ پوست کے ڈوڈے لے آتے ہیں۔ پوست کے ڈوڈے میں خشخاش ہوتی ہے۔ تو مہر مقرر کرتے وقت کہتے ہیں کہ جتنے اس پوست کے ڈوڈے میں خشخاش کے دانے ہیں اتنے ہزار مہر ہے میری بیٹی کا۔ وہ کہتا ہے مجھے قبول ہے۔ یہ کیا لغویت ہے؟ یہ کیا بے ہودگی ہے؟ مہر تو متعین کرو۔ قرآن میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا (یہ بچیوں کی مجلس بھی ہے اس لئے میں دینی باتیں ایسی بھی کہہ دیتا ہوں) حضرت عمرؓ نے شاہی فرمان نافذ کیا کہ کوئی آدمی نکاح میں مہر فاطمی سے زیادہ مہر مقرر نہ کرے۔ یعنی پاکستانی روپے ۱۳۳-۵-۴۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اپنی بچیوں کے نکاح میں ایک سنت تو ادا کریں۔ یہ بھی نیک فال ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ نیک فالی ہے۔ جب ایک شخص اپنی بچی کا نکاح حضرت فاطمہؓ کے مہر کے مطابق کرے گا۔ تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ چل کر اس کی یہ بچی حضرت فاطمہؓ کے نقش قدم پر چلے۔ بہترین فال لی ہے میرے دوستو! ایک آدمی نے دس ہزار

روپے اپنی لڑکی کا مہر لکھوالیا۔ رات کو جا کر وہ بچی مرگئی۔ دس ہزار کے لیئے وہ چکر مارے گا، اُسے کون دے گا؟ یہ سب باتیں محض توہمات ہیں، اور خدا کے ذہن سے دوری کے اسباب ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا، کہ کسی عورت کا مہر مہر فاطمی سے زیادہ نہ ہو۔ ایک بوڑھی عورت مدینہ کی۔ حاضر خدمت ہوئی اور کہا "اے عمر! تُو نے اسلام کے خلاف فیصلہ دیا، تُو نے قرآن کے خلاف فیصلہ دیا"۔ (بچیاں، بوڑھیاں بھی قرآن جانتی تھیں) یہ صرف مدینے کی بات نہیں تھی، سارے عرب میں یہ بات تھی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفے کی جامع مسجد میں تقریر فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قرآن فرماتا ہے کہ جو عورت مصنوعی زیب و زینت کرے گی اس سے اللہ ناراض ہو نگے۔ مصنوعی زیب و زینت، مصنوعی بال لگا ناد لگاتی ہیں ہماری بچیاں بھی آج گل بیل بوٹے گدوانا (اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے) ہماری حالت بڑی خراب ہو چکی ہے۔ میں کیا عرض کروں، دل میں بڑا درد ہوتا ہے۔ جب ہم ان حالتوں کو دیکھتے ہیں نہ کچھ کہہ سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں ے

بسے نادیدنی را دیدہ ام من

مرا اے کاشکہ مادر نہ زادے

جو نہ دیکھنا تھا وہ بھی آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ کیا کیا جائے۔ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ اللہ ہم کو دل سے دین قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم قوال تو ہیں فعال نہیں ہیں۔ کہتے سب کچھ ہیں کرتے کچھ نہیں۔ کرتے وہی ہیں جو دل میں آتا ہے۔ خدا ناراض ہوتا ہے۔

عبداللہ ابن مسعودؓ نے منبر پر بیٹھ کر ایک تقریر فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں اس عورت پر خدا ناراض ہوتا ہے جو مصنوعی زیب و زینت کرے۔ ایک بوڑھی نے آکر سوال کیا " اے ابن مسعود! میں نے سارا قرآن پڑھا ہے۔ کہاں لکھا ہے؟ آپ فرماتے ہیں " ہاں! قرآن میں یہ پڑھا ہے آپ نے وَمَا

اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (پ ۲۸ حشر آیت)

جو اللہ کا رسول حکم دے اُسے قبول کرو۔ اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔ تو یہ حدیث قرآن ہی تو ہے۔ کہنے لگی میں سمجھ گئی تو نے ٹھیک کہا" آج کہتے ہیں حدیث کیا بلا ہے؟ (نعوذ باللہ) تو حضرت عمر فاروق نے حکم دیا۔ کہ کوئی نکاح مہر فاطمی سے زیادہ نہ ہو۔ ایک بوڑھی آئی " عمر! تو نے قرآن کے خلاف حکم دیا ہے" اس وقت ہماری بچیاں بھی، بوڑھیاں بھی قرآن جانتی تھیں۔ آج قرآن سے نفرت ہے۔ مرد نہیں پڑھتے، عورتیں کیا کریں۔ بچاری عورتوں کے دل میں دین کا جذبہ یقیناً زیادہ ہے بہ نسبت مردوں کے۔ ان میں صلاحیت ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ دیکھتی ہیں کہ بابو صاحب بھی ایسے ہی ہیں تو ان کو کیا ضرورت ہے۔

حضرت عمرؓ نے اس بوڑھی عورت سے کہا۔ کہاں ہے؟ اس نے کہا کیا نہیں قرآن میں؟ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا اَتَاْخُذُوْنَہٗ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا" اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم بیوی کو طلاق دو، جب تم نے نکاح کیا۔ نکاح کے بعد نوبت طلاق کی پہنچ گئی۔ تمہاری شادی ہو چکی تھی اور تم نے اپنی بیوی کو قِنْطَارًا مال کا ڈھیر حق مہر میں دیا تھا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا اس سے کچھ چیز واپس مت لوٹاؤ۔ تو قرآن تو کہتا ہے کہ مہر میں ڈھیر سونا بھی دینا جائز ہے اور تم کہتے

ہو کہ مہر فاطمی سے زیادہ نہ ہو" فرمایا۔ بس میں سمجھ گیا۔ اور فرمایا کہ بہتر یہی
کہ مہر فاطمی رکھو۔ لیکن اگر زیادہ رکھو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ ادا کر سکو۔ ادا نہیں کر سکتے
تو پھر دو آنے بھی مہر رکھنا حرام ہے۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ فقہاء حنفیہ
کے نزدیک آسانی کے لئے دس درہم کم از کم مہر ہے۔ اور دس درہم شرعی
جو ہے ۲/۱ ۲ روپے بنتے ہیں۔ جتنا دے سکتا ہے دے۔ قریفہ تو ادا کر سے
رکھ دیئے دس ہزار اور دیتا ایک دمڑی بھی نہیں۔ تو قرآن اسی کو فرماتے ہیں فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اگر تم ڈرو اس بات سے کہ تم عدل نہ کر سکو گے ایک سے
زیادہ بیوی میں یا ایک بیوی کو تم نہیں رکھ سکتے یا حق مہر ادا نہیں کر سکتے فَوَاحِدَۃً
تعدد ازدواج کی یہ شرطیں ہیں۔ ویسے ہی جائز نہیں۔ کیا اسلام نے لیکن جائز ضرور ہے
اور ان شرطوں کے ساتھ ہو تو پھر حرج بھی کوئی نہیں۔
اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اور اگر تم ایک بیوی کا خرچ ادا نہیں کر سکتے
تم مکان نہیں دے سکتے۔ تمہارے پاس لباس ایسا نہیں ہے تو پھر کیا کرو؟ اَوْ مَا
مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یا نکاح کر لو ان لونڈیوں کے ساتھ جن کے مالک ہیں تمہارے
ہاتھ۔ کسی مسلمان کی لونڈی کے ساتھ نکاح کر لو۔ لونڈی کے حقوق (حرہ) آزاد عورت کے
حقوق سے کم ہیں۔ یہ مسئلہ تفصیلی ہے۔ میں پھر عرض کروں گا۔ ذٰلِکَ
اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ یہ بات زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ظلم نہ کرو۔ ظلم سے
بچو۔ چار بیویاں کر لیں، ظالم بن گئے، دو بیویاں کر لیں ظالم بن گئے، ایک بیوی کر کے
ظالم بن گئے، لونڈی کر لو۔ اگر لونڈی بھی نہیں کر سکتے تو نکاح ہی نہ کرو۔ روزے رکھو اپنے
نفس پر قابو پاؤ۔ خدا سے ڈرو، اللہ کا ذکر کرو۔ رب العلمین کی اطاعت کرو۔ اور

دعائیں کرو۔ جب تمہارے پاس مال ہو جائے حق مہر ادا کرنے کے لئے بیوی کے نان نفقے کے لئے تو پھر نکاح بھی کر لو۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط اور دو تم اپنی بیویوں کو ان کے حق مہر نِحْلَةً دل کی خوشی کے ساتھ ۔۔۔ دیکھا ۔۔۔ اٰتُوا دے دو والو ۔ النِّسَآءَ ۔ بیویوں کو ۔۔۔ صَدُقٰتِهِنَّ ان کے حق مہر ۔ صَدُقٰتٌ جمع ہے صَدُقَة کی ۔۔۔ صَدُقَة کہتے ہیں حق مہر کو ۔ یہ تصدیق کرتا ہے نکاح کی کہ نکاح دل سے کیا ہے ۔ بیوی کو مہر دے نِحْلَةً ط دل کی خوشی کے ساتھ ۔۔۔ دے دو حق مہر ۔۔۔ اب اگر تم نے حق مہر دے دیا ، بیوی واپس کرتی ہے ، پھر فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ پس اگر وہ چھوڑ دیں تمہارے لئے کچھ مہر اس مال میں سے دل کی خوشی کے ساتھ فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا پس کھاؤ تم اس مال کو رچتا ہوا اور دل میں بھاتا ہوا کھاؤ ۔ پھر جائز ہے تمہارے لئے لیکن شرط یہ ہے کر دو ۔۔۔ یہ بالکل اختیاری ہے بھائی ۔

ہمارے ہاں کیا رواج ہے ؟ ہمارے ہاں جب نکاح ہو جاتا ہے تو پھر ہم امام صاحب کو بلاتے ہیں یا پیر صاحب کو ۔۔۔ اللہ اماموں کو اور پیروں کو بھی ہدایت دے ۔ وہ پھر جا کر بیٹھتے ہیں ۔ رات کو شادی ہوئی ۔ صبح پھر ہم مولوی صاحب کی دعوت کرتے ہیں ۔ مولوی صاحب کی جیب میں دو روپے ڈال دیئے ۔ مولوی صاحب پھر وعظ کرتے ہیں اور بچی کو سمجھاتے ہیں یعنی دلہن کو ۔ " اے بچی تم اس گھر میں آگئی ہو ۔ تمہارے سسر صاحب بڑے نیک آدمی ہیں ، ابھی سے بے ایمانی شروع کر رہے ہیں ۔ کہ تمہارا خاوند بڑا نیک ہے ۔ بڑا پابند ہے شریعت

کے احکام کا۔ دیکھو تم اس گھر میں نووارد ہو، تم اپنا حق مہر معاف کر دو۔ "تاکہ تمہارا صدقہ خیرات بھی لگ سکے، دیکھو میں تمہیں خدا کا حکم سناتا ہوں" — ارے مولوی صاحب، ہلاں صاحب! یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ ظلم نہیں کر رہے تم؟ دھوکہ دے رہے ہو، تم ایک بچی کو۔ وہ بچی شرم کے مارے کہہ دیتی ہے اچھا جی میں نے معاف کیا۔ یہ پھر خوش ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کو دو روپے ٹکرا دیئے پٹواری کی طرح، مولوی صاحب نے دو روپے لے لئے اور عورت کا حق مہر ضائع کر دیا۔ کبھی نہیں معاف ہو سکتا۔ اس طرح اٰتُوا النِّسَآءَ پہلے حق مہر دے ڈالو، بیوی کی جھولی میں مہر ڈال دو۔ کہ یہ تمہارا مہر ہے۔ اب وہ کہتی ہے، کہ میں نے کہاں جانا ہے۔ میری زندگی اسی گھر میں کٹے گی، میں سارا تجھے بخشتی ہوں، تب بھی ٹھیک ہے کچھ دے دے، تب بھی ٹھیک ہے، لیکن تم دو تو سہی۔ دیتے ہی نہیں تو بخشوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ غصب حرام ہے۔ یہ ملک اضطراری ہے بھائی۔ ملک اضطراری کسے کہتے ہیں؟ وہ بے شک لے، تم اس کے گھر پہنچا دو، بیوی نہ بھی لے، تب بھی اس کو دو۔ اٰتُوا۔ دے دو، وہ قبضہ کر لے۔ اس کے ہاتھ میں چیز پہنچ گئی۔ اب وہ کہتی ہے۔ میں نے تجھے مہر بخش دیا۔ یہ بالکل حلال ہے دیا ہی نہیں، کہتا ہے "جیب میں رکھا ہے۔ لو گی؟ اگر لینی ہو۔ تو پھر رفعہ لو اور چلو نکلو" وہ کہتی ہے "نہیں میں کہاں لیتی ہوں۔ میں توبہ کرتی ہوں، میں نے تو اسی گھر میں رہنا ہے" بتاؤ یہ ہم نے دیا؟ ظلم نہیں کیا ہم نے؟ بہنوں کو ہم کہتے ہیں کہ باپ کی جائداد سے حصہ لینی ہو؟ اگر لیتی ہو۔ تو میں دیتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد پھر منہ نہ دکھانا۔ اس گھر میں آکر، میں تیرا بھائی نہ ہونگا۔"

ارے بہن کا مال کھانے والے! دوسروں کی بہن کا مال کھانا حرام ہے اور اپنی کا حلال ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق صحیح طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین

چھٹا درس قرآن مجید

منعقدہ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق اپریل ۱۹۶۶ء

یہ درس مندرجہ ذیل آیات پر مشتمل ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا
حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ
تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ
فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ
الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ
فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ط وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

اس درس میں مندرجہ ذیل علمی اور دینی فوائد کا ذکر ہے۔

۱۔ سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورۃ النساء کا باہمی ربط

۲۔ سب معاشی مسئلوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ کو رَبّ ماننے سے ہوسکتی ہے۔

۳۔ ذکر مولانا محمد جعفر اور ان کے رفقاء کا، ذکر مولانا عبیداللہ سندھی کا۔

۴۔ قرآن کا نصیحت کے لئے آسان ہونا اور معارف قرآنی کے لئے علوم و قواعد کی ضرورت۔

۵۔ وراثت کے دو بنیادی اصول

۶۔ استاذ کا احترام اور ہارون الرشید کی علم نوازی کا قصہ

۷۔ یتامیٰ کی تربیت پر تعلیمات قرآنی اور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک واقعہ۔

واللہ الموفق

میرے بزرگو اور میرے بھائیو!

آج پھر گذشتہ ماہ کے بیان کا بقیہ حصہ عرض کرنے کے خیال سے سورۂ نساء کے پہلے رکوع کے آخری حصّہ کی تلاوت کی گئی ہے۔ آج کوشش کی جائے گی کہ یہ مضمون پورا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے مسلمانوں کو اپنی ذات پر یوں ایمان لانے کا حکم فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سب تعریفیں حق ہیں اس اللہ کا جو پالنے والا ہے۔ جہانوں کا۔ اس پر میں سورہ فاتحہ کے درس میں بہت کچھ عرض کر چکا ہوں۔ اسلام نے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی تعلیم سب سے پہلے دی پھر اس کے بعد سورۂ بقرہ جو شروع ہوتی ہے۔ اس میں بھی آپ ملاحظہ فرمائیں۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

سورت فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کو رب مانا گیا۔ اللہ تعالیٰ رب العلمین ہیں سب جہانوں کے پالنے والے ہیں، پروردگار ہیں اور سورت بقرہ میں جو قرآن مجید کی سب سے پہلی بڑی سورت ہے اس میں ارشاد فرمایا کہ مومن، متقی اور پرہیزگار جو قرآن کی ہدایت سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ نماز کو قائم کرتے ہیں وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اور اللہ کے نام پر دیتے ہیں یعنی وہ اللہ کو رب مانتے ہیں۔ اس لئے مال کے ساتھ لگاؤ نہیں رکھتے۔ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں

وہاں وہ مال کو اپنے آپ سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سورت آل عمران جو سورت بقرہ کے بعد قرآن مجید کی تیسری سورت ہے اس میں بھی دیکھئے اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ سے قرآن مجید کو شروع فرمایا وہ یہ ہیں الٓمّٓ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ حیات دینے والا، حیات بخشنے والا، نظام عالم کو قائم کرنے والا قیام السمٰوٰت والارض۔ زندگی جس کے قبضے میں ہے وہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اکابر کی دعاؤں سے جو کچھ سمجھایا میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ سورت فاتحہ میں ربوبیت پر ایمان، سورت بقرہ میں اس کا عملی مظہر اور سورت آل عمران میں ربوبیت کا جو نتیجہ ہے زندگی کا حاصل ہونا، زندگی کی پائداری اور استواری کا پیدا ہونا۔ فرمایا زندگی دینے والا بھی میں اور قیوم بھی میں۔ زندگی اگر میں نہ دوں تو کوئی نہیں دے سکتا۔ زندگی دوں اور میں تھاموں نہ تو دنیا میں کوئی نظام بھی نہیں سکتا۔ حیات دینے والا بھی اللہ تعالیٰ اور حیات کو تھامنے والا، باقی رکھنے والا بھی اللہ تعالیٰ عزّ اسمہ،

میرے بزرگو! ان ساری چیزوں کو آپ غور میں رکھ لیں تو پھر ہم اس بات کو سمجھ جائیں گے کہ سورت نساء میں جو اللہ تعالیٰ نے بیگانہ مال کھانے سے منع فرمایا، حکم دیا کہ یتیموں کا مال نہ کھائے، بیواؤں کا مال نہ کھائے، مال وراثت نہ کھائے، عورتوں کے حقوق تلف نہ کرے، حقداروں کے حقوق تلف نہ کرے یہ ساری ایک کڑی بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان بالربوبیت لانے کی کہ اللہ تعالیٰ کو جب ہم رب مان لیں گے تو بتایئے پھر ہم بیگانہ مال کھائیں گے؟

ہم یہ جتنی گڑبڑ کرتے ہیں مالیات، اقتصادیات اور معاشیات کے مسئلے میں تو میرے بزرگو، میرے دوستو! ہمارے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے (اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی حرام کھانے سے بچائے) ہمارے ذہنوں میں یہ بات ہوتی ہے۔ کہ اگر یہ رزق نہ ہوا تو بس میں مر جاؤں گا۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رزق میں دیتا ہوں، بغیر رزق کے بھی میں زندگی دے سکتا ہوں۔ اگر چاہوں تو رزق سامنے ہو اور زندگی نہ ہو۔ ہمارے کتنے بھائی بیمار ہوتے ہیں (اللہ بیماروں کو شفا بخشے) گھر میں ایک چیز پکتی ہے، بچے کھاتے ہیں، تندرست کھا جاتے ہیں۔ لیکن ان بیچاروں کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔ کہ تم یہ چیز نہ کھاؤ۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے حضور کی دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ۔ اے میرے اللہ! کوئی نہیں روک سکتا لِمَا اَعْطَیْتَ جس کو تو جو کچھ دے۔ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ اور جس چیز کو تو روک دے، کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ دیکھ لیجئے (اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا بخشے، یہ کبھی کبھی باتیں مثالوں کے لئے بیان ہوتی ہیں، کسی کے ساتھ طنز یا نعوذ باللہ کسی کی ہتک مقصود نہیں ہوتی۔ مومن کا تو اکرام کرنا مسلمان کا فریضہ ہے) ترکی کے صدر آج تک صاحب فراش ہیں، نہ حیات آتی ہے اور نہ موت آتی ہے لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی۔ کیا دنیا کی کوئی طاقت ہے کہ اجل کو آگے لے جائے یا پیچھے کر دے۔ محیی ہے کہ نہیں؟ زندگی دیتا ہے۔ قیوم ہے، حیات

ہے۔ زندگی ہے۔ سانس آتا ہے جاتا ہے۔ نہ اس بچارے کو دفن کر سکتے ہیں اور نہ اس بچارے کو کرسی پر بٹھا سکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ اس کے حال پر بھی اور سب بچاروں کے حال پر رحم و کرم فرماتے) ہمارا بھائی ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ رب العالمین نے جو بات سمجھائی قرآن تو صداقت کی کتاب ہے۔ ہمارے بعض دوستوں میں سے غلطی سے کسی نے کہا یہ طب کی کتاب ہے۔ کسی نے کہا یہ فلسفے کی کتاب ہے۔ اپنے اپنے ذہن کے مطابق رجماً بالغیب کرتے رہے حالانکہ میرے دوستو قرآن تو ھُدًی لِلنَّاس ہے۔ قرآن تو ہدایت ہے۔ اَلْقُرْاٰنُ مُبِیْن کھول کھول کر باتیں بیان کرتا ہے۔ جس کی ہدایت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

اگر رب العالمین کو ہم رب مان لیں تو ہماری ساری مشکلات آسان ہو سکتی ہیں، اگر رب العالمین کو رب نہ مانیں تو کوئی مشکل بھی حل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کو رب مان لینے کے بعد، اللہ تعالیٰ کو زندگی دینے والا مان لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کو قیوم مان لینے کے بعد، رب العالمین پر ایمان کامل رکھنے کے بعد انسان کو وہ سکون حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا میں نہ کسی کو مارنے والا سمجھ سکتا ہے اور نہ کسی کو زندگی دینے والا سمجھ سکتا ہے، نہ کسی کو عزت دینے والا سمجھ سکتا ہے نہ کسی کو ذلیل کرنیوالا سمجھ سکتا ہے۔ اس کا پھر ایمان ہو جاتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ٘ بِیَدِكَ الْخَیْرُؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پ ۳ ع ۱۱۔

حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب علم الصیغہ ہمارے ہاں پڑھائی جاتی ہے۔ صرف کی کتاب ہے۔ بڑی اچھی کتاب ہے، ان کو اور چند اور علمائے حق کو اور ان کے ساتھ چند امراء حضرات بھی تھے۔ رئیس لوگ، پہلے زمانے کے امراء بھی بڑے دیندار ہوتے تھے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو دیندار بنائے) ان کے دلوں میں بھی دین کا بہت بڑا جذبہ ہوتا تھا۔ آپ اپنی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں جہاں جہاں علماء ہیں وہاں ساتھ امراء ہیں۔ امراء نے علماء کے ساتھ مالی تائید کی اور علماء نے اپنے دین کو پھیلایا، علم کو پھیلایا، دونوں نے مل کر اسلام کی گاڑی کو چلایا۔ اگر امراء کو نکال دیا جائے تو علماء بیچارے کچھ نہیں کر سکتے اور علماء کو نکال دیا جائے تو امراء بیچارے کچھ نہیں کر سکتے، حق حلال کی دولت ملتی ہے ساتھ آکر تو پھر کام بنتا ہے۔ آج بھی اس دنیا میں اللہ کے ایسے بندے ہیں جو اپنے مالوں کو دین کے لئے نچھاور کر رہے ہیں (اللہ ہمارے سب امیروں کو دین کے لئے مال کو خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے) یہی مال بھائی باقی رہنا ہے) باقی مال تو ویسے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بوجھ ہے انسان کے لئے۔

تو اس زمانے میں جسے کہ انگریز نے غدر کا نام دیا ــــ دھوکا ــــ بھائی ہم نے دھوکا کیا ہے۔ یا ان بے ایمانوں نے دھوکا کیا ہے؟ یعنی ۱۸۵۷ء کی جو جنگ ہوئی ہے اس میں دھوکا انگریز نے کیا ہے یا ہم نے کیا ہے؟ یہ بے ایمان آیا تجارت کے بہانے سے اور ہندوستان پہ دو سو سال تک حکومت کر گیا۔ ہمارا خون بھی چوس کر چلا گیا۔ دھوکہ باز تو یہ تھا نہ کہ ہم۔ انگریز مورخ نے اس جد و جہد کو غدر کا نام دیا۔ اور ہم بھی کہتے ہیں کہ غدر ہے۔ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)

غدر کیسے ہوا ؟ وعدہ شکنی کیسے ہوئی ؟ مسلمان تو اپنی آزادی کے لئے لڑے، مسلمانوں نے کہہ دیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور ہم اپنی آزادی کے لیے لڑیں گے۔ چنانچہ مسلمان لڑے، مسلمان شہید ہوئے، بظاہر مسلمانوں کو ناکامی حاصل ہوئی۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ سو ڈیڑھ سو سال کے بعد انگریز ہندوستان سے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزادی نصیب کی اور اس کے نتیجے میں پاکستان جیسی عظیم سلطنت کا مالک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بنا دیا۔ یہ سب ان حضرات کی برکتیں ہیں اور ان کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس کے اور بھی نتائج ہمیں ملیں اور ان کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

میں بات یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اَلْحَیُّ اور اَلْقَیُّوْمُ ہے۔ زندگی دینے والا، تھامنے والا جسے اللہ تعالیٰ زندگی دے، کوئی مار نہیں سکتا، جسے اللہ تعالیٰ مارے کوئی زندگی نہیں دے سکتا۔ (یہ سب درس قرآن ہے) اس زمانے میں جب مقدمہ چلا حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری اور چند دیگر علماء پر انبالے کی عدالت میں۔ انبالے کی عدالت نے آپ کو سزائے موت کا حکم دیا۔ ایک کتاب چھپی ہوئی ہے "کالا پانی" اب بھی ملتی ہے۔ تیسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔ بڑی اچھی کتاب ہے، پڑھنی چاہیئے، اپنے بزرگوں کے حالات پڑھا کریں۔ جن لوگوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر اللہ کے دین کو بچایا۔ ان کی باتوں کو پڑھنا بہت زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔

جب سزا ملی اور جج نے حکم دیا کہ میں آپ کو موت کا حکم دیتا ہوں۔ تو مولانا ہنس پڑے۔ وہ انگریز جج بڑا غصے ہوا۔ کہ میں موت کا حکم دے رہا ہوں اور

آپ ہنستے ہیں۔ فرمایا میں تیری حماقت پر ہنستا ہوں۔ (آپ اندازہ لگائیں ذرا ان کچہریوں کا۔ جہاں انگریز حاکم ہوں، جلاد اور صیاد حاکم ہوں تو کیا حال ہوگا اس رعب کا، اس غصے کا۔ مگر مومن کے دل میں جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؐ راسخ ہو جاتا ہے تو پھر اس کے دل میں کسی فانی طاقت کا رعب باقی نہیں رہتا)

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے کہ ۱۹۱۳ء سے لیکر ۱۹۳۹ء تک جہاد کی زندگی گذاری اور پورے مجاہد ہی تھے (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو پُرنور فرمائے) انہوں نے لکھا اپنی ذاتی ڈائری میں جو چھپ چکی ہے، چھپی ہوئی ملتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں جب سب سے پہلے بیعت ہوا اپنے شیخ سے سندھ میں تو انہوں نے مجھے طریقہ قادریہ راشدیہ کی تلقین فرمائی (یہ ہمارے بعض بھائی جو ذکر کے ساتھ تمسخر اور مذاق کرتے ہیں وہ سوچیں کہ جب تک اللہ کا ذکر حاصل نہ ہو کچھ بھی نہیں حاصل ہو سکتا ہے

جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضایع است
جز سرِ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است

عبید اللہ سندھی جسے دنیا کے لوگ بہت بڑا مفکر تسلیم کرتے ہیں جن کا نام تمام اقوامِ عالم میں گونجا ہوا ہے — اس وقت بھی — یہ عبید اللہ سندھی آپ جانتے ہیں کون تھے؟ ان کے باپ سکھ تھے۔ اور یہ خود بھی سکھ تھے۔ سکھ سے مسلمان ہوئے ہیں — نومسلم — جب بیعت کی حضرت شیخ کے ہاتھ پر اور انہوں نے طریقہ قادریہ راشدیہ کی تعلیم فرمائی تو فرماتے ہیں کہ پہلے ہی سبق سے میرے دل سے غیر اللہ کا خوف

نکل گیا۔ پہلی ہی دفعہ جب حضرت شیخ نے مجھے سکھایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط تو میرے دل سے غیر اللہ کا خوف نکل گیا۔ غیر اللہ کا خوف تو جب رہتا ہے۔ جب اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق نہیں ہوتا۔ اللہ کے ساتھ تعلق ہو تو پھر غیر اللہ کا خوف باقی نہیں رہ سکتا۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری اور ان کے دوسرے ساتھی ہنس پڑے تو مجسٹریٹ نے جو انگریز تھا کہا۔ کہ میں آپ کو موت کا حکم سناتا ہوں اور آپ ہنستے ہیں؟ فرمایا میں تیری حماقت پر ہنستا ہوں۔ تیری اس بات سے مجھے ہنسی آتی ہے کہ میری زندگی اور میری موت تیرے قبضے میں نہیں ہے' یہ ہو سکتا ہے کہ میں زندہ رہوں اور تو مر جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اُن لوگوں کو جن کو پھانسی کا حکم دیا گیا تھا کچھ دنوں کے انتظار کے بعد انگلینڈ سے حکم آیا۔ کہ اب مسلمانوں کو اور قتل کرنا چھوڑ دو۔ ہم کافی بدنام ہو چکے ہیں۔ ان کو عبور دریائے شور کی سزا دو۔ کالے پانی بھیج دو۔ چنانچہ ان کی سزا کو یوں منسوخ کیا خود بخود حکومت وقت نے اور وہی انگریز مجسٹریٹ جس نے مولانا کو حکم دیا تھا کہ آپ کو میں موت کی سزا دیتا ہوں' پاگل ہوا اور اس کو اس کے بیٹے نے پستول سے ہلاک کر دیا۔۔۔ مولانا لکھتے ہیں جس وقت انبالے کے ریلوے سٹیشن پر ہم گاڑی میں سوار ہو رہے تھے کالے پانی جانے کے لئے تو ریلوے سٹیشن پر مجھے پتہ چلا کہ وہ مجسٹریٹ جس نے مجھے موت کا حکم دیا تھا اپنے بیٹے کے ہاتھوں رات کو ہلاک ہو چکا ہے۔

تو اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے میرے بزرگو

اور دوستو حیّ القیوم مان لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالیات کا مسئلہ سمجھایا کہ دیکھو مال کے چکر میں مت پڑو، مال تمہارے لئے ذریعۂ معاش ہے۔ لیکن اس مال میں قوت، اس مال میں برکت، اس مال میں اثر پیدا کرنے والا کون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے۔ مال حاصل کرو، مال سے فائدہ اٹھاؤ، لیکن ساتھ ساتھ یہ ضرور دیکھو کہ جس نے تمہیں مال بخشا ہے وہ تم سے کہیں ناراض تو نہیں ہو رہا۔ تمہارے ہاں جو مال آنے کا طریقہ اور ذریعہ ہے وہ کسی اور کی بددعائیں تو لے کر نہیں آ رہا۔

میرے دوستو اور میرے بزرگو سچ یہ ہے آپ دل میں سوچ لیں کہ ایک بھائی (اللہ تعالیٰ سب کو حرام کھانے سے بچائے) اگر کسی یتیم کا مال غصب کرتا ہے تو وہ یتیم بددعا نہیں کرے گا؟ یہ خوش ہوتا ہے کہ میں نے اپنی کوٹھی بنالی، کار لے لی، مزدوروں کی رقم اس میں آگئی، غریبوں کے پیسے آگئے، رشوت کے پیسے آگئے۔ بیگانہ مال آگیا۔ تو جہاں کئی انسانوں کے ہاتھ کھڑے ہوں بددعا کے لئے تو بھائی اس مال میں برکت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے تو فرمایا اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ اے مسلمان مظلوم کی بددعا سے بچ۔ اس لئے کہ مظلوم کی دعا کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ یہ براہِ راست اللہ کے حضور پہنچتی ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید!

مظلوم کی بددعا سے بچ ——— مظلوم کون ہے؟ مظلوم وہی ہے جس

کا مال غصب کیا جائے ۔ اور اسی ضمن میں قرآن مجید نے بڑی تاکید فرمائی ۔ خصوصیت سے میرے بزرگو یتامی کے ساتھ ، بیکسوں کے ساتھ ، اسلام پہلا دین ہے جس نے صحیح طور پر یتیموں کی پرورش کی ، جس نے صحیح طور پر بیکسوں کی تربیت کی ، جس نے صحیح طور پر نظام کو قائم کیا ۔ مجھے بتا دیا جائے کہ آج دنیا میں وہ کون سا نظام ہے جو اسلام سے بہتر ہے ، مگر افسوس تو یہ ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

ہم خود اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں ، قرآن کو صرف دیکھ کر پڑھ لیتے ہیں ۔ (وہ بھی کوئی سعادت مند) اللہ تعالیٰ آپ بھائیوں کی اس محنت کو قبول فرمائے ۔ کہ آپ میں یہ شوق ہے ۔ قرآن سننے کے لئے آ جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنی رحمتوں سے نوازے اور قرآن بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ ورنہ آج دیکھئے کون ہے قرآن سننے والا ۔ کون ہے قرآن پر عمل کرنے والا ! جب ہم خود ہی نہ کریں تو بیرونی لوگ پھر کیا عمل کریں گے ۔

قرآن کریم کی سورتِ نساء کے اس آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نے مالی نظام کے متعلق اپنے ارشادات فرمائے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۔ لِلرِّجَالِ ـ مردوں کا ۔ نَصِيبٌ ـ ایک خاص حصہ ہے ـ مِمَّا ـ ہر اس چیز سے تَرَكَ الْوَالِدَانِ ۔ جس کو چھوڑ کر مر جائیں ۔ ماں باپ ـ وَالْأَقْرَبُونَ ـ اور بہت قریبی رشتے دار

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ ۔ اور عورتوں کا بھی حصہ ہے ۔ مِّمَّا ہر اس چیز سے تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ جس کو چھوڑ کر مرجائیں ماں باپ اور بہت قریبی رشتے دار مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ہر اس چیز سے جو تھوڑی ہو یا زیادہ ہو نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا یہ حصہ رب العالمین کی طرف سے فرض کیا جا چکا ہے ۔

پہلے فرمایا کہ یتیموں کے مال نہ کھاؤ ۔ اب یتیموں کے مال مقرر کئے جب کوئی آدمی مرجاتا ہے اس کی اولاد کوئی بالغ ہوتی ہے ۔ کوئی نابالغ ہوتی ہے ۔ ویسے یتیم کا لفظ بالغ پر نہیں بولا جاتا ۔ لفظ یتیم اصطلاحی طور پر اسی پر بولا جاتا ہے جو نابالغ ہو ۔ لڑکا ہو یا لڑکی ہو ۔ لڑکی کو یتیمہ کہتے ہیں اور لڑکے کو یتیم کہتے ہیں اور جمع دونوں کی یتٰمٰی آتی ہے لفظ یتٰمٰی میں یتیم لڑکے بھی آ گئے اور لفظ یتٰمٰی میں یتیم لڑکیاں بھی آ جاتی ہیں ۔ تو میرے دوستو اور میرے بزرگو ۔ جب باپ مر گیا ۔ اب چھوٹے بچے اور بڑے بچے ، چھوٹی بچیاں اور بڑی بچیاں رہ گئیں ۔ عموماً یہ ہوتا ہے ۔ کہ اولاد کچھ بالغ ہوتی ہے کچھ نابالغ ہوتی ہے ۔ کبھی اولاد میں سے مرد ہی مرد ہوتے ہیں ۔ کبھی عورتیں ہی عورتیں ہوتی ہیں اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کچھ بیٹے ہو گئے کچھ بیٹیاں ہو گئیں ۔

اسلام سے پہلے اور اس وقت بھی بعض ادیان میں قانوناً یہ بات ہے کہ جو بڑا بیٹا ہوتا ہے اس کو بہت مال مل جاتا تھا یا سارا مال مل جاتا تھا ۔ جو لڑنے والے ہوتے تھے وہ مال لے جاتے تھے اور جو نہیں لڑ سکتے تھے وہ مال سے

محروم رہ جاتے تھے اور بیٹیوں کا تو نام و نشان ہی نہ تھا۔ آج ہماری بعض بچیاں بھی اسلام کے خلاف لب کشائی کر دیتی ہیں حالانکہ سب سے بڑا محسن نسوانیت اسلام ہے۔ دنیا میں کوئی مذہب عورتوں کا خیر خواہ نہیں جس نے عورتوں کو عصمت دی ہو۔ جس نے عورتوں کو ستر دیا ہو۔ جس نے عورتوں کو حیا دی ہو۔ جس نے عورتوں کو ایمان دیا ہو۔ جس نے عورتوں کو مال دیا ہو۔ بتائیں کوئی دنیا میں اور مذہب ہے۔

یہ کیا عورتوں کے حقوق کا تحفظ ہے؟ عورتوں کو بر سر بازار نچا لیا۔ عورتوں کے چہروں کو ننگا کر دیا۔ عورتوں سے اپنی اغراض نفسانی پوری کروالیں، یہ عورتوں کے حقوق ہیں؟ عورتوں کے حقوق تو یہ ہیں کہ ان کو گھر کا مالک قرار دیا جائے۔ عورتوں کا حق تو یہ ہے کہ ان کو مال وراثت دیا جائے۔ عورتوں کے حق تو یہ ہیں کہ ان کو ماں سمجھ کر احترام کیا جائے، بہن سمجھ کر احترام کیا جائے، بیٹی سمجھ کر پیار کیا جائے یہ عورتوں کے حقوق ہیں۔ بتائیے اسلام کے برابر محسن انسانیت کوئی اور مذہب ہے دنیا میں؟ یہ ہمارے قریب کا ملک جسے بھارت کہتے ہیں جو بھارتی وزیر سے پاکستان کے خلاف آج اپنے دانت تیز کر رہے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کے مکروں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے)

میرے دوستو اور بزرگو! آپ تو لکھے پڑھے دوست ہیں مجھ سے بہتر آپ جانتے ہیں۔ یہ ہندو۔ ان کے ہاں کیا رسم تھی؟ جب کسی کا خاوند مر جاتا تھا۔ تو بیوی بھی ستی ہو جاتی تھی۔ اپنے خاوند کے ساتھ زندہ جلا دی جاتی تھی۔ اس رسم بد کو سب سے پہلے اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے مٹایا۔ آج ہندوستان کی کروڑہا عورتیں اورنگ زیب کا یہ احسان نہیں

جلا سکتیں۔ اگر ہندوستان میں اسلام نہ آتا تو آج تک یہ عورتیں خاوندوں کے ساتھ جلتی رہتیں۔ قرآن نے تو صاف آکر کہہ دیا۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ط پ ۲ ع ۱۴

جب خاوند مر جائے تو بیوی صرف چار ماہ دس دن تک انتظار کرے اور خاوند کا سوگ منائے۔ چار ماہ دس دن کے بعد بیوی آزاد ہے۔ دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ تو بتاؤ اسلام نے حق دیا عورتوں کو یا کسی اور نے؟ دوسرے دینوں میں تو یہ تھا کہ عورت جل جائے۔ اسلام نے کہا کیوں جلے؟ وہ تو اپنی موت مرا ہے۔ یہ چار ماہ دس دن انتظار بھی اس لئے کرے کہ وراثت کا مسئلہ ہے۔ ایہ میں پھر کبھی عرض کروں گا۔ کہ یہ چار ماہ دس دن کیوں عدت وفات مقرر کر دی گئی ہے۔ جبکہ عدت طلاق تین مہینے ہے)

تو عورتوں کو سب حق اسلام نے دیئے۔ سب سے پہلے چنانچہ اس آیت میں بھی قرآن نے فرمایا کہ چھوٹے ہوں کہ بڑے ہوں، مرد ہوں کہ عورتیں ہوں۔ جب ان باپ مر جائیں تو مِمَّا تَرَكَ جو کچھ بھی وہ چھوڑ کر مریں گے۔ اس میں ان کا حصہ ہوگا۔

ہمارا اپنا یہ حال ہے اللہ تعالیٰ میرے آپ کے سب کے حالوں پر رحم و کرم فرمائے) بھائی مسلمان قرآن کا پورا رکوع کھا گیا ہے۔ وراثت کا مسئلہ ـــ نہ مولوی دیتے ہیں، نہ پیر دیتے ہیں، نہ راہبر لوگ تو خیر دیتے ہی نہیں۔ ان کے ہاں تو اپنا معاشی نظام ہی الگ ہے۔ ہم مولوی نہیں دیتے اپنی بہنوں کا حصہ، ہم پیر نہیں دیتے اپنی بہنوں کا حصہ۔ تو یتیموں کا مال کھایا کہ نہ کھایا؟

قرآن فرماتا ہے مِمَّا تَرَكَ ۔ یہ "مَا" عموم کے لئے ہے
کچھ چھوڑ کر مر جائے مرنے والا ۔ اس کے ساتھ نسبت ہو اقربیت کی، یا نسبت
ہو نسب کی، یا نسبت ہو ازدواج کی ـــــ وراثت کے تین پہلو ہیں، تین رشتے
ہیں وراثت کے ۔

(ا) نسب ۔ باپ مر گیا ۔ بیٹا وارث ہوگا، بیٹی وارث ہوگی ۔

(ب) اقربیت (بہت قریب) باپ مر گیا بیٹا وارث ہے ۔ اقرب ہونے کے
لحاظ سے بھائی مر گیا، اس کی اولاد نہیں ہے ۔ بھائی وارث ہے اقرب ہونے
کے لحاظ سے ۔ اور

ج ۔ تیسرا رشتہ ہے زوجیت کا ۔ خاوند مر گیا بیوی وارث ہے، بیوی مر گئی ۔ خاوند وارث
ہے ـــــ یہ تین رشتے ہیں جن کی بنا پر ایک انسان دوسرے انسان کا وارث
ہو سکتا ہے ۔

تو قرآن فرماتا ہے مِمَّا تَرَكَ ـــ یہاں دو باتیں ہیں میرے دوستو
اور میرے بزرگو! ـــــ ایک ہے مِمَّا ہر اس چیز سے (اکثر یہاں پر میرے
دوست لکھے پڑھے علماء اور طلباء بھی ہوں گے ۔ اللہ ان کی محنتوں کو قبول
فرمائے) مِمَّا تَرَكَ ۔ جس چیز سے ـــــ یہ مَا عموم کے لئے ہے
اگر ایک سوئی بھی چھوڑ کر مر گیا باپ، اس میں بہن بھی وارث ہے، بھائی بھی
وارث ہے ـــــ مِمَّا ـــــ اگر کپڑوں کا جوڑا چھوڑ کر مر گیا ۔ جس چارپائی پر
مرا ہے وہ چارپائی بھی تقسیم ہوگی ۔

یہ غلط خیال ہے، بعض لوگ کہتے ہیں ۔ کہ "پیدا کردہ" نہیں ہیں "ارے بہن کو

حصہ دیا ہے؟ "کیا وہ ابا کی پیدا کردہ تھی؟" تو پھر تو اُس کا پیدا کردہ ہے؟" ہم عجیب ڈھنگ بنا لیتے ہیں۔ بہنوں کا مال کھانے کے لئے ہم آدم خور بن گئے۔ اپنی بہن کا مال کھا لیا اور وہ بھی وہ مال جو میرے باپ نے کمایا جیسا میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں میری بہن بھی اس کی بیٹی ہے۔

تو قرآن نے فرمایا مِمَّا تَرَكَ ہر اُس چیز میں سے، یہ ما عموم کے لئے ہے۔ کچھ بھی چھوڑ کر مر جائے، وارث ہوگی۔ اور پھر فرمایا تَرَكَ۔ جو چھوڑ کر مرے (لوگ کہتے ہیں قانون نہیں بتایا، کیوں نہیں بتایا؟) کوئی عمل کرنے تو تب۔۔۔ قانون تو بنا ہے، عمل کی بات ہے۔ علمائے اسلام نے ہمارے لئے بنا بنایا کھانا پیش کر دیا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فصل بویا، اُس سے غلہ نکلا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اُس کا آٹا بنایا، امام ابو حنیفہؒ نے اس آٹے کو گوندھا، اُن کے تلامذہ امام محمد امام ابی یوسف اور امام زفر وغیرہم نے اُس آٹے سے روٹی پکائی اور اُمت کے سامنے پیش کر دی کہ لو بھائی کھاؤ۔۔۔ ہم کہتے ہیں "نہیں کھاتے اس پر امریکہ کی مہر نہیں ہے۔"۔۔۔ دیکھ لیا امریکہ کو؟ علماء نے نہیں کہا تھا۔ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ پ۶ ع۱۲

اے مسلمانو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ ہم نے کہا قرآن کو شاید تاریخی باتیں نہ معلوم ہوں، یہ تاریخ نہ جانتا ہو، ہم نے اللہ کی بات کو نہ مانا۔ الحمد للہ کہ ہم امریکہ کی شیطانی سے بروقت متنبہ ہو گئے۔ ورنہ پتہ نہیں، ہمارا کیا حال ہوتا۔ قرآن مجید نے بتایا کہ نہیں بتایا؟

تو میرے دوستو! علمائے اسلام نے یہاں پر لکھا ہے مِمَّا تَرَكَ ہر اس مال سے جو چھوڑ کر مرے، مرنے والا۔ اس میں وہ انعامات، وہ عطایا اور وہ بخششیں نہیں آتیں جو مرنے کے بعد کسی کو ملیں۔ مثلاً ایک آدمی کسی فرم میں ملازم تھا، کسی ادارے میں ملازم تھا، فوج میں ملازم تھا۔ مرنے کے بعد اس کی بیوی کے نام پر اس فرم نے، ادارے نے یا حکومت نے کچھ روپیہ مقرر کر دیا۔ کہ ہم تجھے دو ہزار روپیہ انعام دیتے ہیں، یا دو سو روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ اب اس حصے میں باقی وارث شریک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مِمَّا تَرَكَ نہیں ہے، یہ مرنے والا چھوڑ کر نہیں مرا، اگر وہ چھوڑ کر مرتا۔ تو پھر وارث ہوتے۔

دوسری چیز قرآن مجید نے اس میں یہ فرمائی وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۔ اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے۔ مرد بھی حصے دار ہیں باپ کی وراثت سے، عورتیں بھی حصہ دار ہیں اپنے باپ کی وراثت سے۔ لِلنِّسَاءِ کا لفظ بیٹیوں پر بھی بولا جاتا ہے، بہنوں پر بھی بولا جاتا ہے اور عورتوں پر بھی بولا جاتا ہے۔

تیسری چیز میرے بزرگو جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی اور آج اس کے متعلق ہمارے بعض دوست خامہ فرسائی کر رہے ہیں۔ وَالْأَقْرَبُونَ لفظِ اقرب پر غور فرمایئے۔ آپ میں سے لکھے پڑھے دوست ہوں گے۔ قرآن مجید جن الفاظ کو استعمال فرماتا ہے ان سے بہتر کوئی اور لفظ نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھیں یہ میری ایک عرض ہے اور مشورہ ہے۔

میرے بزرگو، میرے دوستو! قرآن مجید کا ترجمہ کرتے وقت اگر اللہ تعالیٰ نے خود علم عطا فرمایا ہے تو اصول ترجمہ کو ملحوظ رکھا کریں۔ اگر نہیں تو پھر ان لوگوں کے تراجم دیکھیں جنہوں نے قرآن کے ان آداب کو، ان علوم کو تو پڑھا ہو ــــ میرے دوستو اور میرے بزرگو! قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے دو پہلو ہیں۔ ایک ہے وعظ اور نصیحت کا وہ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے۔ قرآن نصیحت کے لئے بہت آسان ہے، قرآن کھولو، کوئی آیت پڑھ لو، اگر دل میں ذرا بھی ایمان ہوگا، تو بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا پ۹ الانفال شروع

فرمایا مومن کی نشانی یہ ہے جب میرا نام آ جاتا ہے، دل ڈر جاتے ہیں، جب میری آیتیں پڑھی جاتی ہیں ایمان بڑھنے لگ جاتا ہے ــــ قرآن مجید وعظ اور نصیحت کے لئے بڑا آسان ہے۔ لیکن قرآنی احکام، قرآنی معارف، قرآن مجید کے مسائل کا استنباط، قرآن مجید سے اصول کا استنباط، احکام کو مرتب کرنا، حکموں کا بتانا، امت کے لئے هُدًى لِّلنَّاس کی شکل میں قرآن کا پیش کرنا، قرآن کو تعلیمی شکل دینا یہ میرے بزرگو بڑا ہی مشکل کام ہے۔ جب تک کہ وہ سارے علوم انسان کو حاصل نہ ہوں۔ جن علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔

دیکھئے اس وقت سب سے لاٹانی کتاب قرآن مجید ہے۔ جس کا جی

چاہے "تفسیر" لکھ دے، کوئی پوچھتا نہیں ـــــ سب سے زیادہ مظلوم کتاب قرآن مجید ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ظلم کرنے سے ہم کو بچائے، اللہ اس کو ہمیں اپنا قائد اور امام بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے دوستو! انگریزی میں اگر ہم کوئی بات لکھیں تو ڈکشنری (DICTIONARY) دیکھنی پڑھتی ہے۔ لیکن قرآن کی "تفسیر" لکھو، جو مرضی ہو لکھ ڈالو۔ اور اگر اسلامی تعلیمات کے خلاف لکھا۔ تو دنیا میں "محقق" مشہور ہو جاؤ گے۔ بڑے "محقق" ہیں کیا "تحقیق" کی؟ ابھی آج تک مولوی ڈراتے رہے ہیں۔ کہ نمازیں پانچ فرض ہیں۔ یہ نئے "محقق" صاحب آ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ نہیں صرف تین ہی فرض ہیں۔"
"واہ بھائی واہ بات ہوئی کتنی بڑی تحقیق کی محقق صاحب نے"

ابھی پرسوں ۲۲ اپریل کو اخبارات نے اقبال مرحوم کی یاد میں خاص نمبر شائع کئے اور میں "کوہستان" کا اقبال نمبر پڑھ رہا تھا۔ اس میں اقبال کا ایک خط بنام سید سلیمان ندویؒ شائع ہوا ہے۔ اقبال بچارا بھی بڑا مظلوم ہے۔ ہم نے اس کے کلام سے جو بات بنتی ہو بس اقبال کا حوالہ دے دیا۔ اس کی قبر پر پھول چڑھا دئے۔ بھائی بات تو اطاعت سے بنتی ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو بات بنے گی۔ گفتے پر عمل ہو، نہ کہ خالی پھول چڑھا دیئے جائیں، پھول چڑھانے سے کیا بنتا ہے؟ ابا جی کھانا مانگیں، بیٹا روٹی دو۔ اور کہتا ہے "صدقے تیرے نام سے" ہمارے ہاں پنجابی میں عام طور پر یہ رواج ہے۔ کہ جب کسی بزرگ کا نام لو مثلاً شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا نام لو تو کہتے ہیں "صدقے ہیں اس نام کے" کیا

ہوگا ان صدقے صدقے کی گردانوں سے ؟ بھائی ! شیخ صاحب تو نماز پڑھا کرتے تھے اور تُو عمل سے کورا ہے۔ اور صرف " صدقے تیرے نام کے " کہہ کر حیلہ بنا رکھا ہے۔ عمل ذرا بھی نہیں ہے۔ نہ قرآن مجید کی تعلیمات پر، نہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر۔ لیکن ہم نے یہ ڈھچر بنا رکھا ہے۔ جو ڈھچر نہ صحابہ نے بنایا نہ تابعین نے بنایا اور نہ تبع تابعین نے بنایا۔ وہاں تو یہ حال ہے کہ ایک ایک آیت کو سمجھنے کے لیے آٹھ آٹھ سال لگاتے ہیں اور قوت عمل ہیں اتنے پکے ہیں جو آیت سنی اس پر عمل کیا اللہ ہم سب کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے)

میں اقبال کے خط کا ذکر کر رہا تھا۔ جو انہوں نے سید سلیمان ندوی کے نام لکھا، اور وہ "کوہستان" کے اقبال نمبر کی پرسوں کی اشاعت میں چھپا ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس وقت دُنیا میں "تجدد" کا فتنہ سر اٹھا رہا ہے " تجدد" کا معنی ہے کہ نیا دین بنانا یعنی دین کی مرمت کرنا ــــــ اور مرمت کیسے کرو ؟ جو بات مشکل معلوم ہو۔ اُس کو نکال دو۔ یہ ہے مرمت۔ اب صبح کی نماز ذرا مشکل معلوم ہوتی ہے اور عشاء کی نماز بھی بڑی مشکل ہے۔ تو یہ کہہ دو کہ یہ دونوں نمازیں نہ پڑھو۔ صرف تین ہی پڑھ لو، بات بن گئی ــــ اور حج کے متعلق اتنا دُور دراز جانے کی کیا ضرورت ہے ؟ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ــــ اور یہ قربانی ؟ اس کی کیا ضرورت ہے ؟ خواہ مخواہ بکرا ذبح کرتے ہو۔ یہ پیسے جمع کر لو۔ اور ایک ہوائی جہاز یا جیپ خرید لو ــــــ اسلام تو بڑا آسان سا مذہب ہے۔ مولوی نے خواہ مخواہ اس کو مشکل بنا دیا ہے۔

الحمد للہ اسلام کا الزام مولوی کے سر پر بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسلام

کا تاج ہے۔ مولوی کے سر پر کہ اسلام کو قبول کرنے والا مولوی، اسلام کو پھیلانے والا مولوی۔ اسلام کی اشاعت کرنے والا مولوی (اللہ تعالیٰ ہم مولویوں کو اسلام کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے) ہم اس سے خوش ہیں۔ یہ تو ہمارے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ اللہ کے ذکر کا ہمیں سوالی سمجھا جائے۔ قرآن پڑھنے والا سمجھا جائے قرآن پڑھانے والا سمجھا جائے۔

اقبال نے لکھا سید سلیمان ندوی کو کہ اس وقت ایک فتنہ پنپ رہا ہے دنیا میں —— دین کا تجدد —— دین کو ماڈرن رنگ میں پیش کرنا —— لکھتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ البانیہ میں مسلمانوں میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے اور اس نے یہ کہا ہے کہ نماز کے لئے وضو کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوہستان میں تھا — کیا خوب کہی —— اگر وضو ضروری نہیں تو پھر نماز کی بھی کیا ضرورت ہے۔ خدا تو بالکل قریب ہے جیسا کہ ہمارے ہاں بعض "ولی" اور "منزلی" ہیں یعنی بتکلف "ولی" بننے والے —— مسلمان بھی عجیب اللہ کی مخلوق ہے۔

میرے دوستو اور بزرگو! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آخری وقت تک نماز نہ چھوڑیں۔ راتوں کو حضورؐ رب کے سامنے اتنے سجدے کرتے تھے۔ ساری ساری رات حضورؐ کھڑے ہوتے تھے۔ بخاری میں موجود ہے حَتّیٰ وَرِمَتْ قَدَمَاهُ۔ یہاں تک کہ حضور کے قدموں پر ورم آ گیا۔ ایک حدیث میں آتا ہے حَتّیٰ تَشَقَّقَتْ قَدَمَاهُ۔ حضورؐ کے پاؤں مبارک ورم کی وجہ سے پھٹ گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے

عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم! اتنی تکلیف؟ فرمایا۔ عائشہ! اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ؁ میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

بنا دٹی دینوں کو دیکھو تو عجیب نقشہ ہے "یہ نماز معمول نہیں پڑھتا؟" "اجی! یہ تو پہنچ گئے ہیں" — کہاں پہنچا ہے؟ جہنم کے کون سے دروازے پر پہنچا ہے؟ (اللہ مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) میرے بزرگ اور میرے بھائی! جو محمد رسول اللہ کا باغی ہے وہ کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے، ایک پیسے کا بھی نہیں ہے۔ پیسے سے بھی کھوٹا ہے۔

اقبال لکھتا ہے کہ ابا پیروالوں نے وضو کو اڑا دیا۔ اس لئے تجدد کا فتنہ اٹھ رہا ہے اس کو دور کیا جائے۔ اس کے کچھ آثار اب ہمارے ملک میں بھی ہیں۔ ہماری اس غربت سے ہماری ذہنی پریشانیوں سے بعض لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور اس فتنے کو کھڑا کیا (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس فتنے سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنی محنت کو ادھر نہ لگائیں۔ کیونکہ یہ دین نہیں مٹے گا ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چودہ سو سال سے تو آ رہا ہے آگے بھی جائے گا۔ یہ اللہ کا دین ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ؁ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؁ — یہ دین کبھی نہیں مٹ سکتا۔ محمد رسول اللہ کا

دین باقی رہے گا ۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ ایک قوم نے اگر دین کو چھوڑ دیا ۔
وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ ۝ ۔ دوسری قوم کو اللہ تعالیٰ کھڑا کر دے گا ۔ تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم خود اس دین کے نگہبان بنیں ہم خود اس دین کے پاسبان بنیں اور جیسا کہ پاکستان کی نشاۃ ہیں ہے ۔ کہ پاکستان کا معنیٰ کیا ؟ ۔۔۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اس پاکستان سے وہ منبع نکلے کہ محمد رسول اللہ کی حدیثوں کو جلوہ گر کیا جائے ۔ نہ کہ ان کے خلاف لکھا جائے

میں علمائے حق کی بات کر رہا تھا کہ علمائے اسلام نے ہمارے سمجھانے کے لئے بڑی بڑی باتیں بیان فرمائیں تو یہاں پر دیکھئے وَالْاَقْرَبُوْنَ کا لفظ ہے ۔ عربی گرامر کو دیکھا جائے ، لفظ اقرب کی تحقیق کی جائے ۔ یہ مت کہا جائے کہ میں قرآن کو خود سمجھتا ہوں ۔ ہمارے بعض بڑے بڑے "مفسر" کہتے ہیں " میں قرآن کو خود دیکھتا ہوں " ۔۔۔ ٹھیک ہے دیکھو ۔ لیکن میرے بزرگ قرآن کو سمجھنے کے لئے ان علوم کو حاصل کرو ۔ اگر تفسیر لکھنا چاہتے ہو ، تفسیر سمجھنا چاہتے ہو ۔ تو ان علوم کو حاصل کرو جو قرآن کے لئے ضروری ہیں ۔

میرے بزرگو اور میرے دوستو ! آپ میں سے سب کے پاس گھڑی ہوگی ۔ میرے پاس بھی گھڑی ہے ۔ گھڑی میں میرے پاس تقریباً پونے گیارہ ہو چکے ہیں ، آپ اگر دوسری جماعت کے بچے کو پوچھیں ، بچی کو پوچھیں کہ کیا وقت ہے تو جواب ملے گا کہ گیارہ بجنے والے ہیں ۔ لیکن اگر آپ اسے

کہہ دیں کہ گھڑی کھول دے اس کا وال صاف کر دے اور وہ کہے کہ بہت اچھا ابھی صاف کر دوں گا اور جاکر مسواک اٹھا لائے اور گھڑی کے وال کو صاف کرنے لگ جائے یا ہتھوڑی اٹھا لائے اور اسے کوٹنا شروع کر دے تو آپ ہی بتائیے انصاف سے کہ کیا وہ گھڑی کو صاف کر دے گا؟ نہیں بلکہ وہ تو ستیاناس کر کے رکھ دے گا۔ گھڑی کو صاف کرنے کے لئے، اس کی خرابی کو دور کرنے کے لئے اس کے پرزوں کو اپنے نظام پر لانے کے لئے کسی ماہر گھڑی ساز کی ضرورت ہے اور وقت بتانے کے لئے، میں بھی، آپ بھی بتا سکتے ہیں۔ قرآن نصیحت سب کے لئے ہے لیکن قرآنی معارف کے لئے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے آدمی کی ضرورت ہے قرآن سمجھانے کے لئے محمد قاسم نانوتویؒ جیسے انسانوں کی ضرورت ہے۔ قرآن سمجھانے کے لئے ان لوگوں کی ضرورت ہے جن کی ساری زندگیاں قرآن سمجھنے اور قرآن سمجھانے میں خرچ ہو گئیں۔ قرآنی معارف وہ لوگ جانتے تھے۔ ہم نہیں جانتے شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو (جن کا ترجمہ قرآن میرے سامنے ہے ہمارے ملک میں بنیادی حیثیت حاصل ہے)۔

یہ سارا گھرانا ہی قرآن سے منور تھا۔ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغنی اور شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ، یہ سب لوگ قرآن مجید کے رنگ میں منور تھے (اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو پُر نور فرمائے) ہماری قوم کو قرآن کا درس ہی ان لوگوں نے دیا۔ شاہ عبدالقادرؒ کے متعلق ہے کہ سولہ سال تک وہ اکبری مسجد میں رہے اور اکثر زمانہ وہ معتکف رہتے تھے اور یہ قرآن کی تفسیر موضح القرآن

انہوں نے بڑے غور و خوض کے بعد مرتب کی اور میں خود اپنی طالب علمی کے باوجود آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میں نے وہ مسئلے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمے سے سمجھے جو میں دوسری تفسیروں سے نہیں سمجھ سکا۔ شاہ صاحب نے ایک لفظ میں نکات حل کر دیئے ہیں آخر یہ نکات ویسے ہی تو حل نہیں کر دیئے قرآنی علوم و معارف سے وہ آگاہ تھے۔

یہاں پر لفظ ہے وَالْاَقْرَبُوْنَ اقرب اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ دیکھئے تین درجے ہوتے ہیں (۱) بعید (۲) قریب (۳) اقرب ــــ بعید کا معنی دور۔ آپ میں سے کچھ دوست میرے سامنے کی طرف دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھ سے بعید ہیں۔ ایک ہوتے ہیں قریب جو میرے کچھ قریب بیٹھے ہیں۔ اور ایک ہیں اقرب جو میرے پہلو کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ تینوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اقرب کسے کہیں گے؟ جو میرے قریب ہوگا دوسروں سے ــــ قریب وہ ہے جو قریب ہے بعید سے۔ بات ذرا سمجھئے۔ ایک آدمی مر گیا۔ اس کے تین وارث رہ گئے ایک رہ گیا چچا، ایک رہ گیا بیٹا، ایک رہ گیا بھتیجا، مال کسے دو گے؟ بیٹے کو۔ چچے کو کیوں نہیں دیتے؟ وہ تو دادے کا بیٹا ہے۔ اصل ہے، اس کو دو۔ بھتیجے کو کیوں نہیں دیتے؟ بھائی کا بیٹا ہے، بیٹے کو کیوں دیتے ہو؛ یہی تو کہو گے کہ بیٹے کی نسبت اس سے زیادہ اقرب ہے۔ یہ نسبت ان کے اور تو کوئی بات نہ کہو گے، تو پھر میرے دوستو اور بھائیو! اس قانون کو یتیم پوتے کے کیوں منافی سمجھتے ہو؟ یہ بھی ایک اجتہاد چودہ سو سال کے بعد ہوا۔

ایک ہے یتیموں کی تربیت ــــ کرو۔ کس نے منع کیا ہے؟ لیکن بیگانے

حقوق پر ڈاکہ تو نہ ڈالو، قرآنی تعلیم کا رُخ تو نہ موڑو۔ یعنی ایک آدمی مرجاتا ہے اُس کا ایک بیٹا رہ گیا، ایک پوتا رہ گیا، ایک بھائی رہ گیا۔ پوتے کا باپ پہلے مرچکا ہے تو اب اقرب کون ہے؟ پوتا ہے یا بیٹا ہے؟ بیٹا اقرب ہے۔ کیونکہ بیٹے کے درمیان اور باپ کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے اور پوتا بہ نسبت بیٹے کے بعید ہے کیونکہ پوتے کے درمیان اور دادے کے درمیان باپ کا واسطہ ہے۔

قرآن تو یہ کہتا ہے مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ۔ اقرب جو چھوڑ کر مرے، اس سے حصہ ملے گا۔ عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی۔ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْكَثُرَ (تفصیل آگئی) ہر اُس مال سے جو تھوڑا ہو یا ہر اس مال سے جو زیادہ ہو نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا یہ حصہ مفروض ہے اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔

یتیم کی خیرخواہی اور بہبودی اسلام کا ایک مستقل مشن اور مستقل موضوع ہے لیکن اس موضوع کے لئے دوسروں کے حقوق کی قطع و برید تو نہیں کرنی چاہیئے۔ دادا وصیت کر جائے تو ⅓ حصہ پوتے کو مل سکتا ہے۔ وصیت نہیں کی تو ویسے بھی اس کے مال سے تربیت کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ ضروری تھوڑا ہے کہ ہر دادا مالدار مرے گا۔ اگر دادا مقروض مرے گا تو کیا پھر پوتا قرض ادا کرے گا؟

فرمایا۔ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا یہ حصہ فرض کیا گیا ہے من جانب اللہ۔ ایک ہوتی ہے ملک اختیاری اور ایک ہوتی ہے ملک اضطراری ملک اختیاری یہ ہے کہ میری مرضی ہو تو لوں، نہ ہو تو نہ لوں۔ مثلاً میں نے

اپنے کسی دوست سے ایک کتاب لی دو روپے ہیں۔ اس کو میں نے دو روپے دے دیئے۔ اس کی دکان پر میری کتاب پڑی ہے۔ میں کتاب گھر نہیں لایا کچھ دن گزر گئے۔ میں نے کہہ دیا چلو بھائی تم غریب ہو یہ میری کتاب بھی رہنے دو اور دو روپے بھی تم قبول کر لو۔ کوئی بات نہیں ہے۔ یہ درست ہے اسے کہتے ہیں ملک اختیاری۔ اس چیز کو لینا میرے اختیار میں تھا۔ میں مالک بن گیا تھا لیکن وراثت؟ یہ ہے ملک اضطراری۔ اضطرار کا معنی کیا ہے؟ اگر کوئی وراثت نہ لینا چاہے تب بھی اس کو دینا پڑے گا۔

ہمارے ہاں یہ بھی ڈھنگ لگاتے ہیں۔ ہم بھی عجیب قسم کی مخلوقات ہیں یعنی کیا کرتے ہیں ہم؟ (اللہ تعالے ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرمائے) میں نے گذشتہ درس میں بھی حق مہر کے ضمن میں عرض کیا تھا کہ وہاں بھی ہم ڈھنگ لگاتے ہیں۔ حالانکہ وہاں پر بھی لفظ قبضہ ہے ــ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط بیویوں کو ان کے حق مہر خوش دلی کے ساتھ ـ اٰتُوْا ــ دے دو۔ اگر وہ خوشی کے ساتھ قبول کرنے کے بعد سارا مہر واپس کر دیں یا اپنی خوشی کے ساتھ مہر کا کچھ حصہ واپس کر دیں تو پھر کھا سکتے ہو۔ لیکن دینا ہی نہیں۔ جیسے ہمارے دیہات میں کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل گذر چکی ہے بالکل اسی طرح بہن کے ساتھ کرتے ہیں۔ باپ مر جاتا ہے۔ پہلے بہن کا دل مائل کرنے میں پھر اسے سمجھاتے ہیں۔ کہ دیکھو میری بڑی بدنامی ہوگی۔ کس بات میں؟ جب تحصیلدار کے ہاں پٹواری کے ہاں ابا جی کا کھاتہ چڑھے گا۔ انتقال نام چڑھے گا میرا نام آئیگا تیرا نام آئے گا۔ میرے لئے بڑی شرمندگی ہے (قیامت کی شرمندگی کی

خیر ہے) کیا ہم نے مذاق بنا رکھا ہے۔ میرے بھائی مرنے کے بعد ورثا کا حق ہے خواہ وہ قریب ہوں یا بعید ہوں سب کا علیحدہ علیحدہ حصہ مقرر ہے۔
مشکوٰۃ میں ایک حدیث آتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانہ اقدس میں ایک آدمی مر گیا (باتیں سمجھا کیجئے اللہ مجھے اور آپ کو سمجھ کی توفیق عطا فرمائے) ایک آدمی مر گیا۔ اُس کے چھ غلام تھے، اولاد کوئی نہیں تھی۔ اُس نے چھ کے چھ غلام مرنے سے پہلے آزاد کر دیئے۔
ہمارے ہاں یہ بھی ایک ڈھنگ ہوتا ہے۔ بعض لوگ ہوتے ہیں ہر سال حج کو جاتے ہیں اس لئے کہ وارث تو ہے کوئی نہیں۔ چچا کے لڑکوں کو تو میں نے جائداد دینی کوئی نہیں۔ اس لئے جاتے ہیں کہ یہ رقم ہے۔ میں خرچ کر ڈالوں خدا تو جانتا ہے بخاری کی حدیث ہے۔ دیکھو تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ بعض لوگ صدقے کے پردے میں وارثوں کا مال ضائع کرتے ہیں۔
امام بخاریؒ نے پھر اس پر باب باندھا ہے۔
اگر محمد رسول اللہ کے ساتھ محبّت ہے تو پھر یہاں ایک مدرسہ کھول دو۔ یتیموں کو کھانا کھلا دو۔ قبرستان کے لئے زمین وقف کر دو۔ مساجد کے لئے زمین وقف کر دو۔ بیواؤں کے لئے کوئی کام کر ڈالو۔ اگر محبّت ہے محمد رسولؐ اللہ کے ساتھ تو قرآن مجید کی تفسیر چھپوا دو۔ اور تم یہ کیا کرتے ہو کہ جب میں مروں تو میرے گھر میں کچھ بھی نہ ہو۔ جو کہ میرے دُور کے وارثوں کو ملے۔ یعنی یہ نیّت ہوتی ہے کہ چچا کے بیٹے کو تو دوں گا ہی کچھ نہیں کیونکہ خدا نے اسے وارث بنایا ہے اور میرا اپنا بیٹا ہے کوئی نہیں۔ اگر اللہ دیتا ہے تو پھر میری

کیا طاقت ہے کہ میں اس کو رد کروں (اللہ سب بے اولادوں کو اولاد نصیب فرمائے میں ایک بات عرض کر رہا ہوں)

تو اس آدمی کے چھ غلام تھے۔ اس نے چھ کے چھ آزاد کر دیئے اور خود مر گیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بات پہنچی حضورؐ نے اس کے ورثاء کو بلایا۔ فرمایا "اگر مجھے پتہ ہوتا۔ کہ اس نے مرتے وقت اپنے چھ کے چھ غلام آزاد کر دیئے تھے اور اس کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ تو میں اس پر نماز جنازہ نہ پڑھتا۔" (حدیث دیکھ لو مشکوٰۃ میں موجود ہے) پھر ان چھ غلاموں کو بلایا۔ دو دو غلاموں کو علیحدہ رکھا۔ تین حصے کیئے اور پھر قرعہ ڈالا۔ جن دو غلاموں کے نام قرعہ میں نکلے ان کو آزاد کر دیا اور باقی چار غلام جو بچے وہ وارثوں کے حوالے کر دیئے۔ وصیت جو ہوتی ہے وہ تیسرے حصے میں نافذ ہو سکتی ہے باقی سارے مال میں نافذ نہیں ہو سکتی۔ ہم کس دنیا میں بس رہے ہیں۔ ہم وارثوں کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔ ورثاء کا مال مار ڈالتے ہیں، تو یہاں پر فرمایا نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وہ حصہ تو مفروض ہے۔ فرض کیا گیا ہے اس لئے اگر ابا جی مر جائیں تو ان کے مرنے کے بعد بہن کے نام پر جائداد تقسیم کر دی جائے پھر اس کے حوالے کر دی جائے۔ اس کو دے دی جائے۔ اگر وہ اپنے دل کی خوشی کے ساتھ یہ کہتی ہے کہ میں اپنے بھائی سے نہیں لیتی یا اپنے بھائی پر میں بخشتی ہوں۔ پھر اس کا کھانا بھی جائز اس کا لینا بھی جائز۔ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا کا مفہوم یہ ہے کہ یہ ملک اضطراری ہے جس کا لینا ضروری ہو جس کا پہنچانا ضروری ہو وارث کے معاف کر دینے سے معاف نہیں ہو سکتی۔ وارث کے ہبہ کر دینے سے ہبہ

نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا پورا مال اُس تک پہنچا دیا جاتا ہے ۔ یہ وراثت کا مسئلہ بڑا مشکل ہے ۔

مشکوٰۃ کی حدیث ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض ایسے لوگ ہیں جو ساٹھ سال تک عبادت کرتے رہتے ہیں مگر مرتے مرتے وراثت میں غلط فیصلہ کرنے سے اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنا جاتے ہیں ۔ میرے بھائیو! اگر کسی کے والد نے بھول کیا ہو تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ باپ کی روح کو سکون دینے کے لئے سب مستحق وارثوں کو مال ادا کر دے ۔ مرنے کے بعد اگر میں دُنیا سے چلا گیا ۔ میرے بیٹے نے لیا تو کیا ۔ بیٹی نے لیا تو کیا ۔ اگر میں نے شریعت کے مطابق تقسیم کر دی تو ہو سکتا ہے کہ میری بیٹی بھی میرے لئے دعا کرے گی ۔ میرا بیٹا بھی میرے لئے دعا کرے گا ۔ خیر دعا تو آج کل کوئی نہیں کرتا ۔ ہم جو کچھ پڑھا کر جاتے ہیں وہی کچھ ہماری اولاد کو آتا ہے ۔ آج کل تو بعض لوگ جنازہ ہی نہیں پڑھتے ۔ بڑے بڑے شہروں میں جو ہماری اونچی سوسائٹی ہے (اللہ تعالیٰ سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے) میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک آدمی کی ماں مر گئی تو میں بھی جنازے میں چلا گیا ۔ اُس وقت مجھے پتہ نہیں تھا ، بعد میں مجھے علم ہوا کہ بیٹے نے ماں کا جنازہ نہیں پڑھا وہ باہر کھڑا رہا ۔ جنازہ نہیں پڑھا ۔ دوسرے دن میرے پاس اُس کا پیغام آیا ۔ کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے اور مجھ سے تعبیر پوچھنے کے لئے کہا ۔ خواب یہ دیکھتا ہوں کہ میری اماں جی تشریف لائی ہیں اور ان کے ہاتھ میں راکھ کا بہت بڑا تھال ہے ۔ اور انہوں نے وہ میرے سر پر ڈال دیا ۔ مجھ سے اُن کے دوست نے تعبیر پوچھی تو میں نے کہا کہ میں خود

ہی اُسے بتا دُوں گا۔ وہ مجھے ملا تو میں نے کہا کہ وہ راکھ تو تم نے دیکھی ہی ہے تم نے اپنے گلے میں لعنت کا طوق ڈال لیا ہے۔ اُلّو! تم نے اپنی ماں کا جنازہ نہیں پڑھا؟ یہ اب فیشن ہو چکا ہے۔

الحمد للہ ہم تو غریب لوگ ہیں اور کچھ نیک لوگوں کے قدموں میں بیٹھے ہیں ان کی برکتوں سے کچھ تھوڑا سا دین ہم میں موجود ہے۔ ورنہ اب تو جنازے نہیں پڑھتے۔ بلکہ کمیٹی والے آ جاتے ہیں۔ بڑی موٹر میں ڈال دیتے ہیں اباجی کو خود اپنے پروگرام کرتے رہتے ہیں اور وہ جا کر دفن کر دیتے ہیں اور دو تین دن کے بعد بل آ جاتا ہے۔ تمہارے اباجی کے دفن کرنے کا یہ بل ہے۔ پیسے دے دیئے۔ اللہ اللہ خیر سلا ـــ اباجی نے جب اپنی اولاد کو قرآن نہیں پڑھایا۔ اباجی نے جب اپنی اولاد کو محمد رسول اللہ کی حدیث نہیں پڑھائی۔ اباجی اپنی اولاد کو جب کسی نیک بندے کے پاس لے کر نہیں پہنچے میرے بھائی تو پھر اولاد کا کیا قصور ہے؟

فرّاء ایک بہت بڑے نحوی گذرے ہیں ہارون الرشید کے زمانے میں۔ قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے رحمۃ اللہ علیہ نے۔ یہ ہارون الرشید کے دونوں بیٹوں کو پڑھاتے تھے۔ امین اور مامون دونوں ان کے پاس پڑھتے تھے بغداد کی جامع مسجد میں ایک دن فرّاء دونوں کو پڑھا کر جب اُٹھے تو امین دوڑا کہ میں اپنے استاذ کی جوتیاں اٹھاؤں اور مامون بھی دوڑا کہ میں اپنے استاذ کی جوتیاں اٹھاؤں۔ اب تو ڈنڈے اٹھاتے ہیں۔ تعلیمی کمیشن نے غور کیا ہے کہ کس طرح کالجوں میں سکون ہو؟ ارے سکون تو بالکل آسان ہے ـــــ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا دیا جائے۔

استاد کے دل میں طلبہ کی محبت پیدا کی جائے۔ طلبہ کے دل میں استاد کا وقار پیدا کیا جائے۔ اس طرح نظام ٹھیک ہو سکتا ہے۔ ہم تو کالج میں بیٹھ کر ڈینگیں مارتے ہیں جو کچھ ہم پڑھاتے ہیں وہ ہمیں معلوم ہے (اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم و کرم فرمائے اور ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائے)

امین بھی دوڑا جوتوں کے لئے اور مامون بھی دوڑا۔ دونوں آپس میں لڑ پڑے۔ خیر پڑھانے کے بعد فراء گھر تشریف لے گئے۔ نوبت پہنچی ہارون الرشید تک۔ دوسرے دن ہارون الرشید کے دربار میں فراء کی طلبی ہوئی ——— فراء بچارے بڑے گھبرائے کہ ہمیں کس قسم کی سزا دے گا کہ تو بچوں کو پڑھاتا ہے یا دوڑاتا رہتا ہے؟ پہنچے۔ خلیفہ نے بات پوچھی کہ کیا قصہ ہوا؟ فراء نے فرمایا کہ بات یہ ہوئی کہ جب میں اُٹھنے لگا تو یہ دونوں اُٹھے میرے جوتے لینے کے لئے۔ ایک نے کہا میں اٹھاتا ہوں، دوسرے نے کہا میں اٹھاتا ہوں۔ بات یہ تھی۔ دونوں آپس میں لڑ پڑے ——— بچے تھے۔ میں نے ان کو چھڑا دیا ——— ہارون الرشید نے پانچ ہزار اشرفی امین کو انعام دی۔ پانچ ہزار مامون کو انعام دی اور دس ہزار اشرفی فراء کو انعام دی کہ تیری تعلیم نے میرے بچوں کو (شہزادوں کو) یہ ادب سکھایا کہ استاد کے جوتے اٹھائیں۔

میرے دوست اور میرے بھائی! دین تو تب آتا ہے کہ جب اللہ والوں کے پاس انسان بیٹھے، دین کے ساتھ انسان لگاؤ پیدا کرے، قرآن و

سنت کے ساتھ لگاؤ پیدا کرے۔ تو میں بات یہ عرض کر رہا تھا کہ آج کل تو ہم اپنے بزرگوں کے جنازے نہیں پڑھتے۔ اور غیروں کے جنازے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سڑک پر ہم جنازہ پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ امام الانبیاء فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کا جنازہ پڑھنے پر ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور دفن کرنے تک ساتھ رہو تو دو قیراطوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہ ہے محبت، یہ ہے مروّت، یہ ہے اخوّت۔

صحابہ نے عرض کی "اللہ کے نبی! قیراط کسے کہتے ہیں؟" فرمایا اُحد پہاڑ جتنا سونا اللہ کے راستے میں دینے سے جتنا ثواب ملتا ہے وہ ایک مسلمان کا جنازہ پڑھنے سے ملتا ہے اور اس کے دفن تک جب ساتھ رہے گا تو دو اُحد پہاڑ جتنا سونا اللہ کی راہ میں دینے سے جو ثواب ملتا ہے وہ دفن تک ساتھ رہنے میں ملتا ہے کہ اس نے ایک مسلمان کی عزت کی۔ اور ہم کیا کرتے ہیں؟ "ارے بھائی! جنازہ کس وقت کرو گے؟" "دس بجے" پہلے سوچتے ہیں کہ یہ کوئی موٹی آسامی ہے؟ جنازہ نہ پڑھا تو اس کا بیٹا کوئی نقصان تو نہ پہنچائے گا؟ اور اگر کوئی موچی ہو تو صاف ہی کہہ دیا کہ چلو جی ہمارے پاس تو وقت ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی موٹی اسامی ہو تو پتہ نہیں وضو بھی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنازہ یہیں پارک میں پڑھ لو، وہاں ہی پڑھ لیا اور پھر دو تین آدمی میت کی چارپائی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور باقی اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ ماشاء اللہ خیر سلا ——— یہ ہمارے حقوق ہیں۔ آج کل مسلمانوں کے ادبار کی سب سے بڑی وجہ ہے یہ ہے یعنی ——— فرمایا:

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت، جب تم مال تقسیم کر رہے ہو وارثوں میں، تو کون آگئے؟ اُولُوا الْقُرْبٰی۔ تمہارے قریبی رشتہ دار۔ دیکھئے یہاں پیارا قریب نہیں فرمایا۔ اُولُوا الْقُرْبٰی۔ اور رشتے دار آگئے تمہارے۔ کوئی تم مال تقسیم کر رہے تھے، چچا کے بیٹے آگئے۔ کوئی اور آگئے۔ وَالْيَتٰمٰى اور دوسرے یتیم آگئے وَالْمَسٰكِيْنُ مسکین لوگ آگئے فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ۔ پس تم اسی مال میں سے ان کو بھی کچھ کھلا دو۔ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ اور ان کے ساتھ مناسب بات کرو کہ بھائی تم وارث نہیں ہو ورنہ ہم تم کو بھی مال دیتے۔ روٹی کھانی ہے تو کھا لو۔

آگے چل کر نفسیاتی طور پر سمجھایا کہ دیکھو یتیموں کے مال نہ کھاؤ ——
وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا۔ اور چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ اگر چھوڑ کر مریں اپنے بعد چھوٹی چھوٹی اولادوں کو، خَافُوْا عَلَيْهِمْ ان کو فکر پیدا ہو گی ان کی۔ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ پس ان کو چاہیئے کہ یہ اللہ سے ڈریں۔ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اور بالکل وہ بات کہیں جو سیدھی اور پختہ بات ہو۔

نفسیاتی طور پر سمجھایا کہ دیکھو تمہارے سامنے ایک یتیم کا معاملہ آجاتا ہے۔ تم سوچو اگر تم یوں مر چکے ہوتے اور تمہارا بیٹا یتیم ہوتا تو تمہارے ذہن پر کیا گذرتی؟ فرمایا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچے سے پیار نہ کرو۔ کسی بیوہ کے سامنے بیوی سے ناز کی باتیں نہ کرو۔ بیوہ کے دل سے بد دعا

نکلے گی، آہ نکلے گی۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں تم پر پڑ جائے۔ کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچے کے ساتھ نازمت کرو۔ اور اگر کرتے ہو تو پھر یتیم کے ساتھ بھی اتنا ہی ناز کرو جتنا اپنے بچے کے ساتھ کیا صحیح حدیث ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آتے ہیں اللہ تعالےٰ اُتنے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ یتیم کا دل بڑھ جاتا ہے۔

ہم نے کبھی پوچھا ہے؟ ہم تو دیکھتے ہیں کہ مر گیا ہے یا نہیں "اچھا بچے کو میرے گھر میں چھوڑ دو۔ جھاڑو دیا کرے گا۔ برتن دھویا کریگا۔ یہ ہے ہمارا یتیموں کے ساتھ سلوک۔ کیا عرض کروں بقول

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ہماری ہر کل بگڑی ہوئی ہے۔ ہم ہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جو صحیح بات ہو۔ یتیموں کا ہم کیا علاج کرتے ہیں؟ دیکھیں کسی ہوٹل میں سارا دن یتیم بچہ ہوٹل کے مالک کی چائے بیچتا ہے لیکن اس کو توفیق نہیں کہ اس کے کپڑے دُھلا ڈالے۔ گرم پانی ہی مہیا کر دے کہ اس کے چہرے کو دھو ڈالے۔ ہمارے گھروں میں یتیم بچے ہمارے کام کرتے ہیں۔ ہمارے بوٹ پالش کرتے ہیں۔ ہمارے بچوں کو کھلاتے ہیں۔ ہمارے گھروں کا کام کرتے ہیں۔ لیکن جب کھانے کا وقت آتا ہے سچ بتائیں آپ، میں خود دیکھتا ہوں، کیا کبھی کسی یتیم کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا ہے؟ " او باہر جا وہاں روٹی کھا۔ میری طرف کیا آنکھیں

پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے؟" کیونکہ وہ یتیم ہے نا! اُسے باہر بٹھا دیتے ہیں۔ ہم خود چھوٹا گوشت کھاتے ہیں اور یتیم کے لئے گھر میں شلغم پکتے ہیں اور وہ بیوہ جو میرے گھر میں ملازم ہے اُس کے لئے باسی روٹی ہے۔

امام الانبیاءؐ کا حال دیکھ لیجئے۔ جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک دن عید کی نماز پڑھنے کے لئے۔ حضورؐ نے دیکھا کہ مدینہ منورہ کے باہر ایک یتیم بچہ رو رہا ہے۔ پوچھا "کیوں روتے ہو؟" عرض کی "اللہ کے نبیؐ! رونا ہی تو ہے"۔ سیرت دیکھئے محمدؐ رسول اللہ کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ لوبان دُھکا لیتے ہیں تو سیرت منا لی۔ عمل کچھ بھی نہیں ہے۔ پوچھا "کیوں روتے ہو؟" (حضورؐ بچوں سے بھی باتیں کرتے تھے۔ ہم وقار کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بچوں سے باتیں کرنا، یتیموں سے باتیں کرنا، غریبوں سے باتیں کرنا ہمارے وقار کے خلاف ہے۔ خاک میں جائے ایسا وقار جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور لے جائے)۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں "بچے! کیوں روتے ہو؟" عرض کی "اللہ کے نبیؐ! رونا ہی تو ہے۔ باپ نہیں، ماں نہیں، عید کا دن ہے۔ یہ دیکھئے سب بچے خوشی منا رہے ہیں"۔ حضورؐ ساتھ لاتے ہیں۔ ابھی نماز کو نہیں گئے۔ گھر لے آئے۔ (کنز العمال میں یہ حدیث موجود ہے) امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) عائشہ صدیقہؓ کو حکم فرماتے ہیں کہ پانی لے کر آؤ۔ اس بچے کو چوکی پر بٹھایا۔ عائشہ صدیقہ

ام المومنین بیان کرتی ہیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ہاتھوں سے اُس کا بدن ملتے ہیں اُس کو غسل دینے کے بعد گھر میں جو کچھ کپڑے تھے اس بچے کو پہنا دیئے۔ حدیث میں ہے کہ امام الانبیاءؐ نے اُس بچے کو اپنے شانوں پر سوار کیا اور یہ فرمایا کہ تم روتے کیوں ہو؟ تم نہیں پسند کرتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا باپ ہو اور عائشہؓ تمہاری ماں ہو؟" جب یہ بات مدینہ کے بچوں تک پہنچی تو مدینہ کے بچوں نے ارمان کیا کہ کاش ہم بھی آج یتیم ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں پر سوار ہوتے۔

یہ ہے یتیم کی تربیت ــــ بتایئے کیا ہم کرتے ہیں یتیموں کی تربیت ــــ تو فرمایا فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ خدا سے ڈرو اور یتیم کو دیکھ کر اپنا حال یاد کر لو کہ تمہارے ساتھ کہیں یہ معاملہ نہ ہو جائے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔ اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وہ لوگ آگ کھاتے ہیں پیٹ بھر کر ــــ وہ مال نہیں کھا رہے، وہ تو آگ کھا رہے ہیں ــــ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۱۰ اور عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہ صحیح حدیث میں ہے امام الانبیاءؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مختلف لوگوں کی علامتیں ہوں گی (اللہ تعالیٰ میری آپ کی علامتوں کو بہتر فرمائے) نمازیوں کی، پرہیزگاروں کی، قرآن پر عمل کرنیوالوں کی یہ علامت ہوگی کہ ان کے چہرے چمکیں گے۔ پتہ چلے گا کہ اللہ کے محبوب بندے ہیں ــ اور کچھ علامتیں بُروں کی بھی ہونگی۔ فرمایا کہ جس نے دنیا میں یتیم کا مال کھایا ہوگا قیامت کے دن جب یہ حشر کے میدان میں نکلے گا اس کے پیچھے کی طرف سے دھواں نکلے گا، پوچھیں گے لوگ کہ یہ کون ہے۔ کہیں گے۔ یہ وہ ہے جس نے دنیا میں یتیموں کا مال کھا کر وہ آگ کھائی تھی، اب وہ دھوئیں کی شکل میں نکل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ میرے آپ کے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ ہمارے ایک دوست کا خط آیا ہے کہ وہ روحانی جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ان کو شفا نصیب فرمائے۔ آمین

ساتواں درس قرآن مجید

منعقدہ ماہ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مئی ۱۹۶۶ء

یہ درس سورہ المائدہ کی صرف پہلی آیت اور دوسری کی کچھ تفسیر ہے ارشاد قرآنی ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ①

اس درس میں مندرجہ ذیل دینی فوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ سورہ المائدہ کا مقام احکام قرآنی میں
۲۔ احکام قرآنی پر تنقیدی بحث یہودیوں کی سازش ہے
۳۔ دین سبیل المومنین کا نام ہے
۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُحِلّ بھی ہیں اور مُحَرِّم بھی ۔
۵۔ شکار کی عادت بھی ایک قسم کا ابتلا ہے ۔
۶۔ جمعہ کے دن کی جانے والی عبادات۔
۷۔ کتے کے اوصافِ بد۔

۸۔ دینی شعرائے کلام کی برکات
۹۔ امان اللہ خان مرحوم کی انابت الی اللہ
۱۰۔ شمس الدین التمش کا تقویٰ
۱۱۔ جامع مسجد دہلی کا سنگِ بنیاد

(واللہ الموفق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے بزرگو اور میرے بھائیو ——!

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آج ہم پھر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کے لئے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

آج سورۃ المائدہ شروع ہو رہی ہے۔ سورۃ المائدہ کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

اَلْمَائِدَۃُ مَدَنِیَّۃٌ۔ یہ سورت مدنیہ ہے یعنی ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہوں۔ تو ان کو کہا جاتا ہے مدنیہ —— یہ سورہ المائدہ بھی مدنی ہے۔ ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول نزول قرآنی میں آخری سورت ہے۔ اس سورت کے نزول کے بعد تقریباً ۸۰ یا ۸۱ دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما رہے۔ اور یہ سورت اس اعتبار سے نہایت ہی اہم سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط وہ اسی سورت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین

تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور جو میری نعمت ہے وہ میں نے تم پر تمام کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا ہے۔ یہ آیت مقدسہ سورۃ المائدہ میں ہے۔ اور سورۃ المائدہ نازل ہوئی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفات کے میدان میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور یہ سورت ساری اکٹھی نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اس سورت میں ۱۸ وہ احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے۔ جو اور کسی سورت میں بیان نہیں کئے۔ اس سورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقذہ بھی کہا کہ یہ پڑھنے والوں کو، عمل کرنے والوں کو جہنم کے عذاب سے بچانے والی ہے۔

مائدہ عربی زبان میں اس دسترخوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا لگا ہوا ہو۔ اس سورۃ مقدسہ میں ایک تو حضرت مسیح ابن مریم کا قول آ رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ان کی امت نے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا۔ تو لفظ مائدہ کی مناسبت سے حضور نے اس کا نام اَلْمَآئِدَۃُ رکھا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان حیوانات کا ذکر کیا۔ ان چارپایوں کا ذکر کیا جو ابدی طور پر مسلمانوں پر کھانے حرام ہیں۔ یا کسی عارضی طریقے پر ان کا کھانا حرام ہے۔ اور ان کا ذکر بھی فرمایا۔ جن کا کھانا مسلمانوں پر حلال ہے۔ تو گویا یہ سورت مسلمانوں کے دینی اعتبار سے

دسترخوان ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ اے مسلمان تیرا دین فقط چند عقیدوں کا نام نہیں ہے کہ کلمہ پڑھ لیا اور کہہ دیا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں۔ یا اپنی طرف سے چند باتیں بنا لیں۔ نہیں۔ مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ اس کی خوراک بھی قرآن کے ماتحت ہو۔ اس کا لباس بھی قرآن کے ماتحت ہو۔ اُس کا قیام اور قعود بھی قرآن کے ماتحت ہو۔ اُس کی ساری زندگی اسلام کے ماتحت ہو۔ اسی لئے اس سورت کا نام ہے سورت المائدہ۔

مسلمانوں کے ذہنوں میں مختلف چیزیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور یہ بات آج کی نہیں ہے۔ قرآن مجید اگر آپ دیکھیں (آپ پڑھتے ہی ہوں گے الحمد للہ) قرآن شریف کے پہلے ہی پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:-

اے مسلمانو! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم دین کے بارے میں اپنے نبی سے ایسی ایسی باتیں پوچھو جیسا کہ موسیٰؑ سے پوچھی گئی ہیں۔ تمہارا کام یہی ہے کہ تم نبی کا حکم مانو۔ تمہیں یہ حق کس نے دیا ہے۔ کہ تم اسلام کے احکام کا پوسٹمارٹم کرتے پھرو۔ اور فلاسفیاں چھانٹو؟ تمہارا کام تو یہ ہے کہ تم اللہ کا حکم مانو۔ یہ دین میں تنقیدیں دین میں تنقیحیں اور دین میں تحریفیں، اور دین میں ترمیمیں، یہ تو

یہودیوں کا کام تھا۔ کہ انہوں نے اپنے نبی کی بات کے بال کی کھال اتارنے کی کوشش کی اور عمل سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔

سورت بقرہ میں ذکر موجود ہے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ط

اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ کا حکم ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ مقتول کا قاتل کون ہے۔ تو انہوں نے کیا کہا؟ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ط تم مذاق کرتے ہو ہمارے ساتھ؟ (نبی کو کہا) قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ٥ یہ کیسے ہو سکتا ہے! نبی غلط بات کرے؟ انہوں نے آخر پوچھا کہ بتاؤ وہ گائے کیسی ہے! بوڑھی ہے؟ جوان ہے؟ انہوں نے فرمایا نہ بوڑھی ہے نہ جوان ہے۔

اچھا فرمائیے اس کا رنگ کیسا ہے؟"

فرمایا۔ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا۔ زرد رنگ۔ کہنے لگے یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ پوری تفصیل کرو۔ آپ نے فرمایا نہ اس پر کسی نے ہل چلایا نہ کسی نے کنواں باندھا۔ نہ اس نے کھیت کو پانی پلایا۔ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ط اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔

اب دیکھئے نبی نے ایک بات فرمائی کہ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ط

جو میرے دوست عربی جانتے ہیں بَقَرَةً پر تنوین للتعظیم ہے۔ کوئی بھی گائے ذبح کر دو اللہ کے نام پر اس گائے کا ٹکڑا لے کر اس مردے پر مارو۔ مقتول بتا دے گا۔ میرا قاتل کون ہے۔ آسان سی بات کو انہوں نے مشکل بنایا اور مشکل کیوں بنایا؟ اس لئے بنایا کہ وہ خدا کا حکم ماننا نہیں چاہتے تھے ——

میرے دوستو! خدا کے دین میں تنقیدیں کرنا اور ان کی فلاسفیاں چھاننا یہ تو ظاہر کرتا ہے کہ دین سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں دیکھ لیجئے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ ○

جو آدمی اسلام کے سوا کسی اور دین کو ڈھونڈنا چاہتا ہے —— اختیار نہیں کیا۔ بڑا سخت لفظ ہے۔ وَمَنْ يَبْتَغِ۔ ابتغاء کا معنیٰ کیا ہے؛ چاہتا ہے۔ ڈھونڈتا ہے، کوشش کرتا ہے کہ کوئی ایسی بات نکل آئے کہ نام بھی لگا رہے اسلام کا اور تکلیف سے بھی جان چھوٹ جائے۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا۔ جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو ڈھونڈے گا۔ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اللہ اس کے دین کو کبھی قبول نہیں کرے گا۔ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ ○ اور وہ قیامت کے دن ذلیل ہو جائے گا۔ اور وہ دین کیا ہے؟ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ جو کٹ گیا رسول سے۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) شق کہتے ہیں کسی کپڑے کو پھاڑ دینا، کسی کاغذ کے دو ٹکڑے کر دینا۔ جس نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوری اختیار کر لی ۔ کس طرح ؟ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ اُس راستے کو چھوڑ دیا جو مومنین کا راستہ ہے ۔ اُس راستے کے سوا کوئی اور راستہ اختیار کر لیا نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ اس لئے کہ وہ دل کا منافق ہو چکا ہے ۔ ہم اس کو دھکیل دیں گے ۔ جس طرف وہ جا رہا ہے وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۔ اور انجام کار وہ جہنم میں چلا جائے گا ۔

آج کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ میں کیا فلاسفی ہے ؟ روزے میں کیا فلاسفی ہے ؟ شراب نہ پئیں اس میں کیا فلاسفی ہے ؟ خنزیر نہ کھائیں اس میں کیا فلاسفی ہے ؟ یہ ساری کی ساری باتیں میرے دوستو ! دین حق سے فرار کی راہیں اختیار کرنا ہے ۔ تاکہ کسی طرح ہم دین حق سے بچ جائیں ۔ اللہ تعالیٰ کا جو دین ہے اس کو عملی شکل میں تو ہم اختیار نہ کریں ۔ لیکن چونکہ ملک ہے مسلمانوں کا ، لیا گیا ہے اسلام کے نام پر اس لئے نام اسلام کا رہے باقی کام سارے وہ کریں جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ناراضگی کے ہیں ـــــ اس لئے میرے دوستو ! بزرگو ! دیکھ لیجئے میں قرآن کی سورۃ المائدہ یہ بات عرض کر رہا ہوں ۔

اَلْمَائِدَہ ـــــ قرآن کی ایک سورت کا نام ہے سورۃ المائدہ ۔ یعنی وہ سورت جس میں مسلمانوں کے کھانے پینے کی چیزوں کے احکام ہیں ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف چند رسموں کا نام نہیں یا اسلام صرف چند عقیدوں کا نام نہیں بلکہ اسلام اپنی ساری

زندگی کو اس رنگ میں رنگنے کا نام ہے۔ جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے ____

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز
فرمایا اللہ کا رنگ ڈھونڈو۔ اللہ کا رنگ اپنے بدن پر چڑھاؤ۔ اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔ یعنی تم اللہ کے بندے بن جاؤ
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا۔ اے ایمان والو! (ہمیں الزام دیا ہمیں تنبیہ کی کہ دعوے تو تم نے بہت بڑا کیا تم کہتے ہو۔ کہ ہم ایمان والے ہیں۔ لو ہم ذرا تم کو پرکھتے ہیں۔ تم ایمان والے ہو؟)
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا! اے ایمان والو! تم جو کہتے ہو ہمیں اللہ کی بات پر یقین ہے۔ تم جو کہتے ہو۔ کہ ہم اللہ کی بات کو مانتے ہیں۔ تم جو کہتے ہو۔ کہ ہم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطیع ہیں۔ تو اے ایمان والو! اے ایمان کے مدعیو، اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۵
پورا کرو تم اپنے عہد کو۔ عقود جمع عقد کی ہے۔ عقد کہتے ہیں گرہ کو۔ ہماری بولی میں گنڈھ کہتے ہیں۔ گرہ کس چیز کی ہوتی ہے؛ جو دو چیزوں کو آپ ملا دیتے ہیں۔ یہ گرہ بن جاتی ہے۔ دو چیزوں کو ملا دینا، دو رسیوں کو ملا دینا، دو دھاگوں کو ملا دینا، ان کو جب جوڑتے ہیں ہم، تو ان پر گرہ ڈال دیتے ہیں تاکہ آپس میں مل جائیں۔ اسی طرح عقود اس عہد کو کہا جاتا ہے جو دو بندوں کے درمیان ہو، اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہو، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو اس کو عقد کہا جاتا ہے۔

جو سورت اس سے قبل گزر چکی ہے سورت نساء اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے وہ اعمال بد بتائے ہیں جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے سارے وعدوں کو توڑا ہے
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ
اللہ فرماتے ہیں کہ ان بدبختوں نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا تھا اس وعدے کو توڑ دیا اور توڑتے رہے۔ ہم نے بھی ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ اور ان پر اپنے عذاب کو نازل کر دیا۔ تو مسلمانوں کو سمجھایا۔ کہ تم مسلمان ہو تم نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا ہے۔ تم ایمان کے مدعی ہو تو تم کیا کرو؟ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۖ تم نے جو عقد کئے ہیں ان کو پورا کرو۔ خصوصیت کے ساتھ وہ عقد جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا، تم نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا تم نے عقد کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، تم نے رشتہ استوار کیا۔ تم نے دعویٰ کیا کہ ہم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں اور اسی عقود میں حقوق العباد بھی آجاتے ہیں۔ بڑا جامع لفظ ہے اللہ کے ساتھ جو تم نے وعدہ کیا عہد و میثاق اس کو بھی پورا کرو۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ بھی جو تمہارے عہد و میثاق ہیں۔ تم ان کو بھی پورا کرو۔ یعنی گھریلو زندگی سے لے کر کے میاں بیوی کے تعلقات، ماں باپ کے تعلقات، پڑوسی کے تعلقات، گلی کے تعلقات، شہر کے تعلقات، ملک کے تعلقات، عام انسانوں کی سوسائٹی کے حقوق۔ یہ سارے کے سارے لفظ عقد میں آجاتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں ان سب

عہدوں کو پورا کرو۔ تب تم بنو گے مومن، اگر تم نے ان عہدوں کو پورا نہ کیا۔ تو پھر تمہارا مومن اپنے آپ کو کہلانا ذرا مشکل سا ہو جائیگا۔

قرآن مجید میں آتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

امام الانبیاء کے پاس گاؤں کے رہنے والے نئے نئے مسلمان آئے اور انہوں نے آکر عرض کیا۔ اٰمَنَّا، اے اللہ کے نبی ہم مومن ہو گئے۔ اے اللہ کے نبی ہم ایمان لے آئے، قرآن نے جواب دیا۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا۔ آپ فرما دیجئے ابھی تک تم مومن نہیں ہوئے۔ وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا، لیکن تم یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے۔ مومن کب بنو گے؟ وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ مومن اس وقت بنو گے جب ایمان تمہارے دلوں میں راسخ ہو گا۔ ابھی تو ایمان تمہارے دلوں تک نہیں پہنچا۔ ابھی تو تمہارا ایمان حلقوم کے اوپر ہی اوپر ہے۔ جیسا ہمارا حال ہے ہم زبان سے پڑھتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، کبھی کبھی میلاد کی مجلسیں کر لیتے ہیں۔ کبھی چاول پکا دیتے ہیں۔ کبھی اور کچھ رسمی باتیں کر دیتے ہیں۔ لیکن اسلام؟ سچی بات ہے میرے دوستو، میری باتوں سے آپ ناراض نہ ہوں۔ آج ہم ایک عجیب دور سے گزر رہے ہیں ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

آج اسلام یہ کہتا ہے کہ مجھے بیگانوں سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ بیگانے تو تھے ہی تھے آج میرے ساتھ جو کچھ اپنے کر رہے ہیں وہ ایک عجیب ظلم وستم ہے۔ آج دیکھ لیجئے، ہمارے گھر وں میں اسلام ہے؟ ہماری محفلوں میں اسلام ہے؟ ہماری نجی زندگی میں اسلام ہے؟ ہماری اجتماعی زندگی میں اسلام ہے؟ کہیں بھی مجھے بتا دیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت حاصل ہو اسلام تو بجائے خود رہا، اسلام اگر کہیں تھوڑا بہت ہو بھی تو وہ بھی ثانوی حیثیت سے ہو گا۔ عظمت، فوقیت، عزت آج اسلام کو حاصل نہیں۔ اسلام ہماری زندگی میں بالکل معمولی سی حیثیت کا مالک رہ گیا ہے۔

تو قرآن نے فرمایا، اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ تم پورا کرو اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہدوں کو، جب تم اس بات پر آ گئے۔ کہ تم تیار ہو گئے کہ جو ہم نے عہد کیا ہے رب العالمین کے ساتھ ہم اس عہد کو پورا کرتے ہیں تو پھر بات سن لو اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ، حلال کر دیئے گئے تمہارے لیئے وہ چار پائے، جو چرنے والے ہیں۔ اب کوئی یہ کہہ دے کہ حلال وہ کیوں ہیں، باقی کیوں نہیں حلال، یہی تو کہا کہ ایمان ہے؟ مانتے ہو میری بات کو؟ اگر میری بات کو مانتے ہو تو میں کہتا ہوں بکری حلال ہے کتا حرام ہے۔ تم اگر یہ کہدو کہ بکری کیوں حلال ہے، کتا کیوں حرام ہے؟ تو اس طرح تو تم نے شبہ ڈال دیا۔ تم نے جو عہد میرے ساتھ کیا ہے وہ عہد پھر باقی نہ رہا۔ تم تو کہتے ہو جو اللہ کہے گا ہم

مانیں گے۔ تو اللہ فرماتے ہیں بکری حلال ہے کتا حرام ہے۔ بس تم ٹھہر جاؤ یہاں پر، مسلمان کی پہلی زندگی جو تھی میرے دوستو، ہمارے سامنے تاریخ و سیر کی کتابیں موجود ہیں۔ امام الانبیاء نے جو کچھ ارشاد فرمایا، قرآن مجید نے جو کچھ ارشاد فرما دیا، جب اللہ کی بات سامنے آ گئی، ساری کی ساری اپنی دلائل ایک طرف رہ گئیں۔ جو اللہ نے فرمایا، جو اللہ کے نبی نے فرمایا مسلمان نے اس کو قبول کر لیا۔

یہاں پر بھی فرمایا اُحِلَّتْ لَکُمْ حلال کر دیئے گئے تمہارے لئے بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ چرنے والے چار پائے اِلَّا مگر حرام ہیں تم پر وہ مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ، جو ابھی تم پر پڑھے جائیں گے (محرمات ابدیہ) کی طرف اشارہ ہے۔ تم پر کچھ چیزیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں، غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ، سوائے اس بات کے کہ تم حلال سمجھو اس شکار کو اس حال میں کہ تم محرم ہو۔ یہاں تین حکم اللہ تعالیٰ نے بیان کئے۔ قرآن مجید میں ہے، اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کا کلام اتنا وسیع اتنا جامع ہے، ساری دنیا اور دین، قیامت برزخ ساری کی ساری عالمین کی باتیں قرآن مجید میں ہیں اور پھر قرآن کا دعویٰ ہے قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا، قرآن کا ایک کلمہ بھی سمجھ میں آ جائے میرے بھائی اور اللہ عمل کی توفیق دے دے تو ہو سکتا ہے کہ ہماری اس سے بھی نجات ہو جائے۔

تو یہاں تین باتیں فرمائیں، اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ،

حلال ہیں تمہارے لئے چرنے والے چار پائے ۔ جو گھاس کھاتے ہیں ۔ چرتا وہی ہے جو گھاس کھاتا ہے ۔ اصول بیان کر دیا ۔ ایک قاعدہ بیان کر دیا کہ جو چار پایہ چرے گا ۔ وہ گھاس کھائے گا ۔ وہ بھوسہ کھائے گا ۔ وہ کسی ایسی چیز کو نہ کھائے گا جو خبیثات میں سے ہو ۔ وہ پھر مردار نہیں کھائے گا ۔ وہ پھر باسی گوشت نہیں کھائے گا ۔ وہ پھر گندی ہڈی نہیں کھائے گا ۔ وہ پھر گوشت کو نہیں نوچے گا ۔ اس لئے جو گھاس کھائے گا ، جو پتے کھائے گا ، جو بھوسہ کھائے گا ۔ اس کی تربیت ہو گی طیّب غذا کے ساتھ ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں فرمایا ۔ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ ط وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ط وہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے ، اپنی امت کے لئے طیبات حلال کریں گے ۔ اور خبائث کو حرام کر دیں گے ۔ یہ ایک خصوصی بات یہاں سے نکل آئی یُحِلُّ حلال کر دیں گے ۔ کون ؟ وہ نبی (یہ قرآن شریف کی سورت اعراف کی آیت ہے) جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اپنی قوم کے چند افراد کو لے کر گئے ۔ ان کی توبہ قبول ہوئی اور راز و نیاز کی باتیں ہوئیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ رب العالمین کا جلال جمال میں بدل چکا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہے تو انہوں نے اپنی اُمت کے لئے بہتری کی دعا مانگی ۔ انبیاء علیہم السلام اولیاء اللہ ، علمائے برحق ، ہمیشہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ اللہ کی مخلوقات کا بھلا ہو ۔ جتنے اہل اللہ ہوتے ہیں علمائے برحق ہوتے ہیں ۔ یہ متبع

ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے خصوصاً امام الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہوتے ہیں اور حضور کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ کہ اللہ کی کوئی بھی مخلوق جہنم میں نہ جائے۔ حضور دعائیں کرتے تھے۔ حضور اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے تھے۔ حضور کی یہ خواہش تھی کہ اللہ کی کوئی بھی مخلوق جہنم میں نہ جائے۔ اس لئے علمائے برحق کی بھی یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ کوئی مخلوق بھی جہنم میں نہ جائے۔

تو میں بات عرض کر رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ رحمت کا دریا جوش میں آیا ہے تو آپ نے جو اللہ سے درخواست کی وہ اپنی امت کی دونو جہانوں کی بہتری کی تھی۔ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ ط اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ط اے اللہ! میری اس امت کیلئے اس جہاں کی بھی بہتر لکھ دے اور قیامت کی بھی بہتری لکھ دے کیوں؟ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ط ہم تیرے دربار میں توبہ کر ڈالی۔ تیرے حضور میں ہم پہنچ گئے۔ تو نے ہماری توبہ قبول کر لی۔ اب ہماری اتنی سی درخواست ہے۔ کہ دونوں جہانوں کی بہتری ہمارے لئے لکھ دے قرآن مجید گواہ ہے، اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "موسیٰ ذرا بات سن لو، میرا ایک قانون بھی سن لو، میرا ایک فیصلہ بھی سن لو" قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط اے موسیٰ میرا عذاب تو جس کو میں چاہوں دے دوں، عذاب میں بھی تخفیف کرتا ہوں لیکن رحمت؟ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط میری رحمت ہر چیز پر شامل ہے۔ کسی کو تھوڑی، کسی کو زیادہ کسی کو بالذات، کسی کو بالتبع، تیرا جو یہ سوال ہے کہ میں دارین

کی رحمتیں تیری اُمت کے لئے لکھ دوں ۔ اس کا بھی جواب سُن لے
فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ هُمْ
بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ
یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ
وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ۔
اے موسیٰ بات سن ! تو واقعی میرا کلیم ہے ۔ میں نے تجھے کوہ طور پر
بلا کر تیرے ساتھ کلام کیا ۔ تجھے میں نے جانتے جانتے نبوت دے دی
لیکن ذرا خیال رکھنا، ایک اور بہت بڑی ہستی ہیں نے پیدا کی جسے
دنیا کہے گی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی امت کے لئے
میں نے دارین کی بہتری لکھ دی ۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں اس
نبیؐ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے متعلق فرمایا، کاش ہم اپنے عقد کو پورا
کرتے اور جو وعدہ کیا تھا، اس کو ہم پورا کر لیتے ۔ حقیقت ہے دارین
کی نعمتیں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو دیتا ہے مگر مسلمان ؟ اس وقت اللہ
کا باغی، اللہ کا سرکش ہے (الا ماشاء اللہ) دنیا نے دیکھا اللہ تعالیٰ
نے مسلمانوں کو دارین کی نعمتیں دیں یا نہ دیں ۔ آپ میں سے اکثر
میرے لکھے پڑھے دوست ہیں ۔ آپ بتایئے کہ پچاس سال کے عرصے
میں مسلمانوں نے آدھے ایشیا پر حکومت کی ۔ وہ مسلمان جو اونٹنی کا دودھ
پینے والے تھے، جو باسی گوشت کھانے والے تھے، جن کے پاس
کوئی مادی طاقت نہیں تھی، صرف ایک طاقت تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
کی اور امام الانبیاء پر ایمان، امام الانبیاء پر یقین، اور دُنیا نے دیکھ
لیا کہ وہ مسلمان پچاس سال کے اندر اندر آدھے ایشیا کے مالک

ہو گئے۔ یہ اتفاق کی باتیں نہیں۔ مجھے بتایا جائے کوئی فلسفہ جو اس فلسفہ لانے والے کی زندگی میں بھی کامیاب ہوا ہو۔ ہم کہتے ہیں بتا دیجئے۔ یہ صرف حضورؐ کا فلسفہ حیات تھا، نظامِ حیات تھا کہ ان بدوؤں کو، ان چرواہوں کو حضورؐ نے اوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ ایک دن آپ نے فرمایا "کاش! آج میرا باپ خطاب ہوتا تو دیکھ لیتا۔" صحابہ نے پوچھا، حضرت! یہ کیا بات ہے؟ فرمایا! کہ میرا باپ خطاب مجھ سے کہا کرتا تھا۔" اے عمر! تو اونٹوں کو نہیں چرا سکتا۔ مجھے یہ غم ہے کہ تو اپنی زندگی کس طرح گزارے گا۔" اگر آج میرا باپ زندہ ہوتا، تو دیکھ لیتا کہ محمد رسول اللہ کی غلامی نے مجھے وہ طاقت بخشی کہ میں آدھے ایشیا پر حکومت کر رہا ہوں۔ کیا تھا صحابہ کے پاس، وہ کون سی یونیورسٹی کے فاضل تھے۔ وہ کون سی اکیڈمی کے فارغ التحصیل تھے؛ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین تھا، اسلام پر یقین تھا، وہ قرآن شریف کو اپنا رہنما سمجھتے تھے۔

میں عرض کر رہا تھا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو نبیٔ امیؐ ہوں گے۔ اُن کو جو مانیں گے دارین کی رحمتیں میں اُن کے لئے لکھوں گا اور اس نبیٔ امیؐ کی چند صفات اللہ تعالیٰ نے بیان کیں۔ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ وہ نبی اس امت کے لئے طیبات کو حلال کہیں گے۔ اور خبائث کو حرام کہیں گے۔ تو قرآن نے

حضورؐ کو کیا فرمایا؟ مُحَلِّلْ (حلال کرنے والا) مُحَرِّمْ (حرام کرنے والا) اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں :-

جب خیبر فتح ہُوا۔ خیبر کے فتح ہونے کے بعد یہودی لوگ گدھے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور اب بھی میرا خیال ہے کھاتے ہوں گے۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب ان دکانوں کو دیکھا کیونکہ یہودی دکانیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ گوشت لٹکا ہوا تھا لے کر انہوں نے اپنی اپنی ہانڈیوں میں ڈالا اور پکانے کی تیاری کی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا۔ حضورؐ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ اور ایک تمہید بیان فرمائی۔ اَلَا۔ سن لو اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَہٗ وَمَعَہٗ۔ مجھے اللہ نے قرآن دیا اور قرآن کی طرح اور بھی کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے۔ پہلے حضورؐ نے ایک تمہید باندھی۔ ایک قانون بیان کیا۔ اَلَا۔ سن لو (تنبیہ کا کلمہ ہے) اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ۔ اللہ نے مجھے قرآن دیا۔ وَ مِثْلَہٗ مَعَہٗ۔ اور قرآن کے ساتھ کچھ اور بھی اتنا ہی دیا۔ یہ تمہید بیان کرنے کے بعد فرمایا اَلَا، یُحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیْ۔ یاد رکھو تمہارے لئے گھروں میں پلنے والا گدھا حلال نہیں ہے۔ بلکہ یہ حرام ہے ۔ اب گدھا حرام ہے یا حلال ہے؟ ذرا ان سے پوچھو جو منکرین حدیث ہیں۔ گدھا حلال ہے یا حرام؟ حرام ہے۔ کہاں لکھا ہے؟ قرآن میں تو کہیں نہیں آیا۔ پھر تو گدھے کے گوشت کی دکانیں کھلوا دو۔ اور خوب جی بھر کے کھاؤ۔ دماغ تو ویسے ہی گدھوں کا سا ہو چکا ہے

اب گدھے کا گوشت بھی کھانا ہی چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ نصیب فرمائے ۔ ماننا پڑے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال بھی ظاہر فرمانے والے ہیں اور حرام بھی ظاہر فرمانے والے ہیں اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر جو تشریح کی اس آیت کی اُسی ضمن میں عرض کر رہا ہوں ۔ فرمایا۔

اُحِلَّتْ لَکُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ۔ حلال کر دئے گئے تمہارے لئے وُہ چار پائے جو چرتے ہیں ۔ اب اس چرنے کے لفظ پر میں عرض کر رہا تھا ۔ جس کی تشریح میں یہ بات آ گئی ۔ کہ جو چار پایہ چرے گا وہ دوسری کوئی چیز نہیں کھائے گا ۔ اگر کھائے گا تو اس کا گوشت پھر تم پر حرام کر دیا جائے گا ۔ جیسا کہ گدھے کی مثال ہے ۔

اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ ۔ مگر وہ چار پائے تم پر حرام ہیں جن کا ذکر ابھی آگے آ رہا ہے ۔ یہ محرّماتِ ابدیہ ہیں جو ہمیشہ کے لئے تم پر حرام ہیں ۔ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ (یہ محرّماتِ عارضیہ ہیں) اس حال میں کہ تم حلال نہ سمجھو شکار کرنے کو ۔ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۔ جب کہ تم محرم ہو ۔ محرم کہتے ہیں اس آدمی کو جو احرام باندھے اور احرام کے سلسلے میں مَیں نے آپ کو تکبیر تحریمہ کا ترجمہ بتاتا تھا کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز کی نیت پہلے باندھتے ہیں اور نیت باندھنے کے بعد جو ہم کہتے ہیں اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط اسے کہتے ہیں ہماری شریعت میں ، فقہ اسلامی میں تکبیر تحریمہ ۔۔۔ "تحریمہ" کا معنی کیا ؟ اس تکبیر کے کہنے کے بعد اب ہم پر سارے وہ کام حرام ہو گئے ۔ جو نماز کے منافی ہیں ۔ جب ہم نے کانوں کو ہاتھ لگائیے

تکبیر تحریمہ پڑھ لی تو اب ہم بن گئے محرم۔ اب جتنے کام نماز کے منافی ہوں گے، وہ ہم پر حرام ہو گئے۔ کھانا حرام، پینا حرام، دنیا کی بات کرنا حرام، قبلے سے منہ پھیرنا حرام۔ اور پھر یہ نماز ایک سبق ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ میرے نیک بندے وہ ہیں جو ہر وقت نماز میں رہتے ہیں۔ وہ ہر وقت یہ سوچتے ہیں کہ میں تو نمازی ہوں۔ میں نے صرف پانچ وقت نماز نہیں پڑھنی۔ بلکہ میں تو ہر وقت نماز میں رہتا ہوں۔ اللہ میرے سامنے ہے خدا کا ذکر میری زبان پر ہے تو میں کیوں وہ کام کروں جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو۔ اسی طرح احرام کہتے ہیں جب حاجی لوگ حج کو جاتے ہیں اور وہ میقات کے قریب جب پہنچتے ہیں (میقات اس جگہ کا نام ہے جس سے آگے آدمی بغیر احرام کے نہیں جا سکتا) تو وہاں پر وہ سلے ہوئے کپڑے اتار دیتے ہیں۔ اور ان سلے کپڑے پہن لیتے ہیں (مرد) عورتیں وہاں بھی سلے ہوئے کپڑے پہنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی عورتوں کو حکم دیا کہ تم یہاں بھی سلے ہوئے کپڑے پہنو۔ تمہارے بدن کا کوئی حصہ یہاں بھی ننگا نہ ہو۔ مرد اگر اپنے سر کو چھپائے تو اس کو قربانی دینی پڑتی ہے۔ لیکن عورت اگر اپنے سر کو ننگا کرے تو اسے قربانی دینی پڑے گی۔ اب تو ہمارا حساب ہی الٹا بن گیا ہے۔ مرد کو حکم ہے کہ سلے ہوئے کپڑے اتار دے۔ ایک تہبند باندھ لیتے ہیں اور ایک چادر اوپر کر لیتے ہیں۔ سر کو نہیں ڈھانپتے۔ اسے کہتے ہیں احرام، اب احرام

باندھ لیا ہے تو پھر مسلمان کیا کہتا ہے (حاجی)

لَبَّیْکَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط

اے اللہ میں حاضر ہو گیا۔ اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے ہوں، ہر وقت تلبیہ پڑھتا ہے ۔ لبیک لبیک ہوتی رہتی ہے۔ فرمایا دیکھ تو نے بڑا دعویٰ کیا۔ تو نے سلے ہوئے کپڑے اتار دیئے۔ تُو نے تہبند باندھ لیا۔ تُو اب خوشبو نہیں لگاتا۔ تُو اب داڑھی مونچھوں کے بال نہیں کاٹتا۔ تُو ناخن نہیں کاٹتا تُو غسل کرتا ہے تو بدن سے میل نہیں اتارتا۔ تو کیا کہتا ہے؟ تو کہہ رہا ہے کہ میں جا رہا ہوں ۔ رب العالمین کا عاشق بن کر۔ میں خانہ کعبہ کا طواف کروں گا۔ میں اُس گھر میں پہنچوں گا۔ جو میرے رب للعٰلمین کا مظہر جلال ہے اور جس گھر کا طواف کیا آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسولؐ اللہ تک سب نبیوں نے ۔ میں اُس گھر جا رہا ہوں، میں تو خدا کے حضور پہنچنے والا ہوں۔ میں تو اللہ کے گھر جا رہا ہوں۔ تو حاجی صاحب! جب تم اللہ کے گھر جا رہے ہو تو پھر شکار کیوں کرتے ہو؟ فرمایا۔ دیکھنا حاجی صاحب! شکار کی نیت اب نہ کرنا۔ اب تو تم نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ط مت حلال سمجھو تم اپنے لئے شکار کرنے کو۔ حاجی کے لئے شکار کرنا حرام ہے۔ وہ شکار نہیں کر سکتا۔ کسی اور کو بھی شکار کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا۔ کسی اور کو شکار کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔ البتہ کوئی اور حلال (یعنی جو محرم نہیں ہے) وہ شکار کرے۔ اس کے کہنے کے بغیر، اس کے اشارے کے بغیر، اور وہ پکا کر لے آئے ۔ تو

کھانا جائز ہے۔ اس کے لئے شکار میں پھنسنا جائز نہیں۔ کیونکہ جو شکار میں پھنس گئے وہ گئے تباہ ہو گئے۔ یہ شکار بھی ایک عجیب ابتلاء ہے اللہ تعالٰے کا پہلے پارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے آزمایا بنی اسرائیل کو۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ کہ اے بنی اسرائیل! ہفتے کے دن شکار نہ کیا کرو

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ٥ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥

فرمایا کہ تم جانتے ہو ان لوگوں کو جنہوں نے میری حدوں کو توڑ دیا تھا۔ سنیچر کے دن کے بارے میں۔ یعنی تین دن بابرکت ہیں۔ یہودیوں کے لئے ہفتے کا دن بابرکت، عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن اور مسلمانوں کے لئے سید الایام جمعۃ المبارک۔ ہمیں حکم ہے کہ جمعہ کے دن کو خصوصیت کے ساتھ تم اس عبادت کے لئے خاص کرو۔ جو تمہارے لئے نجاتِ دارین کا باعث ہو۔ تم جمعہ کے دن صبح سے اپنی حجامت بناؤ، عمدہ کپڑے پہنو اور زیادہ درود پڑھو۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر۔ حضورِ اکرم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھو مجھ پر۔ اس لئے کہ تمہارا درود جہاں بھی تم ہو گے مجھے پہنچے گا۔ اور سورۂ کہف کی تلاوت کرو۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے۔

میرے دوستو! یہ سب درسِ قرآن ہے۔ جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود پڑھیے اور صلوٰۃ التسبیح جو حضورِ انورؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بتائی۔ فرمایا

کہ اے میرے چچا! اگر تو روزانہ پڑھے تو بہت اچھی بات ہے۔ ورنہ ہفتے میں ایک بار پڑھ لے ورنہ سال میں ایک بار پڑھ لے ورنہ عمر میں ایک بار پڑھ لے (مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے) اگر تو نے ساری عمر میں بھی ایک بار اس نماز کو پڑھ لیا اللہ تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے کیوں نہ ہوں۔ تو اس لئے اغلب طریقہ صوفیائے کرام نے یہی لکھا ہے کہ جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھ لے۔ اس کا طریقہ حدیثوں میں آتا ہے اور میری کتاب ایک چھپ چکی ہے "آغوشِ رحمت" اس میں میں نے نقل کر دیا ہے یعنی سورۂ کہف پڑھے، درود مقدس امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ پڑھے اور صلوٰۃ التسبیح پڑھے۔ اس کے بعد جتنا پہلے چلا جائے۔ مسجد میں جا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ اور پھر جب اذان ہو، اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ نمازِ جمعہ کی جا کر پڑھے۔ امام کا خطبہ سنے۔ تقریر سنے اور اس جمعہ کے دن کو خصوصیت کے ساتھ اللہ کی عبادت کے لئے خاص کر دے۔ ویسے بھی پڑھ لے لیکن یہ خاص دن ہے اور اس کی خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ نبی کریم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ وجود میں جب اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر سے دنیا میں تشریف لائے تو وہ سوموار کا دن تھا۔ لیکن رحمِ مادر میں جب امام الانبیاء پہنچے تو جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے جمعہ کے دن جتنا زیادہ درود پڑھا جائے گا

امام الانبیاء پر نورانیت اور رحمت دو عالم زیادہ پڑے گی۔ پڑھنے والے پر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)!

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہودیوں کے لیئے ہفتے کے دن شکار کرنا منع کیا گیا، عیسائیوں کے لیئے اتوار کا دن عبادت کے لیئے مقرر کیا گیا۔ مسلمانوں کو جمعے کے دن کی خصوصیت فرمائی اور یہودیوں کو یہ بھی کہا گیا کہ انطاکیہ کے قریب ایک بستی ہے جہاں سے پانی کا ایک دریا گذرتا ہے۔ دریائے نیل ہوگا یا کوئی اور دریا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو منع فرمایا۔ کہ دیکھو تمہیں یہ بڑی غلط علت پڑ گئی ہے۔ شکار کی۔ ہفتے کے دن شکار نہ کرنا۔ اس دن میری عبادت کرنا۔ انہوں نے کیا حیلہ کیا؟ قرآن شریف میں بھی ہے اور حدیثوں میں تفصیل آتی ہے۔ انہوں نے ایسا حیلہ کیا کہ چھوٹی چھوٹی نالیاں نکالیں۔ اپنے گھروں میں تالاب بنا لیئے۔ شام کے وقت جب نالیوں میں وہ مچھلیاں آتیں تالاب میں جمع ہو جاتیں تو سورج غروب ہوتے ہی وہ مچھلیاں پکڑ لیتے۔ اپنے دل میں وہ خوش تھے کہ ہم نے خدا کا حکم مان لیا۔ ہم نے شکار نہیں کیا۔ لیکن سودا بھی پورا ہوگیا۔ اور خدا بھی اُن کے خیال میں راضی ہو گیا۔ تو اللہ نے کیا کیا؟ قرآن میں دیکھ لیجئے۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ہم نے انہیں بندر بنا دیا۔ تین دن تک زمین پر رینگ کر مر گئے۔ ستر ہزار کی تعداد میں یہودی مرے ہیں جن کو شکار سے منع کیا۔ تو انہوں نے حیلہ کیا، خدا کی باتوں کے ساتھ حیلہ کرتے ہیں۔ جیسے ہمارا حال ہے۔

میرے دوستو! میں پہلے بھی کسی درس میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر امام الانبیاءؐ کی دعا نہ ہوتی تو ہم سب کی شکلیں مسخ ہو چکی ہوتیں۔ جو ہم کرتوت کرتے ہیں۔ اللہ کے دین کو جو ہم نے فٹ بال بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے عذاب سے ہم سب کو بچائے۔ ہم نے دین کو ایک مذاق بنا رکھا ہے۔ حالانکہ دینِ محمد رسول اللہ، ہم اس کے دعوے کرنے والے، ماننے والے حضورؐ کی تین دعائیں ہیں۔ امام الانبیاءؐ نے فرمایا ہے میں نے اللہ سے تین دعائیں مانگیں اور تینوں اللہ نے قبول فرمائیں ویسے حضورؐ کی ہر دعا اللہ نے قبول کی ہے اور نبی کی دعا قبول ہوتی ہے پہلی دعا حضورؐ نے یہ فرمائی تو دوسری دعا کہ اے اللہ میری امت مجموعی طور پر گمراہ نہ ہو۔ اگر ایک محلے میں لوگ گمراہ ہوں تو دوسرے محلے کے نیک ہو جائیں۔ ایک شہر برباد ہو گیا، گمراہ ہو گیا، دوسرا شہر نیک بن جائے۔ گھر کے دس آدمی بے نماز ہیں۔ ایک نمازی بن جائے مجموعی طور پر میرے اللہ میری امت گمراہ نہ ہو۔ جیسے کہ پچھلے نبیوں کی امتیں مجموعی طور پر گمراہ ہوئی ہیں۔ اللہ نے یہ دعا بھی قبول فرمائی اور تیسری دعا حضورؐ نے یہ فرمائی کہ اللہ! میری امت اگر گناہوں کی مرتکب ہو جائے تو ان کی شکلوں کو مسخ نہ کیجئے۔ جس طرح کہ پہلی امتوں کی شکلوں کو مسخ کیا گیا۔ اللہ نے یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ دنیا میں کسی مسلمان کی شکل مسخ نہیں ہوتی۔ لیکن قبروں میں کیا ہوتا ہے؟ (اللہ میری قبر کو اور آپ کی قبروں کو پُر نور فرمائے) وہ تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جیسا آدمی ہو تو پھر جا کے دیکھے قبروں میں کہ ہم کیا رنگ نکالتے ہیں۔ یہ ہمارا جو کچھ نانا دنگرا

ہے یہیں تک ہے۔ بس جونہی ہمارا سانس نکلتا ہے تو اس کے بعد جو کچھ ہمارے ساتھ ہوتا ہے جو مر چکے ہیں بس اللہ تعالیٰ ہی اُن کی قبروں کو پُر نور فرمائے۔ اللہ میرا آپ کا خاتمہ با ایمان فرمائے۔ اللہ ہماری قبروں کو بُرا ہونے سے بچائے۔

میں عرض کرتا ہوں۔ خالی دُعاؤں سے بھی تو کچھ نہیں بنتا۔ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کے دین کو مذاق سمجھا تھا۔ آج جا کے اُن کی قبروں کو دیکھ لیجئے۔ قبروں میں کیا بن رہا ہے۔ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ۃ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ ۃ قبر یا جنت کے باغوں سے باغ بن جاتی ہے یا جہنم کے گڑھوں سے گڑھا بن جاتی ہے۔

علامہ ابن دقیق العید مصر کے بہت بڑے عالم اور صوفی گذرے ہیں جن کی قدر علماء ہی جانتے ہیں۔ بہت بڑے محدث اور مفسر تھے اپنے زمانے کے اُن کے ایک دوست (وہ بھی عالم ہی ہوں گے) فوت ہو گئے۔ مرنے کے چند دن بعد جب وہ خواب میں آئے تو علامہ نے پوچھا کہ سُنا بھائی کیسی گذری؟ عرض کیا بات بڑی مشکل تھی۔ جب آپ لوگ مجھے دفن کر کے چلے آئے۔ اب تو قبروں پر بھی کوئی نہیں جاتا۔ ہمارا عجیب حساب ہے۔ مجھے واہ کینٹ کا تو پتہ نہیں۔ لیکن باقی شہروں میں یہی حال ہے، سڑک پر جنازہ پڑھ لیتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ یہ گوشت کی لاش ہے اور بس کوئی نہیں پروا کرتا مردے کی۔ بس سڑک پر جنازہ پڑھ لیا۔ یہ اپنے اپنے پروگراموں پر چلے گئے، اور اُس کو لمبے سفر پہ روانہ کر دیا۔ وہ جانے اور قبر جانے۔ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ حضورؐ فرماتے ہیں جو مسلمان کا جنازہ پڑھے گا اُسے ایک قیراط کا ثواب

ملے گا۔ دفن تک ساتھ رہے گا۔ تو " دو قیراط " کا ثواب ملے گا۔ اور قیراط کسے کہتے ہیں؟ ایک آدمی اُحد پہاڑ جتنا سونا اللہ کی راہ میں دے جتنا ثواب ملتا ہے مسلمان کا جنازہ پڑھنے میں اتنا ثواب ملتا ہے اور دفن کرنے تک ساتھ رہے تو اتنا ثواب ملے گا کہ دو احد پہاڑوں جتنا سونا خدا کی راہ میں دے دیا۔ یہ دینِ اخوت ہے یا نہیں؟ یہ دین مؤدّت ہے یا نہیں؟

ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ میں نے اُسے پوچھا کہ سنا پھر کیا بنا۔ تو اُس نے مجھے کہا کہ معاملہ تو بڑا سخت تھا۔ آپ جب چلے گئے تو مجھ پر ایک کتا مسلط کر دیا گیا جس کا رنگ کالا اور سفید تھا۔ اللہ تعالیٰ کتے کے اخلاق سے بچائے۔ کیا کیا عرض کیا جائے میرے بھائی۔ قرآن فرماتا ہے۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ فرماتے ہیں میں نے بعض انسانوں کو بڑے بڑے مقامات دیئے میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ ملیں وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ ؕ وہ زمین کے ساتھ چمٹ گیا۔ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ۔ اس کی مثال کتے کی ہے اور کتے کی چار صفات امام رازی نے لکھی ہیں۔ کتے کی اچھی صفتیں بھی ہیں۔ اور بُری صفتیں بھی چار، قرآن نے فرمایا کہ بعض انسانوں کی مثال کتے کی ہے اور کتے کی بُری صفات چار ہیں امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھی ہیں، چار صفات بد۔ پہلی صفت کتے کی بری یہ ہے کہ خواہ اس کے پیٹ میں بہت کچھ پڑا ہو۔ یعنی راستے پر چلتا ہے تو راستے کو سونگھتا رہتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ یہاں پر کوئی

چیز تو نہیں پڑی ۔ کتے اب تو بڑے ہو گئے ہیں ۔ پتہ چلتا رہتا ہے ۔ سونگھتے ہیں یا نہیں سونگھتے ؟ اور امریکہ میں چونکہ بڑے کتے ہیں لہٰذا یہاں بھی ہونے چاہئیں ۔ بڑے کتے ہیں ۔ دنیا میں اس وقت ۔ تو وہ زمین پر سونگھتا ہے کہ کوئی چیز تو نہیں پڑی (۲) دوسری صفت مذموم کتے کی یہ ہے کہ اس کے سامنے بہت بڑا ایک مردار پڑا ہو ۔ بہت بڑا جیفہ اور دھڑ لنگا پڑا ہو ۔ پھر وہ دوسرے کتے کو قریب نہیں آنے دے گا ۔ یہ جانتا ہے کہ میں یہ نہیں کھا سکتا لیکن دوسرے کتے کو قریب نہیں چھوڑتا (۳) اور تیسری کتے کی صفت بد یہ ہے کہ جب پیشاب کرتا ہے ٹانگ اٹھا کر کرتا ہے ۔ اونچی جگہ پیشاب کرتا ہے ۔ دوسرے کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ (۴) اور چوتھی صفت بد (اس وقت بچیاں ہوں گی میں تفصیل کے ساتھ عرض نہیں کر سکتا) خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے ۔ آپ دوست اکثر جانتے ہیں اس بات کو ۔ یہ چار صفتیں ہیں کتے کی ۔

بعض انسانوں میں بھی یہ چار صفتیں منتقل ہو جاتی ہیں ۔ تو قبر میں کہتے ہیں کہ مجھ پر کتا مسلط ہو گیا ۔ جس کا رنگ کچھ سفید تھا کچھ سیاہ تھا میں تو گھبرایا کہ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۔ اب کہاں جاؤں گا ۔ یہاں تو بھائی ڈاکٹر آ سکتا ہے یہاں بھی کوئی کچھ نہیں کر سکتا ۔ جس پر آتی ہے اسی پر آتی ہے ۔ وہ جانے اس کا کام جانے ۔ ہمارے ایک بہت مہربان دوست (بلکہ بزرگ) ہیں ۔ میں آپ سے درخواست کروں گا ۔ کہ آپ ان کی صحت کے لئے دعا کریں ۔ ہمارے بہت اچھے مہربان ہیں ۔ بہت اونچے مالدار ہیں ۔

قرآن مجید کے حافظ ہیں اور صحت کے زمانے میں دس بارہ پارے روز پڑھ لیا کرتے تھے۔ حاجی بھی ہیں۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ ہیں۔ تقریباً تین سال سے ان کا بدن معطل ہو چکا ہے۔ سُن ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے اُن کے علاج ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحت نہیں ہے۔ تو وہ مالداری کام آتی ہے؟ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی شفا بخشے۔ اور باقی بیماروں کو بھی اللہ شفا بخشے تو دنیا میں کوئی بھی کسی کی تکلیف کو دُور نہیں کر سکتا۔ تو قبر میں کیسے کرے گا؟ مگر دنیا میں تو آسرا ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب آئیں گے۔ ٹیکہ لگا دیں گے۔ ابھی میرا بھائی آئے گا۔ دوائی دے دے گا۔ یہ تو ایک آسرا ہے۔ ورنہ کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا۔ اور قبر میں؟ وہاں کوئی جاتا ہی نہیں ساتھ۔ کوئی جاتا ہے؟ کوئی نہیں جاتا۔ جا سکتا ہی نہیں وہاں تو اپنے اعمال ہوتے ہیں انسان کے۔

علامہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کہا کہ مجھ پر کتا مسلط ہوا۔ تو میں گھبرا گیا۔ کہ اب یہ تو مجھے کھا جائے گا۔ میں نے دیکھا میری گھبراہٹ میں ایک خوبصورت نوجوان آیا۔ اس نے کتے کو مارا۔ کتا بھاگ کر چلا گیا۔ اور مجھے اطمینان دلایا کہ آپ آرام کے ساتھ لیٹیں۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے جس نے میری ایسے وقت میں مدد کی۔ اور تو کہاں سے غائبانہ نمودار ہوا؟ تو اس نے مجھے کہا کہ میں وہ سورت کہف کا ثواب ہوں جو تو ہمیشہ جمعے میں پڑھا کرتا تھا۔ ہم تو اس کو مانتے ہیں۔ جو نہیں مانتے نہ مانیں۔

امام الانبیاء اسی لئے تو فرماتے ہیں۔ قرآن دنیا میں بھی نجات دے گا

قبر میں بھی نجات دے گا۔ قیامت میں بھی نجات دے گا۔

کل رات ایک حدیث گذری کیمبلپور کے درسِ حدیث میں حضرت معاویہؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ (متفق علیہ) یعنی بخاری و مسلم دونوں کی متفق علیہ حدیث ہے۔ پہلا نمبر قرآن کا میرے بھائی!..... (اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب فرمائے) پہلا نمبر ہدایت کا مسلمان کے لیئے قرآن کریم، دوسرے نمبر پر وہ حدیثیں ہیں جو بخاری و مسلم میں آئی ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے متفق علیہ ـــ وہ حدیثیں جن پر اتفاق کیا ہے امام بخاری اور امام مسلم نے۔

چودہ سو سال تک کسی شخص کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کہہ سکے کہ بخاری (نعوذ باللہ) "لغو" ہے۔ یا بخاری کو جلا دیا جائے۔ آج بعض ایسے دریدہ دہن ہیں جو یہ لکھتے ہوئے نہیں شرماتے کہ "جی چاہتا ہے کہ بخاری کو جلا دیں ـــ" یہ آج سے تقریباً دو مہینے کے اندر مضمون شائع ہوا ہے ایک شخص کا۔ اُس نے کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ بخاری کو جلا دوں ـــ او بدبخت! تو جل جائے گا بخاری نہیں جلے گی۔ بخاری کو جلانے والا کون؟ بخاری کبھی نہیں جلے گی۔ جس نے جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتنی خدمت کی وہ جل سکتی ہے؟ امام بخاری کے متعلق ہے۔ آپ نے دیکھا بچپن میں، آپ نے خواب میں دیکھا نبی کریم تشریف فرما ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آپ کے بدن پر مکھیاں بیٹھنا چاہتی ہیں اور امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس پنکھا تھا۔ میں پنکھے کے ساتھ جھل رہا ہوں تاکہ

کوئی مکھی بیٹھنے نہ پائے امام الانبیاءؐ کے بدن پر — جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو اس زمانے کے بہت بڑے عالم دین کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں یوں دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا تجھے مبارک ہو۔ اے محمد عبداللہ! تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ تجھ سے وہ کام لے گا۔ کہ جو لوگ محمد رسول اللہؐ کے دین پر اعتراض کریں گے تو ان اعتراضوں کا جواب دے گا۔ امام بخاریؒ نے بخاری مرتب کی سولہ سال میں بخاری کو مرتب کیا۔ لاکھوں حدیثوں کا انتخاب کیا۔ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل کیا۔ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی، قواعد وضوابط کا لحاظ کیا۔ تب جا کر بخاری کو مرتب کیا۔ اور آج بعض گستاخ یہ کہتے ہیں۔ کہ دل چاہتا ہے کہ بخاری کو جلا دیں؟ — تم جل جاؤ گے، بخاری کبھی نہیں جل سکتی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصبے میں پہنچے بخارا میں اس زمانے میں جو خان تھا بخارا کا اس نے کہا میرے بیٹے کو گھر پڑھا کر جایا کریں۔ فرمایا تیرا بیٹا پڑھنا چاہتا ہے تو مسجد میں آ جایا کرے۔ وہاں سے نکلے (میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں) خارتنگ تشریف لائے۔ خارتنگ میں آپ کی وفات ہوئی۔ نوّے ہزار انسانوں کو سنایا ہے امام بخاریؒ نے محمد رسول اللہ کا قول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ ہم اس بات کو مانتے ہیں میرے دوستو اور بزرگو! کہ انسان کی موت کے بعد جو کچھ واقعات ہیں وہ واقعات بالکل برحق ہیں۔ ہمارا اس پر ایمان ہے۔ اور اسی ضمن میں میں نے آپ کے سامنے ایک حدیث پیش کی۔ حضرت معاویہؓ کی روایت

ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ط (متفق علیہ) جس کے
ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اُسے کیا دیتے ہیں؟ کار؟
بنگلہ؟ کوٹھی؟ دولت؟ بیٹے؟ مربعے! جاگیریں؟ — نہیں — فرمایا
نہیں نہیں — یہ تو اوروں کو بھی دے دیتے ہیں۔ يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ
اس کو اللہ دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ جن پر اللہ مہربانی کرنا چاہیں
ان کو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ ہم نے کیا مہربانی کا معیار بنایا؟
آج یہ عام رواج ہو چکا ہے "فلاں آدمی پہ خدا بڑا راضی ہے"
"ارے کیسے راضی ہے؟ تجھے کیا خبر کہ راضی ہے؟" اس کی کوٹھی
بن رہی ہے۔ "آہا کوٹھی بن رہی ہے" ارے اس کی اگلی کوٹھی
کا کیا حال ہے؟ یہ کوٹھی تو رہ جائے گی یہیں پہ۔ یہ بلڈنگ وغیرہ
سب رہ جائیں گے۔ اگلی کوٹھی کو دیکھو وہاں کیا بن رہا ہے؟"

أَلَا يَا سَاكِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰى
سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِيْبٍ فِي التُّرَابِ
لَنَا مَلَكٌ يُّنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

او بڑے بڑے اونچے محلوں میں رہنے والے! سَتُدْفَنُ
عَنْ قَرِيْبٍ فِي التُّرَابِ تو مٹی میں جلد ہی دفن ہو جائے گا۔ تیری
قبر کا نشان بھی دنیا سے مٹ جائے گا۔

لَنَا مَلَكٌ يُّنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

ہمارا ایک فرشتہ روزانہ اعلان کرتا ہے کہ تم تو موت ہی کے لئے پیدا ہوتے ہو؟ تمہاری پیدائش ہی تمہاری موت کا اعلان ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (اگلے زمانے کے شعراء جو تھے وہ بھی اللہ والے تھے) مولانا جامی بھی شاعر تھے۔ حضرت جلال الدین رومی بھی شاعر تھے۔ حافظ شیرازی بھی شاعر تھے۔ مصلح الدین سعدی بھی شاعر تھے، لیکن ان کے شعروں سے کیا پھیلا؟

میرے دوستو، میرے بزرگو! اللہ کا دین پھیلا — آج ہمارے شعراء کیا پھیلا رہے ہیں؟ کفر پھیلا رہے ہیں (الاماشاء اللہ اچھے بھی ہیں۔ اکثریت ان کی ہے۔ جو اللہ کے ساتھ مذاق، دین کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ ہمارے مشاعروں میں کیا ہوتا ہے؟ پھر قسم کے اشعار بچیوں کو سنائے جاتے ہیں۔ اب تو مشاعرے بھی مخلوط ہیں لڑکا بھی شعر پڑھتا ہے لڑکی بھی پڑھتی ہے۔ مخلوط اور پھر چیرنگ ہوتی ہے۔ تالیاں بجاؤ کہ قوم کی بیٹی کو سٹیج پر لاکر ننگا کر دیا۔ جس کے متعلق حکم ہے کہ جب میت قبر میں اتارو تب بھی پردے پکڑو بچی کی لاش ننگی نہ ہو جائے۔ کفن میں ننگی نہ ہو جائے۔ آج ہم نے سٹیجوں پر اپنی بچیوں کو ننگا کر دیا اور پھر تالیاں بجاتے ہیں ہم (اللہ ہم کو حیا نصیب فرمائے، اللہ ہم کو شرم نصیب فرمائے، اللہ ان ماں باپ کو بھی شرم نصیب فرمائے جو اپنی بیٹی کو بے غیرت کر رہے ہیں۔ وہ یہ سمجھ لیں کہ ہم عذاب الٰہی کا نشانہ ہو چکے ہیں)

میں مولانا جامی کے متعلق عرض کر رہا تھا۔ انہوں نے یوسف زلیخا کا قصہ لکھا۔ مشہور کتاب ہے، لیکن اس کا ادب سارا ہی ادب ہے

سارا ہی دین ہے۔ اس میں بہت سی باتیں ہیں۔ شروع میں جو مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں سے میں ایک شعر عرض کرتا ہوں ؎

دلا تا کے دریں کاخ مجازی
کنی مانند طفلاں خاکبازی

دلا ۔۔۔ او میرے دل! "تا کے دریں کاخ مجازی" کب تک اس مجازی جھونپڑی میں ۔۔۔ (یہ تو مجازی جھونپڑی ہے) کنی مانند طفلاں خاکبازی ۔ تو بچوں کی طرح مٹی کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ تو مٹی کے جھونپڑے ہیں۔ تیری قبر تو وہ ہے جس میں تو نے ہمیشہ رہنا ہے وہ اقبال کا شعر ہے ؎

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو

ہم یہ کہتے ہیں کہ لنٹر پڑ جائے۔ یہ پکی کوٹھی بن جائے ۔۔۔ اللہ بڑا راضی ہے۔ کاریں ہیں، ہوائی جہاز ہیں، موٹریں ہیں، کھانے پینے کے سونے چاندی کے برتن ہیں ۔۔۔ خدا بڑا راضی ہے ۔۔۔ "ارے نماز پڑھتا ہے؟" "نماز تو اس کے بڑے کو بھی نہیں آتی" "زکوٰۃ دیتا ہے؟" ۔۔۔ "سود کھاتا ہے زکوٰۃ کہاں دیتا ہے" ۔۔۔ "حج کیا ہے؟" "نہیں جی تین چار دفعہ لندن گیا ہے۔ امریکہ گیا ہے، ٹور لگایا ہے" (خانے کعبے خدا نہیں چھوڑتا اس کو) ۔۔۔ تو خدا راضی ہے کہ ناراض ہے ۔۔۔؟ ناراض ہے ۔۔۔

امان اللہ خان۔ بچارا یہاں سے جب نکالا گیا (اللہ اس کو بخشے، ہمارا مسلمان بھائی تھا) وہ جب یہاں سے نکالا گیا۔ اٹلی

پہنچا تو پھر خیال آیا کہ او ہو حج کرنا چاہیئے ۔ جب امان اللہ خان صاحب ملکہ ثریا کے ساتھ گئے تھے سرکاری ٹور پر ۱۹۲۵ء میں، یہ حج کا زمانہ تھا ۔ خدا کے ساتھ مت چھیڑو ۔ خدا کی بغاوت نہ کرو ۔ خدا کے مقابلے میں مت آؤ ۔ پس جاؤ گے ، ہڈیاں رگڑ دی جائیں گی ۔ یاد رکھو، خدا کے عذاب سے بچو ـــــ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔ وہ پکڑے کوئی بھی نہیں چھڑا سکتا ۔ تم نے کیا سمجھ رکھا ہے خدا کو، محمد رسول اللہ کو اور خدا کے دین کو ؟

امان اللہ خان گذرے وہاں سے حج کا زمانہ تھا ، چلے گئے پیرس اور کہاں کہاں کا چکر لگایا، واپس آئے ، اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا تھا ، یہ امان اللہ خان اس تخت کا مالک رہنے کا مستحق نہیں ہے نکال دیا ۔ پہنچا اٹلی ، اٹلی میں بچارا مرا ۔ اللہ اس کو جنت نصیب فرمائے ہمارا مسلمان بھائی تھا ۔ میں ایک بات عرض کر رہا ہوں ، حج کو آیا اٹلی سے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ۔ ایک کابلی نے پہچان لیا ۔ یہ تو بادشاہ ہے جس کا سکہ چلتا تھا ۔ جس کے جھنڈے بلند تھے ۔ جس کو توپوں کی سلامی ہوتی تھی ۔ خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کے رو رہا تھا ـــــــــ خوش نصیب تھا کہ توبہ کی توفیق تو ہو گئی تھی ۔

امان اللہ خان خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے ، توبہ کر رہا ہے ، رو رہا ہے ۔ وہ کابلی پوچھتا ہے " کیوں روتا ہے ؟ تخت کے لئے روتا ہے ؟ حکومت کے لئے ؟ " مگر بادشاہوں کے جواب بھی بادشاہوں کے ہوتے ہیں ۔ عرض کرتا ہے " نہیں میرے بھائی ! میں نے حکومت کیا کرنی ہے میں تو اللہ تعالےٰ کے حرم کے پردے کو پکڑ کر رو رو کر خدا سے پوچھتا

ہوں۔ اے میرے اللہ! امان اللہ کی گستاخی کی سزا پوری ہو چکی ہے یا اور بھی باقی ہے؟

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے بے مکاں کیسے کیسے
ہوئے ناموربے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

تو مولانا جامیؒ نے کہا ہے

دلا تا کے دریں کاخ مجازی
کنی مانند طفلاں خاک بازی!

آج ہمارے دل ان چیزوں میں آکر پھنس گئے ہیں اور حضورؐ کیا فرماتے ہیں؟ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ۔ جس سے اللہ تعالیٰ نیکی کا برتاؤ کرنا چاہتا ہے۔ جس پر خدا رحمتیں نازل کرنا چاہے، اُس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ اور میں آپ کو بشارت دیتا ہوں، الحمدللہ آپ بھی اسی زمرے میں ہیں۔ اور میں بھی ہو سکتا ہے آپ کی دعا سے ہو سکتا ہے اسی زمرے میں ہو جاؤں۔ آپ کو یہاں کون کھینچ کر لایا؟ کوئی طاقت تھی میرے بھائی عثمان غنی کے پاس؟ حاجی خوشی محمد صاحب کے پاس کوئی طاقت ہے؟ آپ کیوں یہاں تشریف لائے؟ اپنے اپنے آرام کا وقت چھوڑا، اس گرمی میں آپ دوست آئے، کچھ دوست کیمبلپور سے بھی آئے ہیں، راولپنڈی سے بھی آئے ہیں، ایک دوست مری سے آئے ہیں۔ اور بھی دوست آئے ہوں گے۔ آپ کو کون سی چیز لائی ہے میرے بھائیو! قرآن کی محبت لائی، تم خوش نصیب ہو، خدا نے تم پر بہت فضل و کرم کیا،

اللہ تعالیٰ اس فضل و کرم کو باقی رکھے ــــــ
اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ نہیں اور مجھے
ریاکاری سے بچائے ۔ اس لئے فرمایا کہ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا
جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرنا چاہتے ہیں یُفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ
اُس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰہُ یُعْطِی ــــ
اور میں تو دینے والا ہوں، بانٹنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ
ہے ۔ یہ واقعہ ہے ۔ میں بانٹنے والا ہوں ۔ دینے والا اللہ تعالیٰ ہے ۔
اللہ ناراض ہو گیا تو وہ دے گا نہیں تو محمدؐ کیا تقسیم کرے گا ؟ میں ناراض
ہو گیا تو بانٹوں گا نہیں تمہیں کیا ملے گا ؟

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو بھی محبوب رکھو اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؐ کو بھی
محبوب رکھو ۔ دینے والا بھی خوش ہو اور بانٹنے والا بھی خوش ہو ــــ
اور تمہاری جھولیوں کو تمہاری مرادوں سے پُر کر دے ۔

میرے دوست ! ان باتوں کا یہ مطلب نہیں ہوتا ۔ کہ ہم دیندار
ہو جائیں گے تو کیا ہم دُنیا چھوڑ دیں گے ؟ یہ کسی نے ہمارے
ذہن میں وہم ڈال دیا ۔ ہم دُنیا دار ہو کر بھی دیندار ہو سکتے ہیں شمس الدین
التمشؒ آپ دوست جانتے ہی ہوں گے ، خاندان غلامان کا بہت بڑا
بادشاہ تھا ــــ شمس الدین التمشؒ جو ہندوستان کا مطلق العنان بادشاہ
تھا ــــ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا زمانہ ہے ۔ بڑے اونچے
لوگ یہ بھی گذرے ہیں ۔ شمس الدین الدین التمش نے کتنی بار خواہش کی کہ
میں حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ملوں ۔ آپ نے ہمیشہ انکار کیا ۔
کہ نہیں فقیر کے پاس کیا ہے ، یہاں میرے پاس نہ آئے ۔ آخر
بات یہ ہوئی قطب الدین بختیار کاکیؒ کی موت واقع ہو گئی ۔ آپؒ فوت ہو گئے

تو آپ نے مرنے سے پہلے ایک وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ انسان پڑھائے جس نے ساری عمر عصر کی سنتیں نہ چھوڑی ہوں - ہم تو فرضوں کو بھی نہیں پڑھتے - جس نے عصر کی سنتیں نہ چھوڑی ہوں، میری نماز جنازہ وہ پڑھائے ــــ اور یہ شرطیں اس طرح سے بادشاہ لگایا کرتے تھے اور اولیاء بھی لگایا کرتے تھے - جب شاہجہان نے دلی کی جامع مسجد بنانے کا ارادہ کیا، علماء اور صلحاء سب اکٹھے تھے ــــ یہ ہمارے سامنے بادشاہوں کو غلط پیش کیا انگریزوں نے ــــ شاہجہانی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا ہے تو آپ اندازہ لگائیں کتنے لوگ اکٹھے ہوں گے - شاہجہان نے اعلان کروایا کہ اس مسجد کا سنگ بنیاد وہ رکھے جس نے بالغ ہونے کے بعد کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی ہو ــــ ہاں ــــ مذاق تھوڑا ہی ہے ؟ گلاسوں سے گلاس ٹکراتے رہتے ہیں - اس جامع مسجد کا سنگِ بنیاد وہ رکھے جس نے جوان ہونے کے بعد کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی ہو - میں خدا کے گھر کی بنیاد رکھ رہا ہوں - تاکہ برکت پیدا ہو - کون بولے ؟ علماء و صلحاء سارے موجود - کسی کی ہمت نہیں کہ شرط کے ساتھ یہ بات کہہ سکے - بڑی دیر لگی - شاہجہان نے پوچھا - کسی کو بلاؤ - عرض کی جی کوئی شخص سامنے آتا ہی نہیں - اس شرط پر پورا ہی نہیں اترتا - شاہجہان خود آگے بڑھا اور کہنے لگا "خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں نے بالغ ہونے کے بعد آج تک تہجد کی نماز نہیں چھوڑی - دلی کی شہنشاہی مسجد کا سنگ بنیاد کس نے رکھا ہے ؟ شاہجہان رحمۃ اللہ علیہ نے خود رکھا ہے ــ کون کہتا ہے دنیا کو چھوڑ دو ؟ دنیا بھی رکھو، دین بھی رکھو - خدا کو بھی تو راضی رکھو - جس

کے قبضے میں سب کچھ ہے۔ وہ چاہے تو منٹوں میں فنا کردے۔ وہ چاہے تو منٹوں میں آباد کردے ؎

تو شاہوں کو گدا کردے گدا کو بادشاہ کردے
اشارہ تیرا کافی ہے بڑھانے میں گھٹانے میں!

وہاں کس چیز کی دیر ہے؟ —— بھائی ہم خدا کے باغی کیوں ہو رہے ہیں؟ خدا سے ہم کو کیوں پیار نہیں ہوتا؟ (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی پیار نصیب فرمائے تاکہ ہم اپنے خالق کے ساتھ جڑ جائیں)

تو التمش آیا جنازہ پڑھنے کے لئے —— وہ پچھلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ تھا —— کہ میں دنیا دار ہوں، اگلی صفوں میں بڑے بڑے علماء، صلحاء، زہاد، صوفی، مفتی، قاضی —— جنازے میں دیر ہے، التمش پوچھتا ہے۔ کیا بات ہے؟ بتایا گیا کہ حضرتؒ کی وصیت تھی کہ میری نمازِ جنازہ وہ پڑھائے جس نے کبھی عصر کی سنتیں نہ چھوڑی ہوں —— تو پوچھا التمش نے "کوئی نہیں ملتا؟" "جی کوئی نہیں ملتا جو اس شرط پر پورا اُترے" ولی کا جنازہ ہے کوئی مذاق تھوڑا ہی ہے۔ التمش آگے بڑھا۔ کہتا ہے "خدا کے فضل و کرم سے شمس الدین وہ شخص ہے کہ آج تک عصر کی سنتیں نہیں چھوڑیں۔ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ شمس الدین التمش نے پڑھائی۔ کون کہتا ہے دنیا کو چھوڑ دو؟ ہمیں تو سبق دیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط ہم تو اس کے قائل ہیں کہ ہم میں دنیا بھی ہو، قیامت بھی ہو لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمان نے دنیا کو لے لیا —— قیامت کو چھوڑ دیا —— اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اس آخری آیت کا میں ترجمہ کر دیتا ہوں — بات لمبی ہو گئی پھر تفسیر کروں گا۔ ایک ہی آیت ہوئی ہے آج، بلکہ پونی ہی آیت — یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے یقین والو! اے ایمان والو! اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اللہ کے ساتھ، اللہ کے بندوں کے ساتھ کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرو۔ اُحِلَّتْ لَکُمْ۔ حلال کر دیئے گئے تمہارے لئے — بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ۔ چرنے والے چار پائے۔ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ۔ مگر وہ جو ابھی تم پر پڑھے جائیں گے۔ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اس حال میں کہ تم حلال نہ سمجھو شکار کو جب تم محرم ہو — اور باقی حجت بازی مت کرو۔ اِنَّ اللہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ہ اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔ تم بندے ہو، تم اللہ نہیں ہو۔ تم معبود نہیں۔ معبود کا اور مولیٰ کا کام ہے جو حکم دے۔ اس کی مرضی۔ تمہارا کام کیا ہے؟ اللہ کی بات کو ماننا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آٹھواں درس قرآن مجید

منعقدہ ماہ ربیع الاول ۸۶ھ جون ۶۶ء

یہ درس بھی سورہ المائدہ کی پہلی اور دوسری آیت پر مشتمل ہے اس درس میں مندرجہ ذیل علمی اور دینی فوائد کا ذکر ہے۔

۱۔ صحابہ کرام کی نظر میں ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

۲۔ صحابہ کرام کا سینہ نور نبوت کے فیض سے مشرف تھا۔

۳۔ اتباع میں احترام کی مناسبت سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ اس پر ایک واقعہ بطور شہادت

۴۔ تقویٰ کی تین قسمیں۔ زبان کا تقویٰ، اعمال کا تقویٰ، دل کا تقویٰ،

۵۔ شعائر اللہ کی تعریف اور ان کی توہین کرنیوالوں کا برا انجام

۶۔ مقابر اور مآثر کا فرق، تعظیم اور عبادت کا فرق۔

۷۔ عشق اطاعت کا بلند مقام پیدا کرتا ہے۔

۸۔ جملہ دعائیہ اور جملہ خبریہ کا فرق

۹۔ صحرا وغیرہ میں اکیلا آدمی بھی اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھے (اس کا روحانی فائدہ)

۱۰۔ بعض کتابوں کی اصلاح کی ضرورت۔

(واللہ الموفق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے بزرگو اور میرے بھائیو! الحمد للہ آج پھر ہم قرآن مجید سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا فرمائے اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ پچھلے درس میں بھی سورت المائدہ کا پہلا رکوع پڑھا گیا تھا اور کوشش بھی تھی کہ اس کی کچھ آیتیں ہماری سمجھ میں آجائیں مگر وقت گذر گیا اور ہم ایک آیت کو بھی پورا نہ کر سکے۔ یہ اللہ کا کلام ہے میرے بزرگو، اللہ کے کلام میں نہایت ہی جاذبیت، نہایت ہی وسعت اور نہایت ہی تفصیل ہے۔ جتنا بھی اس کو پھیلایا جائے یہ پھیلتا جاتا ہے اور پھیلتا بھی نورِ حق کے ساتھ ہے۔

تو پہلی آیت کے آخر میں ارشادِ گرامی تھا یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔ میں نے اس پر ضمناً عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف کسی قسم کا غور و فکر کرے۔ اس میں موشگافیاں کرے، اس پر تنقید کرے، تنقیحیں کرے، اس لئے کہ وہ حاکم ہے وہ سب سے بالاتر ہے۔ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ اللہ تعالیٰ جب لفظِ اللہُ ذہن میں آجائے ۔۔ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ کر لے، اللہ جو حکم دے، اب کسی کو جو اللہ نہیں ہے وہ کیسے اللہ کی بات پر تنقید کر سکتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ حاکم علی الاطلاق، احکم الحاکمین، علیم، حکیم، خبیر، جو صفات کسی بھی موصوف میں ہو سکتی ہیں۔ صفاتِ حسنہ ۔۔ جو صفات کسی بھی حاکم میں ہو

سکتی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیں اب غیر اللہ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر کسی قسم کی تنقید کرے اور پھر خصوصاً وہ انسان جس کو خطاب کیا گیا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ اے ایمان والو تم نے تو اقرار کیا ہے کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانتے ہیں تو پھر تم نے کیسا مانا کہ میری باتوں پر تم نے اعتراض کیا۔

حدیثوں میں ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ، کے متعلق ہے کہ آپ سے ایک شخص نے ایک کام سے روکتے ہوئے ایک حدیث پیش کی جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ تو اس نے اس حدیث پر کچھ اعتراض کیا۔ تو حدیثوں میں ہے جہاں تک مجھے یاد ہے' ابن بریدہ رضؓ فرماتے ہیں " مجھے خدا کی قسم ہے میں جب تک زندہ رہا تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا " کیوں بات نہیں کروں گا ؟ کہ تو نے محمد رسول اللہ کی بات پر اپنی بات کو ترجیح دینے کی کوشش کی۔ میں تیرے لئے حدیث رسول پیش کرتا ہوں۔ تو اپنی تنقیدیں بیان کرتا ہے؛ تو اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزرگو جو فرماتے ہیں یہ وہی بات ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید آپ دیکھ لیں۔ قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ حضور انور وہی بات منہ سے نکالتے ہیں جو وحی ہوتی ہے۔ اور اسی لئے قرآن مجید کے مطابق' احادیث نبویہ کے مطابق بعض ایسے مقامات بھی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بات پہلے فرمائی اور اس کی تصدیق قرآن میں بعد میں نازل ہوئی۔ یعنی جو باتیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمانے والا تھا۔ اگر حضور جناب

نہ بھی دیتے تب بھی قرآن اُن باتوں کو لے کر نازل ہوتا۔ لیکن قلب منوّر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ منور اتنا منوّر ہے کہ تجلیاتِ الٰہیہ اور علومِ ربانیہ کی ہر وقت امام الانبیاء کے سینے پر بارش ہوتی رہتی ہے اب بھی ہوتی ہے۔ قیامت تک ہوتی رہے گی۔ وہ سینہ کبھی غافل نہیں ہوتا ذکرِ حق سے اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات ربانیہ سے۔ تو اس لئے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مقدس کے متعلق قرآن نے فیصلہ فرمایا ہے۔ (پہلے پارے میں آتا ہے) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ قرآن کس پر نازل ہُوا؟ قلبِ محمد رسول اللہ پر قرآن کا نزول حضور کے کانوں پر نہیں ہوا۔ قرآن کا علم سمعی بصری نہیں ہے۔ کہ ہم کتابیں دیکھ لیں، ڈکشنریاں دیکھ لیں، رسالے دیکھ لیں۔ تو ہم مفسرین جائیں گے بہرے بزرگو قرآن کبھی نہیں آتا جب تک کہ سینہ صاف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی دشمنی سے، جب تک کہ سینے میں محمد رسول اللہ کی محبت موجزن نہ ہو۔ اُس وقت تک قرآن کبھی سمجھ آہی نہیں سکتا۔ مضمون لکھ دینا۔ رسالے لکھ دینا اور بات ہے۔ لیکن قرآنی معارف اور نکات کو سمجھنا۔ اللہ کی مرضی کو پا لینا، یہ اور بات ہے۔

آپ جانتے ہیں۔ آپ میں سے اکثر لکھے پڑھے دوست ہیں کہ ہمارے ملک میں ایک بہت بڑے (اپنے گمان میں) مصلح (جنہوں نے کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں۔ سرسید احمد خان علی گڑھی گذرے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی جو تفسیر لکھی ہے، اُنہی کے زمانے میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے جو سیکرٹری تھے نواب محسن الملک مرحوم) اُن کے خطوط چھپے ہوئے موجود ہیں۔ آپ پڑھ لیں۔ نواب محسن الملک مرحوم نے بڑے پیارے طریقے پر سرسید مرحوم کو سمجھایا اور ایک جگہ

لکھا ہے "کہ آپ کی تفسیر ساری کی ساری ایسی ہے کہ اللہ کچھ اور فرمانا چاہتے ہیں اور آپ کچھ اور کہہ رہے ہیں " تاویل القول بما لا یرضی قائلہ " یہ الفاظ ہیں نواب محسن الملک کے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ وہ علوم جن کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ ہے۔ وہ علوم جن کا تعلق احادیث نبویہ کے ساتھ ہے۔ میرے بزرگو جب تک وہ انسان کے ذہن میں نہ آئیں اس وقت تک قرآن مجید کو نہیں سمجھ سکتا ۔۔۔ کیوں؟ کہ قرآن مجید کا نزول ہے جناب محمد رسول اللہ کے قلب منوّر پر۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کبھی یوں بھی ہوا ہے کہ سائل نے کچھ سوال کیا حضور نے جواب میں کچھ فرمایا۔ اور پھر بالکل بعینہ وہی الفاظ قرآن میں بھی نازل ہو گئے۔ بلکہ بعض جگہ حضرت عمرؓ کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان کی رائے پر قرآن نازل ہوا۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے رائے دی اور قرآن نے کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ نہیں۔ قرآن تو ویسے بھی نازل ہونے والا تھا۔ لیکن قلب عمرؓ چونکہ اتنا صاف ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرَؓ اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو وہ عمر ہی ہوتے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ سینۂ عمر ایسا مجلّیٰ اور مصفّیٰ ہے کہ کبھی جو بات منہ سے نکالتے ہیں وہ وہی بات ہوتی ہے جو رب العالمین کو پسند ہوتی ہے اور اللہ اس کے متعلق پہلے فیصلہ کر چکے ہیں۔

تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک سائل نے، عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ ایک سائل آیا، حضورؐ سے پوچھا اس نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اَیُّ ذَنْبٍ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ یہ عجیب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو سمجھ اور فہم عطا کیا تھا۔ میرے

دوستو ساری حدیثوں کے ذخیرے کو دیکھ لیں کسی صحابی نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھا کہ حضورؐ! روزگار نہیں ہے کس طرح روزگار ہو جائے؟ حضور پیسے کس طرح جمع ہو جائیں؟ بلکہ جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے، میرا ناقص علم جہاں تک ہے (" علم ہی کیا ہے "، یہ تو سب بزرگوں کی دعائیں ہیں، اکابر کی توجہات کا اثر ہے) جہاں تک میں نے کچھ تھوڑا سا دیکھا ہے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ کسی صحابی نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اور درخواست کبھی نہیں کی، کوئی ایسی بات نہیں کی جس کا تعلق دنیاوی زندگی کے ساتھ ہو۔ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ حضورؐ دعا کریں اللہ مجھے بیٹا دے، یا حضورؐ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے دکان دے یا حضور دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے ملازمت دے۔ آخر وہ بھی تو انسان تھے۔ دنیاوی ضروریات کے محتاج تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ ساری ضروریں ویسے بھی پوری ہو سکتی ہیں۔ حضور سے وہ بات پوچھیں جو اصل پوچھنے کی بات ہے تو صحابہ نے حضورؐ سے ہمیشہ وہ باتیں پوچھیں جن سے قیامت بہتر ہوتی ہے۔

ایک آدمی نے آکر پوچھا اَیُّ ذَنْبٍ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ ط اے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اللہ کے نزدیک سب سے بڑا جرم کون سا ہے؟ امام الانبیاء فرماتے ہیں اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ ط سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا جرم، سب سے بڑا پاپ یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے۔ حالانکہ تیرا خالق اللہ ہے۔ بڑا اونچا جواب ہے۔ تیرا خالق اللہ ہے۔ حالانکہ اور نعمتیں بھی تو اللہ نے دی ہیں بھائی! روٹی اللہ دیتا ہے۔ صحت اللہ دیتا ہے۔ روزگار اللہ دیتا ہے، بیوی بچے اللہ دیتا ہے۔ موحد کا تو یہ عقیدہ ہے کہ سب کچھ اللہ دیتا ہے۔ لیکن امام الانبیاء

نے پہلی نعمت کو بیان کیا جو سب نعمتوں کی بنیاد ہے۔ دیکھئے آج ہم سب پر، مجھ پر، آپ پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار نعمتیں ہیں خصوصاً میں تو سمجھتا ہوں جتنے میرے اعمال خراب ہیں، جتنے میرے اعمال غلط ہیں اس تناسب کے لحاظ سے اتنی اللہ کی رحمت بیکراں ہے لیکن یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے کیوں دیں؟ اگر میں پیدا نہ ہوتا، آپ پیدا ہی نہ ہوتے تو رحمتیں کہاں سے ملتیں۔ نعمتیں کہاں سے آتیں تو معلوم ہوا "خلق" (پیدا کرنا) سب سے پہلی نعمت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسی کو قرآن مجید نے پہلی آیت میں فرمایا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ؕ سب سے پہلی نعمت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر کیا ہے؟ عدم سے وجود میں لانا تو فرمایا سب سے بڑا جرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے۔ اَنْ تَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ ؕ حالانکہ اللہ ہی تیرا خالق ہے۔ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے۔ یہ سب سے بڑا جرم ہے۔ اس نے پھر پوچھا۔ اے اللہ کے نبی ثُمَّ اَيٌّ۔ اس کے بعد اور کون سا بڑا جرم ہے؟ امام الانبیاء فرماتے ہیں ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك ط (یہ حدیث کے الفاظ ہیں) فرمایا کہ دوسرا بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کر دے، اس ڈر کے مارے کہ تیرے ساتھ روٹی کھائے گا۔ اس ڈر کے مارے تو اپنے بچے کو قتل کرے کہ یہ بڑا ہوگا یا پیدا ہوگا تو میرے ساتھ روٹی تقسیم کرے گا۔ تو رب بنتا ہے؟ وہ بھی شرک ہوا! (اللہ ہم سب کو بچائے اس طرح کے غلط عقیدے سے) خالق جب اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو رب بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اللہ ہی رب العالمین ہے مسلمان کو تو یہ سکھایا گیا کہ جب تو نماز پڑھے تو سب سے پہلے اقرار کر۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ "اور رب" کے مسئلے پر الحمد للہ درس قرآن جو چھپ چکا ہے۔ اس میں میں نے پوری بحث کی ہے لیکن اپنے ناقص علم

کے مطابق)

وہ پھر پوچھتے ہے ثُمَّ اَیٌّ ۔ حضورؐ اس کے بعد اور کون سا گناہ ہے ؟
فرمایا اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ ط تیسرا بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اپنے پڑوس کی بیوی کے ساتھ اپنا منہ کالا کرے ۔ جَار کہتے ہیں پڑوسی کو ، جَار کہتے ہیں پناہ لینے والے کو ۔ ایک آدمی نے تیرے پڑوس میں پناہ لی ۔ اُس نے یہ سوچا ہوگا کہ میں فلاں آدمی کے پڑوس میں رہتا ہوں ، بڑا شریف ہے ۔ بڑا بھلا مانس ہے ، بڑا نیک ہے ۔۔ اور تو اُس کی عصمت پر ہاتھ ڈالے ، تجھ جیسا بُرا انسان کون ہے ؟

حضورؐ جب یہ جواب دے چکے تو جبریل امین قرآن مجید کی سورت فرقان کی یہ آیات لے کر نازل ہوئے جہاں پر آتا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ۝ ....
آگے چل کر فرمایا ۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ج ....

دیکھئے ! امام الانبیاء نے جواب کیا فرمایا تھا ؟ بڑے گناہ کون سے ہیں ؟
(۱) شرک کرنا (۲) دوسرے نمبر پر بڑا گناہ کون سا ہے ؟ اپنی اولاد کو قتل کرنا بھوک کے ڈر سے (۳) تیسرا بڑا گناہ کون سا ہے ؟ زنا کرنا ۔ قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی تو تینوں کو ترتیب وار بیان کیا ۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا آپ کی خدمت میں کہ قلب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی بات نکلتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے اور اللہ جو فیصلہ کرے اُس میں حکمت ہے ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ط

اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کسی کی حکمت کسی کا فہم یا ہماری بولی ہیں۔ کسی کی مصلحتیں "کام نہیں کر سکتیں۔ اللہ کا حکم "مصلحتوں" سے بالاتر ہے۔ (صرف میں اپنے سمجھنے کے لیے عرض کر رہا ہوں)

تو یہاں بھی فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ اللہ حکم دیتا ہے جو چاہے اللہ کسی کو پوچھتا نہیں کہ تیری مرضی کیا ہے۔ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا (کہف) وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ (الحدیث) اللہ کا کوئی وزیر نہیں کہ کسی سے پوچھے کہ میں یہ حکم دیتا ہوں اور پھر حکم دیتا ہے تو ویسا حکم نہیں ہوتا اس میں مخلوقات کے لئے بہت بڑی بہتری ہوتی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝ اللہ فیصلہ کرتا ہے۔ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔

تو میرے دوستو اور میرے بزرگو! جیسے کہ میں پہلے درس میں عرض کر چکا ہوں اسی سورت کے متعلق، یہ سورت المائدہ قرآن مجید کی آخری سورت ہے، اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا نازل فرمایا۔ سارا قرآن مجید بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس سورت کی جو آیتیں میں نے ابھی پڑھی ہیں اس آیت میں اور اس سے پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جانِ اسلام کا جوہر بیان فرمایا اور یہ بیان فرمایا کہ اللہ کے احکام پر تم عمل کب کر سکو گے؟ عمل کی قوت کب پیدا ہوگی؟ عمل میں لذت کب آئے گی؟ عمل میں تمہارے اندر ایک جذبہ کیسے پیدا ہوگا؟ وہ ہے میرے بزرگو تعظیم شعائر اللہ — اللہ کے شعائر کی تعظیم۔ شعائر جمع شعیرہ کی ہے۔ شعیرہ کہتے ہیں نشانی کو — اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کے بعد انسان کے دل میں قوتِ عمل اور عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دیکھئے میرے بزرگو ادب ہی ساری بنیاد

ہے اور میں تو کبھی کبھی اس کی مثال میں یہ کہا کرتا ہوں کہ ایک آدمی کے سامنے تین شخص ہیں، تینوں اُس سے ایک ہی بات کہتے ہیں۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ "مجھے ایک گلاس پانی کا دو" (وہ اُس کا بھائی ہے) دوسرا کہتا ہے "مجھے ایک گلاس پانی کا دو" (وہ اُس کا بیٹا ہے) تیسرا کہتا ہے "مجھے ایک گلاس پانی کا دو" وہ اُس کا باپ ہے اب کہنے والے تین ہیں ایک باپ، ایک بھائی، ایک بیٹا، سننے والا ایک ہی ہے، تینوں ایک ہی بات کہہ رہے ہیں اگر بیٹا فرمانبردار ہے اور کچھ عقل سمجھ رکھتا ہے تو وہ سب سے پہلے کس کی بات کو مانے گا، بھائی کی بات کو بیٹے کی بات کو؟ یا باپ کی بات کو؟ باپ کی بات کو مانے گا۔ کیونکہ باپ کے درمیان اور بیٹے کے درمیان ایک نسبت اور ایک ربط ہے جو اُسے مجبور کرتا ہے کہ باپ کی بات کو مانے، اسی کا نام ہے ادب اسی کا نام ہے تعظیم۔ اسی کا نام ہے توقیر، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آج جو ہم میں فتنے پھیل رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں حضور ایک ڈاکیے تھے، پوسٹ مین تھے۔ خط دیا چلے گئے۔ یہ غلط ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے۔ امام الانبیاء کے حقوق ہیں اور اللہ کے تمام شعائر کے حقوق ہیں، اُن کی تعظیم دل میں بیٹھے گی بھائی تب ادب ہوگا۔

ہمارے ایبٹ آباد میں ایک دوست ہیں، دوست نہیں بلکہ ہمارے ایک بزرگ ہیں قاضی محمد اعظم صاحب، پرانے زمانے کے تعلیم یافتہ ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے اپنے ہاں کھانے پر بلایا۔ میں گیا تو بڑے اچھے مرغن کھانے وانے پکے تھے۔ مگر قاضی صاحب نے کسی گوشت کی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ اب بھی وہ زندہ سلامت ہیں وہ سبزی وغیرہ کھاتے رہے۔ گوشت کو ہاتھ نہ لگایا۔ تو میں نے پوچھا "کیا آپ کچھ بیمار ہیں؟" انہوں نے کہا نہیں، میں تمہیں ایک قصہ سناتا ہوں۔ فرمایا کہ میں جب انگلینڈ

جانے لگا (۱۹۲۲ء ۱۹۲۳ء کی بات ہے) میں جب مزید تعلیم کے لئے انگلینڈ جانے لگا۔ تو میری والدہ مرحومہ نے مجھے نصیحت کی کہ "بیٹا دیکھنا تم ولایت جا رہے ہو وہاں پر تو بُرے کا گوشت (خنزیر کو پہلے زمانے کے لوگ بُرا کہتے تھے "بد" بد کے معنے بُرا۔ اب تو خنزیر کے متعلق ہمارا پتہ نہیں کیا کیا نظریہ بدل رہا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو سمجھ نصیب فرمائے) تو مجھے میری ماں نے کہا کہ بیٹا دیکھنا وہاں پر تو خنزیر کا گوشت ہے وہ تم استعمال نہ کرنا انگلینڈ میں" تو میں نے اپنی والدہ کو یقین دلایا کہ "اماں جی میں انشاء اللہ آپ کے حکم کی پابندی کروں گا اور میں نہ کھاؤں گا خنزیر کا گوشت" لیکن وہ پُرانے زمانے کی صالحہ نیک خاتون تھیں انہوں نے کہا "نہیں بیٹا دیکھنا انسان کہیں پھنس جاتا ہے" تو قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ اگر میری ماں کے دل میں شُبہ رہا میرے جانے کے بعد تو میرے لئے دعاؤں کا جو ذریعہ ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ماں کو خوش کر کے جاؤں تاکہ میرے بعد میری ماں میرے لئے دعائیں کرتی رہے (اللہ مجھے اور آپ کو والدین کی دعائیں حاصل کرنے کا طریقہ سمجھائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ اُن کا ادب نصیب فرمائے) تو میں نے کہا "اماں جی! پھر آپ کی تسلی کیسے ہو سکتی ہے؟ اچھا چلو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا، میں کسی بھی چیز کا گوشت نہ کھاؤں گا" چنانچہ میں اُس قسم کا پابند ہوں، آج تک نہ گائے کا گوشت کھاتا ہوں، نہ بھینس کا، نہ بکری کا، نہ مرغے کا، تو جو مرغے کا گوشت نہ کھائے وہ خنزیر کو کیسے ہاتھ لگا سکتا ہے؟ تو میری ماں مجھ سے خوش ہو گئی، میرے لئے بڑی دعائیں کیں تو میرے گوشت نہ کھانے کا اصلی سبب یہ ہے۔"

تو دیکھئے جی اگر قاضی صاحب کے دل میں ماں کی عظمت نہ ہوتی تو وہ ماں کی بات کو نہ مانتے ؟

آج ہمارے دلوں سے عظمت اٹھ چکی ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آج ہمارے دلوں سے وقار اٹھ چکا ہے قرآن مجید کا آج ہمارے دلوں سے رب العالمین کی ہیبت اور جلال اٹھ چکا ہے ورنہ میرے دوستو اور میرے بزرگو مسلمان کے سامنے خدا کا نام آ جائے۔ قرآن مجید کی آیت پیش کی جائے، امام الانبیاء کی حدیث پیش کی جائے، علمائے اسلام کا فقرہ پیش کیا جائے، اہل اللہ کے اقوال پیش کئے جائیں اور پھر مسلمان ان میں کیڑے نکالیں، کیا مسلمان کا یہ کام ہے ؟

اس لئے اس آیت میں تعظیم شعائر اللہ کو بیان کیا گیا اور تعظیم شعائر اللہ کا تعلق میرے بزرگو دل کے تقوے کے ساتھ ہے۔ آپ پہلے پارے میں پڑھ چکے ہیں۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔ قرآن مجید ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے، پرہیزگاروں کے لئے، قرآن کریم میں تقوے کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک ہے تقویٰ زبان کا (۲) ایک ہے تقویٰ اعمال کا (۳) اور ایک ہے تقویٰ دل کا۔

زبان کے تقوے کے متعلق فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور زبان کو پرہیزگار بناؤ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ بات وہ کہو جو بڑی پختہ بات ہو۔

امام الانبیاء فرماتے ہیں مومن یاوہ گو نہیں ہوتا۔ کوئی ایسی بات نہ کہو جو بے فائدہ ہو۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم نے گپ لگا دی، یاد رکھو، مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝

تم جو منہ سے بات نکالتے ہو وہ بھی لکھی جاتی ہے اور قیامت کے دن تم سے پوچھا جائیگا "تم نے اپنے منہ سے یہ باتیں نکالیں؟" یہ زبان کیا سمجھتے ہیں ہم؟ یہ زبان تو میرے بھائی اللہ تعالیٰ کی وہ بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ کسی کی زبان کو بند کر دے کوئی چلا نہیں سکتا۔ دنیا میں جتنے ہمارے بچے، بھائی، گونگے ہیں، زبانیں لگی ہوئی ہیں ساتھ لیکن چل نہیں سکتیں گونگوں کی تعلیم کے کالج تو ہم نے کھول دیئے لیکن کوئی ایسا کالج بھی کھولا ہے کہ گونگا بولنے لگے؟ اگر ہے کسی کے قبضے میں طاقت تو گونگوں کو بلوا دے۔ جسے اللہ بلواتا ہے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے اللہ نہ بلوائے کوئی بلوا نہیں سکتا۔ تو زبان اللہ کی امانت ہے۔ اس امانت کو تو وہاں استعمال کرو جو کل ہمیں ندامت نہ ہو۔

صحیح حدیثوں میں آتا ہے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ ..... بلکہ ایک حدیث آتی ہے کہ مشکوٰۃ میں موجود ہے (یہ سب حدیثیں اخلاق ہیں) نبھی تو کہتے ہیں حدیثیں نہ پڑھو ورنہ نیک بن جاؤ گے، افسانے پڑھو اور شکسپیئر کے ڈرامے پڑھو، ٹیگور کی کتابیں پڑھو اور فلاں ورگور کی کتابیں پڑھو اور نہ امام غزالی کو پڑھو، نہ امام رازی کو پڑھو۔ نہ محمد قاسم نانوتوی کو پڑھو، نہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھو، ان کو چھوڑ دو۔ یہ تو سب پرانی قسم کے لوگ ہیں ـــ اور حدیثیں؟ یہ تو ویسے لکھی ہوئی باتیں ہیں۔ حدیثوں میں کیا ہے جی؟ کوئی حدیث غلط بتایئے، کیا لکھا ہے حدیثوں میں؟ اب جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں یہ سب حدیثوں میں ہی تو ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ انسان کی زبان گوشت کا ایک ایسا لوتھڑا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو سارے اعضاء زبان کو خطاب کرتے ہیں کہ "اے زبان! دیکھ خدا کو مان۔ اگر تو درست رہی تو ہم سارے درست

اور امن میں رہیں گے ۔ اور اگر تو خراب ہوگئی تو سارا بدن خراب ہو جائیگا "
حضرت معاذ ؓ نے یہاں پر پوچھا " اے اللہ کے نبی المواخذ بما نتکلم بہ
اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ! کیا ہم سے بھی ان باتوں کا جواب لیا
جائیگا ۔ جو ہم بولتے رہتے ہیں ؟ یہ بول چال بھی حضور کسی حساب و شمار میں ہے ؟ آگے
آتا ہے حضور نے فرمایا " اے معاذ تجھے تیری ماں روئے ، قیامت کے دن جہنم
میں جو لوگوں کو الٹا ڈالا جائے گا ۔ یہ زبان ہی کا تو پھل ہوگا " اس لئے حدیثوں میں آتا
ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روزانہ اپنی زبان کو کھینچتے تھے اور یہ حدیث پڑھ کر
خطاب کرتے تھے ۔ تو پہلا تقویٰ کیا ہے میرے بزرگو ؟
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ تو
پہلا تقویٰ ہے زبان کا ۔ اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور بات وہ کرو جو پختہ
بات ہو ۔ تمہاری زبان سے تقویٰ ٹپکے ۔ جب تمہاری زبان کھلے تو یا اللہ کا نام لے
یا کوئی دین کی بات کرے ، کوئی ضرورت کی باتیں کرے ۔ آج ہم میں یہ بھی بہت بڑی
بیماری ہے میرے بزرگو (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو معاف فرمائے ۔ اللہ ہمیں
نیکی کی توفیق عطا فرمائے) ، آپ کسی بڑی سی بڑی مجلس میں چلے جائیں وہاں آپ
بیٹھیں گے ۔ جو دوست آپس میں بے تکلف ہیں ان کی مجلسوں میں وہ یاوہ گوئی ہوتی ہے
کہ الاماں والحفیظ ۔ ٹیلیفون سنیں کبھی آپ ، ٹیلیفون کرنا ہو تو پہلے دو تین منٹ تو ٹیلیفون
پر بھی گپیں لگتی ہیں اور مذاق ہوتا ہے اور ناجائز مذاق ہوتا ہے اس کے بعد کوئی کام کی
بات ہوتی ہے ۔ یہی حال خط و کتابت میں ہے ۔ دوستوں کی مجلسوں میں بھی یہی حال
ہے " اجی میرا بڑا بے تکلف دوست ہے " " بھائی کیا " بے تکلفی " تم نے کی ؟

دو گالیاں اس نے دیں دو گالیاں ہم نے دے دیں۔ اس نے میرا نامۂ اعمال سیاہ کیا، میں نے اس کا نامۂ اعمال سیاہ کیا" (یہ "بے تکلف" دوست ہیں) بے تکلف دوست نے قرآن پڑھا؟ امام الانبیاء کی حدیث پڑھی؟ کسی اللہ کے ولی کی بات کی؟ یا کوئی اپنی دنیا کی بات کی؟ دنیا کی بات کرے لیکن ایسی بات کرے کہ کل اگر وہ اللہ کے سامنے پیش ہو تو ندامت نہ ہو۔ میرے دوستو اور میرے بھائیو! ہماری ساری باتیں ریکارڈ ہوتی ہیں جو ریکارڈ میرے اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لکھ رہے ہیں۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ یہ جو ہمارا بدن سارا ریکارڈ ہے، ہماری ہڈیاں ریکارڈ ہیں۔ یہ سب کچھ اخذ کرتی ہیں اور قیامت کے دن یہ سب بولیں گی۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بلواؤں گا تمہارے چمڑوں کو، تمہاری ہڈیاں بولیں گی۔ تمہارے چمڑے بولیں گے اور پھر تعجب کے ساتھ پوچھا جائیگا۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا (چمڑو تم کیسے بول پڑے۔) قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وہ کہیں گے آج تو ہر چیز بولتی ہے جس اللہ نے ہر چیز کو بلایا اس اللہ نے ہم کو بھی بلایا۔ تو پہلا تقویٰ میرے بزرگو! زبان کا تقویٰ ہے۔

دوسرا تقویٰ ہے اعمال کا۔ قرآن مجید میں اعمال کے متعلق بڑی تاکید فرمائی كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ایسے ہی فرمایا۔ کہ تم پر نماز مقرر کی گئی تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ یہ ہے اعمال کا تقویٰ۔ اور ایک ہے تقویٰ دل کا۔ اعمال کا تقویٰ کب پیدا ہوگا؟ زبان کا تقویٰ کب پیدا

ہوگا؟ جب دل میں تقویٰ پیدا ہوا اور دل کا تقویٰ کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ قرآن مجید کو آپ دیکھیں وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ط جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یوں معلوم ہوتا ہے اُس کا دل پرہیزگار ہے۔ نماز اللہ کی علامت ہے۔ قرآن مجید اللہ کی علامت ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے داعی ہیں۔ ان کی تعظیم کرتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ میرے خدا کا گھر ہے۔ یہ اینٹوں کا مکان نہیں ہے۔ یہ میرے خدا کا گھر ہے میری کوٹھی میں اور اس گھر میں، میرے دفتر میں اور اس گھر میں بڑا فرق ہے۔ میں اپنے گھر میں تھوک سکتا ہوں، میں اپنے گھر میں لیٹ سکتا ہوں۔ میں اپنے گھر میں گپ لگا سکتا ہوں۔ لیکن یہ؟ اوہو! یہ تو خدا کا گھر ہے۔ آج ہم جو مسجدوں میں کرتے ہیں وہ بھی ہمیں پتہ ہے۔ مسجدیں ہماری کیا ہیں؟ مسجدیں ہماری دفع الوقتی اور گپ شپ کے مقامات ہیں۔ حالانکہ صحیح حدیث آتی ہے میرے بزرگو! امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ جب مسجد میں کوئی آدمی بیٹھتا ہے جہاں نماز پڑھتا ہے اُس پر اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں مَالَمْ یُحْدِثْ بھی آتا ہے اور مَالَمْ یُحْدِثْ بھی آتا ہے۔ (جب تک کہ بے وضو نہ ہو جائے)۔ اگر وضو ٹوٹ گیا۔ جب تک کہ اپنی نماز کی جگہ پر وہ بیٹھا ہے اللہ کے فرشتے رحمتیں نازل کرتے رہتے ہیں لیکن جب اُس نے وضو توڑ دیا تو اب چونکہ وضو توڑنے کے بعد اُس نے اُس رشتے کو کاٹ دیا اس لئے اب وہ رحمتوں کا دروازہ بند ہو گیا اُس پر اب وہ رحمتیں نہیں آئینگی اس لئے باوضو رہنا میرے دوستو یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ دو ایسی عبادتیں

ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ یا عبادت کرنے والے کو یا کسی دوسرے کو۔ دیکھئے ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ بے وضو پڑھ رہا ہو۔ جوتے چرانے کے لئے آیا ہو۔ مخبری کرنے کے لئے آیا ہو۔ ایک آدمی گھر میں سارا دن کھوجے مارتا ہے۔ آم کھا رہا ہے، مالٹے اور آلو بخارا کھا رہا ہے اور شام کو آپ کے پاس افطاری کے لئے بھی آجاتا ہے "آج بڑی گرمی تھی جی، سارا دن بڑی تکلیف میں گذرا ہے۔ چھوٹے بچے کا بھی روزہ ہے اور اُس کی امّی کا بھی روزہ ہے" — اور سب کھوجے مار ہیں (اللہ ہدایت نصیب فرمائے مسلمان کو) تو کیا پتہ آپ کو روزہ ہے یا کھوجا ہے۔ لیکن وضو ایسی عبادت ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں اور اسی طرح روزہ ایسی عبادت ہے کہ اللہ کے بغیر کسی کو پتہ نہیں۔ یہ دو عبادتیں بڑی خصوصی عبادتیں ہیں اس لئے امام الانبیاء فرماتے ہیں کہ باوضو رہنا چاہیئے۔ جو آدمی ہر وقت باوضو رہتا ہے اللہ کی رحمتیں اُس پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔

میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسجد میں بات کرنے والے کے متعلق ارشاد سُنا رہا تھا کہ تعظیم مساجد اللہ کے شعائر کی تعظیم میں آج ہم کیا کر رہے ہیں۔ حدیثوں میں آیا ہے۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ نمازی جب تک مسجد میں رہتا ہے یا اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے اور وہ بے وضو نہیں ہوتا۔ اُس پر اللہ کے فرشتے رحمتیں نازل کرتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ مَالَمْ یُحْدِثْ جب تک گپ شپ شروع نہیں کرتا۔ لیکن جب دنیاوی بات شروع کرتا ہے تو پھر فرشتے یوں خطاب کرتے ہیں۔ فرشتے تین باتیں کہتے ہیں۔

اُسکُتْ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اے اللہ کے دوست! زبان بند کر، کیا کر رہا ہے! تو تو مسجد میں ہے۔ چپ کر کے بیٹھ، اللہ کا ذکر کر، تو نے کیا گپ شروع کر دی؟
اور اگر وہ چپ نہیں ہوتا تو پھر فرشتے یوں خطاب کرتے ہیں اُسْکُتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ
اے اللہ کے بندے چپ ہو جا۔ پہلا جو خطاب تھا وہ ختم ہو گیا۔ پہلے تو اللہ کا ولی تھا۔ اب کیا کہا اُسْکُتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اے اللہ کے بندے چپ ہو جا! اگر اس پر بھی چپ نہیں کرتا۔ حدیثوں میں دیکھیے۔ پھر فرشتے کہتے ہیں اُسْکُتْ یَا بَغِیْضَ اللّٰہِ اے اللہ کے دشمن! چپ ہو جا۔ دیکھا؟ کیوں؟ تو خدا کے گھر کی تعظیم کر رہا ہے یا کیا کر رہا ہے؟ قرآن مجید سامنے پڑا ہے اور بے وضو ہاتھ لگا رہا ہے۔ ادھر سگریٹ چل رہا ہے۔ ادھر قرآن کی تفسیر ہو رہی ہے گپیں ہو رہی ہیں۔ کیا یہ قرآن مجید کی تعظیم ہے؟ یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ صحابہ کرام کے متعلق آتا ہے کہ بسا اوقات جب صحابہ کرام قرآن مجید کھولتے تھے تو کانپنے لگتے تھے کہتے تھے هٰذَا کِتَابُ رَبِّیْ، هٰذَا کِتَابُ رَبِّیْ، هٰذَا کِتَابُ رَبِّیْ یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کا حکم نامہ ہے، دیکھ کر لرزتے تھے۔ اور بیت اللہ کو دیکھنے والے لرزتے تھے۔ اب بھی لرزتے ہیں۔ جو اللہ کے گھر جاتے ہیں، طواف کرنے والے، وہ اب بھی خدا کے گھر کو دیکھ کر لرزتے ہیں۔

تو تعظیم شعائر اللہ میرے دوستو یہ کیا ہے؟ مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ دل کا تقویٰ۔ اور شعائر پیدا کیسے ہوتے ہیں؟ شعائر اللہ سے کونسی چیز مراد ہے میرے دوستو اور میرے بزرگو! شعائر اللہ ہر وہ چیز ہے جس پر اللہ کی عبادت

کی جائے۔ جو اللہ کی عبادت کے ساتھ مخصوص ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی زندگی میں استعمال کیا۔ بس وہ شعائر اللہ میں بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں دیکھ لیجئے، پہلے ہی سورت بقرہ میں اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ط (سبحان اللہ) اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ فرمایا صفا اور مروہ یہ دو پہاڑ نہیں ہیں۔ ان کو پتھر مت سمجھو مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط یہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اور اللہ کی نشانیاں کیوں ہیں؟ یہ اللہ کی نشانیاں کیسے بن گئیں؟ کس نے بنائیں؟ آپ دوست اکثر جانتے ہیں جن دوستوں نے حج کیا ہے اللہ ان کے حجوں کو قبول فرمائے اور جو نہیں کر سکے اللہ ان کو بھی سعادت عطا فرمائے۔ یہ بھائی آپ تو جانتے ہی ہیں۔ تاریخوں میں بھی آتا ہے، تفسیروں میں بھی آتا ہے اور اب تو تعلیم بہت زیادہ عام ہو چکی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے دودھ پینے والے بچے اسمٰعیل کو (علیہ السلام) اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو لے کر پہنچتے ہیں بیت اللہ شریف کے قریب تو اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ط کی بات چلتی ہے۔ اللہ نے حکم دیا ابراہیم! اس دودھ پینے والے بچے کو اور اس اپنی بیوی کو وہاں پہنچا جہاں میرا گھر کبھی تھا وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ ط میں تجھے بتا دوں گا کہ میرا گھر وہاں تھا جو طوفان نوح کے بعد بہہ گیا، اب اس پر ریت آ چکی ہے، تم اپنی بیوی کو اور اس بچے کو لے کر وہاں پہنچو۔ اب بتاؤ ہمارے دماغوں میں یہ بات آ سکتی ہے؟

ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں پوچھا کہ خدایا وجہ کیا ہے ؟ علت کیا ہے ؟
بس حکم تھا۔ وہاں پہنچے۔ اپنی بیوی کو چھوڑا ' بچے کو چھوڑا ' واپس تشریف لائے
ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ کے حکم کے سامنے صابر رہیں ، وہ جو دودھ تھا
خشک ہوگیا۔ پانی کا مشکیزہ ختم ہوگیا۔ وہ چند جو کھجوریں تھیں وہ ختم ہوگئیں
اور ایسا ماحول کہ جہاں پر نہ کوئی جھونپڑا ہے نہ کوئی پودا ہے ' نہ کوئی پارک
ہے نہ کوئی ہوٹل ہے ' نہ کوئی پرندہ ہے ' نہ کوئی چرندہ ہے۔ کوئی مخلوق
نہیں سوائے حضرت ہاجرہ کے اور ان کے دودھ پینے والے بچے کے۔
اب بچہ بھوکا ہے ' پیاسا ہے ' ایڑیاں رگڑتا ہے ' تو ہاجرہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہا پانی کی تلاش میں نکلتی ہیں تو قریب ہی دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں ' جبل
ابی قبیس تو بہت اونچا پہاڑ ہے۔ دور تھا ذرا۔ تو وہ تشریف لاتی ہیں۔
پہلے صفا پر چڑھتی ہیں ' دیکھتی ہیں کوئی مسافر گذرے یہاں سے ' کوئی
انسان نظر آئے تاکہ میں اس سے پانی مانگوں مگر کوئی نظر نہیں آتا۔ تو پھر وہ نیچے
اُترتی ہیں۔ وادی ہے۔ اب بھی وہاں پرنالے کی شکل میں موجود ہے۔ وہ جگہ اب
بھی پست ہے۔ وہاں سے پھر دوڑتی ہیں ' پھر جا کے مروہ پہ چڑھتی ہیں دیکھیں
کوئی آدمی نظر آئے ' مگر کوئی نظر نہیں آتا۔ اسی طرح سات چکر لگاتی ہیں ' ساتواں
چکر پورا کرکے جب مروہ پر پہنچتی ہیں تو وہ دیکھتی ہیں کہ ان کے بیٹے کے پاس
پرندے کی شکل کی کوئی مخلوق بیٹھی ہے۔ دوڑی ہوئی آتی ہیں تو وہ پرندہ تو اڑ
چکا تھا اور حضرت اسمٰعیل اپنی ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ اور اُن کی ایڑیوں سے
پانی کا چشمہ نکل رہا تھا۔ آپ نے ریت کی چھوٹی سی بنی سی بنا دی اور فرمایا

زم زم۔ ٹھہر جا۔ ٹھہر جا۔ اس پانی کی مجھے بڑی ضرورت ہے۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے۔ اگر ہاجرہ یوں نہ فرمائیں تو دریا تے رحمت اتنا جوش میں تھا کہ دوسرا طوفانِ نوح برپا ہو جاتا۔ اتنا پانی نکلا وہاں سے اور آج بھی زم زم کا پانی پتہ نہیں چلتا آتا کہاں سے آتا ہے۔ اتنا وہ گہرا ہے تو اُن دو پہاڑیوں کو جن پر حضرت ہاجرہ دوڑی ہیں۔ اور دوڑی کیوں ہیں ؟ اللہ کا حکم تھا۔ خاوند کو اللہ کا حکم ہوا (علیہ السلام) کو' بیوی نے خدا کا حکم مانا' اپنے خاوند کی اطاعت کی اللہ کے حکم کے ماتحت اور اُن پہاڑوں پر پانی کی تلاش میں دوڑیں تو خدا نے کیا فرمایا؟ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ؕ یہ صفا اور مروہ پہاڑ نہیں رہے بلکہ من شعائر اللہ بن گئے اللہ کی عظمت کی نشانیاں ہیں۔ تو قرآن مجید نے اس آیت میں جو میں نے ابھی پڑھی ہے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ کہ اے مسلمانو! اے ایمان والو! تم میں قوتِ عمل کب پیدا ہو گی؟ تم میں تعظیم کا جذبہ کب پیدا ہو۔ حضرت ورخواستی فرمایا کرتے ہیں اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ۔ دین سارے کا سارا ادب ہے۔ ادب کا معنی تعظیم۔ تعظیم اور ہے میرے بزرگو شرک اور ہے۔ ہم سمجھتے نہیں تعظیم اور شرک کے فرق کو۔

سلطان عبدالعزیز سعود نے جس وقت کہ جنت البقیع میں مزارات گرائے میں جب ۱۹۳۹ء میں گیا الحمد للہ تو میں نے بھی وہاں پر عجیب نقشہ دیکھا۔ وہاں پر پتھر پڑے تھے۔ وہ ٹکڑے پڑے تھے' کتبے پڑے تھے' اور بعد میں پھر وہ جگہ صاف کر دی گئی تو اس وقت وہاں پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ ہندوستان

سے بھی ایک وفد گیا جس میں سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علمائے اسلام بھی تھے تو سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وہاں پر تقریر کی سلطان عبدالعزیز کے سامنے تو اس میں آپ نے فرمایا کہ اے سلطان! تو مقابر اور مآثر میں فرق نہیں کر سکا (سبحان اللہ) ایک ہیں مقابر ایک ہیں مآثر۔ یہ ہماری بزرگی اور عظمت کے نشانات تھے تو نے مٹا دیئے، ایک ہیں قبریں، ایک ہیں مآثر۔ ہم بتا سکتے ہیں دنیا والوں کو کہ یہ قبریں ہیں، ازواج النبیؐ کی، یہ قبر ہے حضرت عثمانؓ کی، یہ قبر ہے حلیمہ سعدیہ کی، یہ ہمارے مآثر ہیں دنیا میں وہی دین باقی رہتا ہے جس کے آثار باقی ہوں اور جن دینوں کے آثار مٹ جائیں میرے دوستو دنیا میں وہ دین باقی نہیں رہ سکتے۔ تو ایک ہوتی ہے تعظیم، ایک ہے عبادت، عبادت اور چیز ہے، ادب اور چیز ہے۔ قرآن کیا کہتا ہے؟ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ط جس نے تعظیم کی اللہ کے شعائر کی فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ط یہ دل کا تقویٰ ہے اور دل کا تقویٰ سب سے بڑا تقویٰ ہے۔ دل کا گناہ سب سے بڑا گناہ ہے اور دل کا تقویٰ سب سے بڑا تقویٰ۔ جب دل کا تقویٰ پیدا ہوگا تو دل حاکم بن جائے گا پھر زبان بھی ٹھیک ہوگی، پھر اعمال بھی ٹھیک ہوں گے، پھر جوارح بھی ٹھیک ہوں گے۔ تو جو حکم صادر ہوگا مشکوٰۃ نبوت سے، جو حکم صادر ہوگا مشکوٰۃ الوہیت سے اس حکم پہ پھر انسان کے قدم چلتے رہیں گے۔

فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان والو! جو تم میری بات کو ماننے کا دعویٰ کر رہے ہو لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ۔ تم نہ حلال سمجھو اللہ کی نشانیوں کو

حلال سمجھنے کا معنیٰ کیا ہے؟ تم بے ادبی نہ کرو۔ اللہ کی نشانیوں کی، تم توہین نہ کرو۔ اللہ کی نشانیوں کی۔ تم یہ مت کہو۔ یہ قرآن مجید کاغذوں پر لکھا ہوا ہے۔ یا قرآن مجید پریس میں چھپ کر آیا ہے جس طرح کہ اور کتابیں چھپتی ہیں۔ اس لئے اس قرآن مجید میں اور دوسری کتابوں میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اس پر جو لکھا ہوا ہے وہ میرا کلام ہے۔ یہ میرے کلام سے مشرف ہو چکا ہے اب تم اس کو بے وضو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ تم یہ مت کہو محمد رسول اللہ محمد ابن عبداللہ تھے اور وہ بھی دنیا کے اور لیڈروں کی طرح ایک لیڈر تھے۔ ہماری قوم میں یہ بھی ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ میرے بزرگو (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سمجھ نصیب فرمائے) ہمارے ہاں جو کتابیں چھپتی ہیں آن میں (میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ عمداً مسلمان یہ کرتا ہو کیوں کہ مسلمان عمداً کبھی گستاخی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ لیکن ناسمجھی کی وجہ سے کوشش یہ کی جاتی ہے کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک لیڈر بتایا جائے) اس لئے میں نے بعض کتابیں دیکھی ہیں جو ہمارے نصابوں میں نیچے اب پڑھتے ہیں۔ سکولوں میں اُسی کتاب میں حضرت ابراہیم کا ذکر ہے اُسی کتاب میں حضرت اسمٰعیل کا ذکر ہے، اُسی کتاب میں جناب محمد رسول اللہ کا ذکر ہے اور اُسی کتاب میں گوتم بدھ اور رام چندر کا بھی ذکر ہے۔ اب بھی چھپی ہوئی کتابیں موجود ہیں تو یہ کیا عجیب قصہ ہے؟ کیا رام چندر کا وہ مقام ہے جو محمد رسول اللہ کا ہے؟ کیا گوتم بدھ کا وہ مقام ہے جو حضرت شعیب کا ہے یا حضرت ابراہیم کا ہے؟ کیا ہم بچوں کو یہ تصور دینا چاہتے ہیں کہ یہ سارے کے سارے مصلح تھے؟ غلط بات ہے۔ ہمیں اپنی کتابوں کو ان چیزوں سے پاک کرنا چاہیئے۔ بے شک

بھارت کی تاریخ ، گوتم بدھ کی تاریخ پڑھائیں، اُن کے کارنامے بتائیں، اُن کی زندگی کے حالات اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ تاریخ ایک فن ہے لیکن خدا کے لئے ان کو محمد رسول اللہ کے ساتھ نہ ملائیں۔ اُسی کتاب میں بچہ پڑھتا ہے کہ محمد رسول اللہ، اللہ کے نبی تھے۔ اور اُسی کتاب میں تھوڑی دیر کے بعد پڑھتا ہے کہ گوتم بدھ بھی ایک مصلح تھا، تھوڑی دیر کے بعد پڑھتا ہے کہ رام چندر جی ایک مصلح تھا تو چھوٹا بچہ جس کا ذہن صاف ہے اُس کے دماغ میں یہ بات آسکتی ہے کہ واقعی یہ سارے کے سارے مصلح تھے اور یہ ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کہاں امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کہاں رام چندر اور گوتم بدھ؟ اس لئے قرآن مجید نے جو فرمایا کہ اللہ کے شعائر کی تعظیم کرو۔ تم یہ مت کہو کہ محمد اللہ تعالیٰ کے نبی تھے فقط، تم یہ مت کہو کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول تھے فقط۔ تعظیم کرو شعائر اللہ کی، ادب کرو شعائر اللہ کا، احترام کرو شعائر اللہ کا۔ تاکہ تمہارے دل میں تقویٰ پیدا ہو۔

اب صحابہ نے کس طرح تعظیم کی؟ صحابہ کی تو شان ہی بلند ہے۔ ایک دفعہ قیصر نے اپنے جاسوس بھیجے، مخبر بھیجے کہ جا کر دیکھو کہ یہ جو آدمی دعویٰ کر رہا ہے نبوّت کا، کبھی ایک علاقہ فتح ہو رہا ہے کبھی دوسرا علاقہ فتح ہو رہا ہے، یہ کیا ہے؟ اس کے پاس کون سی طاقت ہے؟ وہ آئے حضور کے پاس رہے، چند دن تک ٹھہرے اور جا کر جو قیصر کے سامنے اپنے بیانات دیئے تاریخوں اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ انھوں نے کہا "قیصر! ہم بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گئے ہیں مگر نہ پوچھ اس کی کیفیت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔" ارے کیا کیفیت؟"

کہنے لگے " جب وہ وضو کرنے کے لئے بیٹھتا ہے اللہ کا نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو صحابہ کرام اس پر جھک جاتے ہیں اور جو وضو کا پانی اس کے بدن سے گرتا ہے زمین پر نہیں گرنے دیتے، وہ پانی لے کر اپنے منہ پر مل لیتے ہیں، لڑتے ہیں اس بات پر اگر وہ تھوکتا ہے، تھوک زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ اگر وہ ناخن کاٹتا ہے تو ناخن زمین پر گرنے نہیں دیتے"۔۔۔ اور عبداللہ ابن زبیر کے متعلق تو مشہور ہے ہی (حدیثوں میں ہے، تاریخوں میں ہے) عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور کے بڑے پیارے صحابی تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پچھنے لگوائے تھے، اپنے بدنِ اطہر سے خون نکلوایا، اور وہ مٹی کے ایک برتن میں ڈال کر دیا عبداللہ ابنِ زبیر کو دیا جا اس کو دفن کر کے آ، کیونکہ انسان کے سارے اعضا قابل احترام ہیں۔

کیا کریں بھائی آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ آج ہماری داڑھیوں کے سفید بال پیشاب کی نالیوں میں رُلتے رہتے ہیں۔ یہ سُنت ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سنت کے ساتھ ہم کیا کرتے ہیں؟ رگڑ رگڑ دیتے ہیں جیسا کہ گندگی کو چھیلا جاتا ہے اور پھر نالی میں ڈال دیتے ہیں، اوپر سے پھر پیشاب گذر جاتا ہے۔ انسان کے سارے اعضاء واجب الاحترام ہیں اگر غلطی سے یہ کام ہم کرتے ہیں (اللہ ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے) تو میرے دوستو ان بالوں کو دفن کر دیا کرو، حجامت کے بالوں کو دفن کر دیا کرو، ناخنوں کو دفن کر دیا کرو۔ قیامت کے دن یہ سارے کے سارے اُٹھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور شہادت دیں گے۔ انسان کا سارا بدن واجب التعظیم ہے تبھی تو انسان کو دفن کرتے ہیں۔ حجامت کے بالوں کو دفن کیجئے، ناخنوں کو دفن کیجئے بدن سے خون نکلے اس کو دفن کیجئے تاکہ احترام کے ساتھ پڑا رہے۔

تو حضورؐ نے فرمایا، جا عبداللہ ابن زبیر! میرے خون کو دفن کر آ!
وہ لے گئے۔ جب دفن کرنے کے لگے تو عبداللہ ابن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے
سوچا کہ اے عبداللہ! یہ خون کس کے بدن سے نکلا؟ امام الانبیاء کے بدن سے
نکلا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسے مٹی میں ڈال دوں؟ حکم تو ہے کہ مٹی میں ڈال
دو۔ کبھی کبھی عشق اور عقل کا مقابلہ آجاتا ہے ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

عقل کبھی کبھی عشق پر غالب آجاتی ہے اور کبھی عشق عقل پر غالب آجاتا ہے
(اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی صحیح سمجھ نصیب فرمائے) تو اب دو باتیں تھیں۔
ایک طرف عقل ہے، ایک طرف عشق ہے۔

حضرت علیؓ کو حضورؐ نے حکم فرمایا صلح حدیبیہ میں کہ اے علی! لفظ محمد رسول اللہ
کو مٹا ڈال اور لکھ دے محمد ابن عبداللہ۔ اگر یہ نہیں مانتے ابوجہل وغیرہ تو میں خدا
کا ویسے بھی رسول ہوں جھگڑا ختم ہو جائے" (صلح حدیبیہ میں یہ بھی ایک شرط
تھی کہ آپ اپنا نام مٹائیں اور لکھیں محمد ابن عبداللہ) حضرت علی نے عرض کی کہ اللہ کے نبی جان دینے
کے لئے تیار رہوں لیکن علی یہ نہیں کر سکتا کہ اپنے ہاتھ سے لفظ محمد رسول اللہ کو
مٹا دے، میں نہیں لکھتا" حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے خود مٹا کر لکھا
محمد ابن عبداللہ۔

تو کیا علی نے نافرمانی کی؟ ۔ نہیں۔ علی پر عشق غالب تھا جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے بات کو نہیں مانا۔ یہاں بھی عبداللہ ابن زبیر کشمکش میں پڑ گئے

ایک طرف عشق ہے، ایک طرف حکم ہے محمد رسول اللہ کا۔ اگر میں مٹی میں دفن کرتا ہوں حکم پورا ہوتا ہے۔ لیکن میرے ہاتھ ہیں امام الانبیاء کا یہ خون مقدس ہو اور اسے میں زمین میں دفن کر دوں؟ کشمکش رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد فیصلہ کیا (عشق کامل تھا) حضور کا خون پی گئے (صلی اللہ علیہ وسلم کا) صحیح بات ہے کسی عاشق عالم سے پوچھئے۔ مجھ جیسے سے نہ پوچھئے۔ آپ کا خون پی گئے، پیالہ صاف کر دیا۔ واپس تشریف لائے، حاضر خدمت ہوئے۔ حضورؐ پوچھتے ہیں "مَا فَعَلْتَ بِدَمِيْ" "او ابن زبیر! میرا خون کیا کیا؟" خاموش۔ جواب نہیں دیتے۔ کہتا ہوں پی گیا، ناراض ہوں گے۔ کہتا ہوں دفن کیا، جھوٹ بنتا ہے۔ مَا فَعَلْتَ بِدَمِيْ۔ میرے خون کے ساتھ کیا بنایا؟ عرض کرتے ہیں "شَرِبْتُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَيْكَ وَسَلَّمَ"
"اللہ کے نبی! میں تو پی گیا"

تو میرے دوستو! یہ تعظیم تھی شعائر اللہ کی، ہم اس کو کسی قسم کی غلط فہمی پر محمول نہیں کر سکتے۔ اسی طرح تعظیم کتاب اللہ، تعظیم بیت اللہ، تعظیم ذکر اللہ اللہ کا نام آئے، ہم اللہ کو یوں کہیں "اللہ کہتا ہے" ہمارے بڑے بڑے لیکچرار جب تقریر کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں جیسے کسی کی کہاوت بیان کرتے ہیں۔ "اللہ کہتا ہے" "محمد کہتا ہے" قرآن میں آیا ہے" لاحول ولا قوۃ الا باللہ "قرآن مجید" قرآن کو دیکھ لیجئے قرآن کیا کہتا ہے؟ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ۙ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ — اِنَّهٗ كِتٰبٌ مُّبٰرَكٌ — اِنَّهٗ عِنْدَنَا فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ ۝ اور حضورؐ کے متعلق فرمایا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ط۔ فرمایا وَتُوَقِّرُوْهُ (الفتح) فرمایا حضور کی تعظیم کرو۔ حضور کی توقیر کرو۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اس حد تک حکم فرمایا۔ اور اپنے نام کے متعلق حکم فرمایا تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ط تیرے رب کا نام بڑی برکت والا ہے۔ اس لئے علمائے کرام نے آداب بیان کئے ہیں۔ میرے دوستو اور میرے بزرگو۔ فرمایا جب اللہ کا نام لو تو یا تو "تعالیٰ" کہو "اللہ تعالیٰ" یا "جَلَّ جلالُہٗ" کہو۔ اللہ کا نام جب لو تو ساتھ یا تو جَلَّ جَلالُہٗ کہو یا تعالیٰ کہو۔ یہ ادب ہے اور لازم ہے۔ کسی نبی کا نام لو تو علیہ السلام کہو۔ قرآن میں آتا ہے سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ۝ تو کسی نبی کا جب تم نام لو تو کیا کہو؟ "علیہ السلام" موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، زکریا علیہ السلام" اور جب امام الانبیاء کا نام لو تو پھر سلام نہ کہو فقط، بلکہ کہو" صلی اللہ علیہ وسلم" "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" حضور کے نام کے ساتھ صلوٰۃ بھی کہو، سلام بھی کہو۔ دونوں باتیں خدا کا حکم ہے صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط ۝

امام الانبیاء نے ارشاد فرمایا۔ پوچھا ایک دن ایک شخص نے "سب سے بڑا کنجوس اور بخیل کون ہے؟" صحابہ نے مختلف رائیں دیں۔ کسی نے کہا جو پیسے نہ دیتا ہو، روٹی نہ کھلاتا ہو۔ فرمایا "نہیں سب سے بڑا کنجوس اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا نام آئے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے" پڑھ لیجئے ایک دفعہ درود شریف آپ بھی اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اور صحابی کا نام آئے تو "رضی اللہ عنہ" کہو۔ "ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کیوں کہ قرآن نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ط میں اُن سے راضی ہو گیا جنہوں نے بیعت کی جناب کے ہاتھ پر، حدیبیہ کے مقام پر، اُس پودے کے نیچے بیٹھ کر۔ خدا نے قسم کھا کر فرمایا لَقَدْ ۔ یہ لام کا کلمہ جو آتا ہے۔ عربی زبان میں کسی عالم نحو سے پوچھ لیجئے، ل اور قَدْ جب دونوں اکٹھے آجائیں تو معنی ہوتا ہے قسم کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں راضی ہو چکا ہوں اُن مسلمانوں سے جنہوں نے محمد رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی شجرۂ رضوان کے نیچے بیٹھ کر۔ جب خدا راضی ہو گیا تو ہم کیوں نہ کہیں "رضی اللہ عنہ"؟ یہ جملہ خبریہ ہے، جملہ دعائیہ نہیں ہے یعنی ہم خبر دیتے ہیں کہ اللہ اُن سے راضی ہو چکا ہے، ہم دعا نہیں کرتے کہ اللہ اُن سے راضی ہو۔ ہماری کیا طاقت ہے کہ ہم سفارش کریں صحابہ کے متعلق، یاد رکھا کریں ایک ہے خبر دینا، ایک ہے جملہ دعائیہ۔ ہم جو کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو یہ خبر دینا ہے۔ وہ صدیق جس سے خدا راضی ہو چکا، وہ عمر جس سے خدا راضی ہو چکا، وہ عثمان جس سے خدا راضی ہو چکا، وہ علی جس سے خدا راضی ہو چکا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وَعَنْ کُلِّ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِیْنَ ط۔

اور جب کسی نیک بندے کا نام لو تو اس پر اللہ کی رحمتیں کہو۔ کسی اللہ کے ولی کا نام لو۔ "سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ" "سیدنا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ" "امام الاولیاء لاہوری رحمۃ اللہ علیہ" "داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ" "علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ"۔ جتنے اہل اللہ گزرے ہیں۔ علمائے برحق، ان کے جب نام لو۔ تو "رحمۃ اللہ علیہ"۔ یہ ہیں آداب، یہ ہے تعظیم شعائر اللہ۔ بھائی ہمارا کیا رشتہ ہے مولانا لاہوری کے ساتھ؟ ہمارا کیا رشتہ ہے حضرت مدنیؒ کے ساتھ ہمارا کیا رشتہ ہے شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ؟ ہمارا کیا رشتہ ہے خواجہ غریب نواز اجمیری کے ساتھ؟ کوئی رشتہ ہے ہمارا؟ کوئی جوڑ ہے؟ کوئی رابطہ ہے؟ ہم کیوں تعظیم کرتے ہیں؟ ۔۔۔ وہ اللہ کے نیک بندے تھے، اللہ کے ولی تھے۔ اللہ کا دین لے کر آئے، اللہ کا دین دنیا میں چمکایا۔ آج ہماری زبانیں مجبور ہیں کہ ہم ان کا نام احترام کے ساتھ لیں۔ اگر احترام دلوں سے نکل جائے میرے بزرگو تو پھر عمل نہیں آسکتا۔ اس لئے قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ اے ایمان والو، میری بات کو ماننے والو۔ لَا تُحِلُّوْا۔ مت حلال سمجھو یعنی مت بے ادبی کرو شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ۔ اللہ کی نشانیوں کی۔ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ۔ اور نہ حلال سمجھو، نہ بے ادبی کرو عزت والے اور حرمت والے مہینے کی وَ لَا الْهَدْیَ اور نہ حلال سمجھو، نہ بے ادبی کرو قربانی دیئے جانے والے جانور کی۔ وَ لَا الْقَلَآىِٕدَ اور نہ حلال سمجھو نہ بے ادبی کرو "قلائد" کی۔ "قلائد" جمع قلادہ کی ہے۔ میں ابھی عرض کردوں گا۔ یہ وہ پٹے ہوتے تھے جو قربانی کے جانور کے گلے میں باندھ دیا کرتے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اون کی رسیاں بنائیں امام الانبیاء کی قربانیوں کے لئے جو قربانی کے جانور کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ھَدْی کہتے ہیں حج کی قربانی کے جانور کو۔ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے زمانۂ مقدّس میں اور اب بھی اجازت ہے کہ جب کوئی آدمی حج کو جاتا تھا تو وہ اپنے ساتھ قربانی لے جاتا جو کہ زمین حرم میں ذبح کی جاتی۔ اسے کہتے ہیں ھَدْی اور پھر اُس کی نشانی کیا ہوتی تھی؟ جو اونٹ ہوتا تھا اُس کو نحر کر دیتے تھے۔ نحر کا معنی یہ ہوتا تھا کہ اس کے کوہان سے تھوڑا سا خون نکال دیتے تھے۔ خون لگ جاتا تھا تاکہ راستے میں وہ کسی کو مل جائے تو کوئی کافر بھی اُس کے ساتھ نہیں چھیڑتا تھا۔ کہ یہ وہ اونٹ ہے جو مکے میں جا کر ذبح ہوگا۔ بکری کے گلے میں وہ ڈال دیتے تھے اُون کی لال رسّی سی رنگ دار تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہ وہ بکری ہے جو خدا کے نام پر نامزد ہو چکی ہے۔ اب اس کے ساتھ چھیڑنا گناہ ہے۔ یعنی وہ کافر بھی اس کی تعظیم کرتے تھے۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ تم شعائر اللہ کو حلال مت سمجھو تم ھدی کو حلال مت سمجھو۔ حلال کا معنی کیا ہے؟ اس کی بے ادبی نہ کرو۔ اور تم قلائد کی بے ادبی نہ کرو۔ قلائد سے مراد رسّیاں یا وہ چھوٹے جانور جیسے کہ بکری ہو گئی، بکری کے گلے میں وہ ہار ڈالا جاتا تھا یا یہ بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بکری کے گلے میں وہ ہار ڈال دیا گیا، رسی سی ڈال دی گئی اُون کی، اُس اون کی بھی بے ادبی نہ کرو کیونکہ وہ بھی متعلق ہو چکی ہے اُس جانور کے ساتھ جو جانور خدا کے نام پر نامزد ہو چکا ہے وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ اور نہ تم قتل کرو، نہ تم لڑائی لوگوں کے ساتھ جو ارادہ کرنے والے ہیں عزت والے گھر کا۔ اِس سے مراد شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے اور دوسرے علمائے اسلام نے بھی، کہ جب اسلام آیا مسلمان کافی ہو گئے اور یہ وہ لوگ تھے جو مکّہ مکرمہ میں رہنے والے تھے کہ مکّے سے نکالے گئے تھے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن حج

ایک ایسی عبادت ہے میرے بزرگو بیت اللہ کو اللہ نے یہ شرف بخشا ہے کہ یوم اوّل سے لے کر آج تک یہ آباد رہتا ہے۔ بعض تفسیروں میں آتا ہے وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَّالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ بیت معمور کی تفسیر میں دو قول ہیں۔ بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ وہ خانہ کعبہ ہے جو آسمان پر اس بیت اللہ کے مقابلے میں ہے۔ اس بیت اللہ کا طواف انسان اور جن کرتے ہیں اور اُس بیت اللہ کا طواف اللہ کے فرشتے کرتے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ وہ گھر جو ہمیشہ آباد رہتا ہے یہ بھی صفت ہے خانہ کعبے کی جو زمین پر ہے۔ یہ خانہ کعبہ ہمیشہ آباد رہتا ہے کسی وقت بھی عبادت گذاروں سے خالی نہیں ہوتا۔ دوستوں نے دیکھا ہوگا۔

میں ۱۹۵۲ء میں جب گیا الحمد للہ، یہ وہ وقت تھا کہ جس کی گرمی میں اور جس کی لو میں کئی حاجی صاحبان وہاں پر شہید ہو چکے تھے تو میں نے دیکھا بارہ بجے یعنی ہمارے ہاں جب بارہ بجتے ہیں اُس وقت بڑی گرمی کا وقت ہوتا ہے تو اُن دنوں میں اتنی شدید گرمی میں ہم آکر بیٹھ جاتے تھے حرم کے برآمدوں میں اور گرمی کی وجہ سے ہم وہاں بھی نڈھال ہوتے تھے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا بزرگو! نوجوانوں کو، بوڑھوں کو، بچوں کو، عورتوں کو، اس گرمی میں بھی بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں حالانکہ شدید گرمی تھی پاؤں انسان کے جلتے تھے، سر جلتا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ دیوانہ وار اللہ کے گھر کا طواف کر رہے ہیں۔ جسے اللہ عزت دے اُس کی عزت کو کون مٹا سکتا ہے؟

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے متعلق ہے کہ آپ تشریف لے گئے ایک دفعہ حج کو۔ آپ نے بڑے حج کئے۔ ایک دفعہ سخت سردی کا موسم تھا تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر تو کسی وقت بھی طواف کرنے

والوں سے خالی نہیں ہوتا۔ چلو آج رات کو چلتے ہیں، دیکھتے ہیں، بارش بھی تھی، سردی کا موسم تھا اور رات بھی تھی آدھی رات کا تقریباً وقت ہوگا اور ایسے وقت میں آپ کا خیال مبارک تھا کہ ایسے وقت میں شاید بیت اللہ شریف میں کوئی نہ ہو۔ آپ تشریف لائے تو دور سے کوئی چیز نظر نہ آئی جو خانہ کعبے کا طواف کرتی ہو۔ جب آپ قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک سانپ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔

تو بیت اللہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں سے خالی نہیں ہوتا۔ ہمارے سب کے بزرگ عمدۃ الاولیاء ہمارے سب کے سند اسوۃ الصلحا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کو حضرت تھانوی نے لکھا ہے اپنے ملفوظات میں کہ بیت اللہ شریف میں ہر وقت تین سو ساٹھ اللہ کے ولی رہتے ہیں۔ واقعی وہاں ولی نہ ہوں گے تو کہاں ہوں گے؟ آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے کچھ روحانی اشکال پیش ہوا تو میں آیا بیت اللہ شریف میں کہ جا کر دیکھوں کہ کوئی اللہ کا ولی مل جائے تو میں نے دل میں خیال کیا کہ تم ۳۶۰ کس مرض کی دوا ہو کہ آج اتنا زمانہ ہوا میں اسی اشکال میں پھنسا ہوں۔ اشکال ہوتے ہیں مگر ہمارے اشکال ہیں نوکری چھوٹ گئی۔ روٹی نہیں ملتی۔ پیسے گھٹ گئے۔ یہ ہمارے اشکال ہیں اللہ والوں کے یہ اشکال ہیں کہ آج نماز باجماعت سے کیوں رہ گئی؟ کیا خرابی پیدا ہو گئی؟ آج میں سحری کو نہیں جاگ سکا؟ تہجد کی نماز مجھ سے کیوں چھوٹی؟ آج میں قرآن مجید کی تلاوت کیوں نہ کر سکا؟ آج میرے دل میں برے خیال پیدا ہوئے یہ کیا بات ہے؟ اس کی وہ تلاش کرتے ہیں۔ رزق اللہ تعالیٰ سب کو دیتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ۔ رزق میں کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے لیکن اگر ایمان میں کمی ہو گئی تو اُس کی پھر اصلاح نہیں ہو سکتی وہ تو اگر ایک منٹ بھی انسان پیچھے رہ جائے تو پھر کتنا زمانہ چکر لگاتا رہے پھر اُس لب کو نہیں پا سکتا جو انسان سے چھوٹ جاتی ہے۔

تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ روحانی اشکال پیدا ہوا۔ آپ مہاجر مکی تھے۔ مکہ مکرمہ میں تھے آپ فرماتے ہیں میں خانہ کعبہ میں چلا آیا مطاف میں کہ دیکھوں یہ جو آتا ہے کہ ہر وقت یہاں ۳۶۰ اولیاء اللہ کا مجمع رہتا ہے کوئی طواف کرتا ہے، کوئی عبادت میں مشغول ہوتا ہے، کوئی حرم میں ویسے بیٹھا ہوتا ہے تو دل میں میں نے کہا کہ تم ۳۶۰ کس مرض کی دوا ہو؟ (اس واقعے کو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں لکھا ہے) تو جب میں آیا تو ایک شخص میرے قریب آیا۔ اُس نے مجھ پر نظر کی۔ نظر کرتے ہی میرا وہ اشکال جو تھا وہ دور ہو گیا۔ وہ چلا گیا۔

تو خانہ کعبہ بیت معمور ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عبادت گذاروں سے پُر رہتا ہے تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ خانہ کعبہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ جس دن سے بیت اللہ بنا ہے اُس دن سے لے کر آج تک اللہ کے عبادت گذاروں سے معمور ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی زمانے میں طوفان نوح کے بعد جب بیت اللہ شریف پانی میں بہہ گیا تھا اور ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک اُس پر ریت پڑی تھی۔ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ بیت اللہ کی بنیادیں کہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ ط آپ کو

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ریت ہٹاؤ نیچے خانہ کعبہ کی بنیادیں ہیں۔ لیکن اُس وقت تک انسانوں کا طواف نہیں تھا۔ جنات طواف کرتے ہوں گے، فرشتے طواف کرتے ہوں گے۔ اللہ کی باقی مخلوقات طواف کرتی ہوگی۔ اور اللہ کی باقی مخلوقات بھی اللہ کا ذکر اور اللہ کی حمد و ثنا کرتی رہتی ہے اس لئے حکم ہے کہ جب تم اکیلے ہو سفر میں یا کسی جگہ تم اکیلے نماز پڑھ رہے ہو تمہارے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو تم پھر بھی اذان کہہ لو۔ اگر محلے میں اذان ہو چکی ہے تو پھر تو اذان نہ کہو لیکن اقامت ضرور کہو۔ اگر ایک آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہے، جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکا اکیلا نماز پڑھ رہا ہے ۔۔ فرض نماز ۔ تو اقامت کہے۔ اگرچہ وہاں پر انسان تو کوئی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے آ کر ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔ جنات نماز کے ساتھ آ کر کھڑے ہو جائیں گے نماز باجماعت ہو جائے گی۔ تو بیت اللہ ہمیشہ آباد رہا۔ کفر کے زمانے میں کافر بھی بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ کافر بھی حج کرتے تھے۔ اگرچہ اُن کے حج کا طریقہ اور تھا۔ وہ بیت اللہ میں تالیاں بجاتے تھے، بیت اللہ میں سیٹیاں بجاتے تھے ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ جب اسلام آیا، مسلمانوں کو فتح ہوئی مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو وہ مسلمان جو بیت اللہ شریف سے نکالے گئے تھے اب اُن کے دل میں یہ بات آئی ہوگی کہ اب ہم ان کافروں کو بیت اللہ شریف میں نہیں چھوڑیں گے تو قرآن مجید نے پہلے تو یہ سمجھایا، پھر بعد میں یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔ پہلے یہ بات سمجھائی کہ دیکھو جو بیت اللہ مقدس میں آ کر طواف کرے تم اُس کے ساتھ مت چھیڑو۔ وہ تو خدا کے گھر کا طواف کر رہا ہے اپنے عقیدے کے مطابق

وہ خدا کو راضی کر رہا ہے ۔ یہ آیت بعد میں منسوخ کر دی گئی ہے اس لئے فرمایا کہ جو لوگ بیت اللہ مقدس کا طواف کرتے ہیں تم اُن کے ساتھ مت چھیڑو یہ ہے اکثر علمائے تفسیر کا قول ۔ اور بعض علمائے تفسیر فرماتے ہیں کہ نہیں یہ آیت مسلمانوں ہی کے حق میں ہے کہ تم شعائر اللہ کو حلال مت سمجھو، شہر حرام کو حلال مت سمجھو ۔ قلائد کو حلال مت سمجھو، اس قربانی کی بے عزتی مت کرو اور اُن لوگوں کو بھی دکھ مت دو جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والے ہیں ۔ تم اُن کی بھی مدد کرو ۔ (یہ بھی ایک قول ہے)

چنانچہ فرمایا وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ اور نہ تم توہین کرو اُن لوگوں کی جو ارادہ کرنے والے ہیں عزت والے گھر کا ۔ اور وہ عزت والے گھر میں وہ کیوں جاتے ہیں ؟ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ط وہ ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کا فضل اور اپنے رب کی خوشنودی ۔ تو وہ اللہ کے مہمان ہیں ۔ اللہ کے مہمانوں کے ساتھ مت چھیڑو ۔ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور جب تم حلال ہو جاؤ یعنی جب تم احرام کھول دو فَاصْطَادُوْا پھر تم شکار کر سکتے ہو ۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے یعنی شکار کرنا ضروری نہیں ہے ۔ تم کو شکار سے روکا گیا ہے تاکہ تمہارا دل اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو ۔ شکار اگرچہ حلال ہے لیکن جب رب العالمین کی یاد میں رکاوٹ ڈال دے تو پھر اس کو چھوڑ دینا چاہیئے اللہ کی یاد سے جو چیز روکے اُسے چھوڑ دینا چاہیئے ۔ اس لئے فرمایا کہ تم شکار کو چھوڑ دو ۔ یہ تمہارے حج کے دوران تمہیں نقصان پہنچائے گا ۔ اللہ کی یاد سے

غافل کر دے گا۔ لیکن جب تم حلال ہو چکے، احرام کھول دیا۔ منیٰ میں اپنا سر منڈا ڈالا۔ کپڑے پہن لیے اب تم پھر پہلے کی طرح غیر محرم بن گئے ہو۔ اب اگر تم چاہو فَاصْطَادُوْا پھر شکار کر سکتے ہو۔ شکار کرنا ضروری نہیں۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ۔ اور نہ بھڑکائے تم کو کسی قوم کی دشمنی یعنی کافروں نے تمہیں بیت اللہ سے روکا تھا، اب تم مسلمانوں کا وہاں پر غلبہ ہے اور ان میں سے جو مسلمان ہو چکے ہیں اُن کو اب مسلمان ہی سمجھو۔ میں اُن سے راضی ہو چکا ہوں۔ صحابہ کی میرے بزرگو تین قسمیں ہیں (صحابہ رضی اللہ عنہم کی) پہلے وہ صحابہ کرام ہیں وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ پہلے وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے ایمان قبول کیا، محمد رسول اللہ پر ایمان لائے (جنگ بدر سے پہلے) یہ صحابہ کرام وہ صحابہ ہیں جنہوں نے اپنی جان کی قربانی دی۔ اپنے مال کی قربانی، اپنے بیٹوں کی قربانی دی، سب کچھ نثار کر دیا، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ دوسرے نمبر پر وہ صحابہ کرام ہیں جو مکہ مکرمہ کے فتح ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے اور تیسرے نمبر پر وہ صحابہ کرام ہیں جو مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کے بعد مسلمان ہوئے اور تینوں کے متعلق سورت الحدید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ ان تینوں سے اللہ راضی ہو چکے کیونکہ تینوں ایمان لا چکے، محمد رسول اللہ کو دیکھ چکے، اللہ کی بات سُن چکے، جو پہلی باتیں ہو چکی ہیں اُن کی معافی اللہ نے خود فرما دی۔

قرآن مجید جو سورۃ النصر آتی ہے، فرمایا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ

وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۝ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۝ اے میرے حبیب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ جب اللہ کی مدد آئے گی، وَالْفَتْحُ اور مکہ فتح ہو جائیگا وَرَاَیْتَ النَّاسَ اور تو دیکھے گا کہ لوگ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں اَفْوَاجًا گروہ در گروہ، سو، دو سو، پانچ سو، ہزار کتنے داخل ہو رہے ہیں۔ تو پھر آپ کیا کریں؟ آپ کا فرض منصبی کیا ہے؟ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ اپنے رب کی حمد و ثنا کریں کہ اللہ نے آپ پر بڑا فضل کیا۔ وہ محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو رات کے اندھیرے میں مکہ چھوڑ دینے پر مجبور ہوا۔ آج مکے میں فاتحانہ طریقے سے داخل ہے اور آج وہی ابوسفیان جو محمد رسول اللہ کے خلاف سکیمیں سوچتا تھا اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر کر رحمت کا طالب ہے۔ اس لئے آپ اللہ کی حمد و ثنا کریں۔ یہ سب اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے۔

اور دوسری بات؟ وَاسْتَغْفِرْہُ۔ اللہ سے معافی مانگیں، بخشش مانگیں۔ کس کے لئے؟ شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ حضور نے تو کوئی غلطی نہیں کی۔ کیا اپنے لئے بخشش مانگیں؟ نہیں۔ وَاسْتَغْفِرْہُ اللہ سے بخشش مانگیں اُن لوگوں کے لئے جو اب مسلمان ہوئے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا، مسلمان ہو گئے، وہ صحابی بن گئے تو میرے دوستو وہ لوگ جو بعد میں مسلمان ہوئے تھے پہلے مسلمانوں کی نظروں میں کھٹکتے ہوں گے اس لئے قرآن مجید نے سمجھایا وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ۔ اور نہ بھڑکائے تم کو، نہ مجرم بنائے تم کو شَنَاٰنُ قَوْمٍ

قوم کی دشمنی ۔ اَنْ صَدُّوْكُمْ اِس بات پر کہ روکا تھا تم کو انہوں نے کبھی عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ عزت والی مسجد سے، تم کو طواف سے روکا، تم کو حدیبیہ کے مقام پر روکا۔ تو تمہیں اب یہ نہ چاہیئے اَنْ تَعْتَدُوْا کہ تم ان پر زیادتیاں کرو، تم اب بدلے لینے لگو، نہیں ۔ جو ہو چکا سو ہو چکا ۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری پر تمہاری اعانت نیکی کے لئے ہو ۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور ایک دوسرے کی مذمت کرو گناہ پر اور زیادتی پر ۔ ظلم پر کسی کی مذمت کرو ۔ جو ظالم ہے اُس کی مذمت کرو ۔ ایک مجرم اور گنہگار ہے اُس کی مذمت کرو ۔ ہاں ایک مدد یہ ہے کہ گناہ سے روکو ، یہ اور مدد ہے ۔ ایک آدمی نماز نہیں پڑھنا چاہتا، وہ مجرم ہے ۔ مسجد میں لے جاؤ یہ اُس کی مدد ہو گئی ایک آدمی بُرا کام کرتا ہے اُس کو روک دو ۔ یہ مدد ہے ۔ یہ درست ہے کہ گناہ پر گناہ کے لئے مذمت کرو ۔ نافرمان کو نافرمانی کے لئے مذمت دو ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اور دیکھو اللہ سے ڈرتے رہو ۔ دیکھا تقوے کا پھر حکم آ گیا ۔ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے ۔ عقب کہتے ہیں ایڑی کو ۔ قرآن مجید میں سزا کے لئے دو لفظ آتے ہیں ۔ ایک عذاب، ایک عقاب ۔ عذاب عام ہے، خواہ دنیا کا عذاب ہو، خواہ قیامت کا عذاب ہو لیکن عقاب دنیا کے عذاب کو کہتے ہیں ۔ عقاب عقب سے مشتق ہے ، عقب کہتے ہیں ایڑی کو ۔ جس طرح ایڑی انسان کے بالکل پیچھے لگی ہوتی ہے ۔ جو عذاب کسی مجرم پر دنیا میں آئے

اُسے کہتے ہیں عقاب ، تو فرمایا دیکھو تم نے اگر میرے شعائر کی تعظیم نہ کی، توہین کی تو تم کو ہیں دنیا ہیں سزا دوں گا ۔ اس لئے جو مسجد کی بے ادبی کرتا ہے، دنیا میں مارا جاتا ہے ۔ دیکھو ابرہہ شاہِ یمن نے بے ادبی کی تھی اَلَم تَرَ کَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصحٰبِ الفِیلِ ۰ دنیا میں رگڑا گیا ۔ جس نے ماں باپ کو گالیاں دیں ، اس کی اولاد اس کو گالیاں دے گی ۔ جس نے اپنے مرشد کی بے ادبی کی اس کے مرید اس کے بے ادب ہو جائیں گے ۔ جس نے اُستاد کی نافرمانی کی اس کے شاگرد اس کے نافرمان ہو جائیں گے ۔ یہ شعائر اللہ کی توہین جو ہے اس کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان بے ادبیوں سے بچائے اور قرآن مجید پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

دُعا

رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ وَ تُب عَلَینَا اِنَّکَ اَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِیمُ ۔ اَللّٰھُمَّ ارحَمنَا بِالقُراٰنِ العَظِیمِ وَاجعَلہُ لَنَا اِمَامًا وَّ نُورًا وَّ ھُدًی وَّ رَحمَۃً ۔ اَللّٰھُمَّ ذَکِّرنَا مِنہُ مَا نَسِینَا اَللّٰھُمَّ عَلِّمنَا مِنہُ مَا جَھِلنَا اَللّٰھُمَّ ارزُقنَا تِلَاوَتَہٗ اٰنَاءَ اللَّیلِ وَ اٰنَاءَ النَّھَارِ وَاجعَلہُ لَنَا حُجَّۃً یَا رَبَّ العٰلَمِینَ ۰

یا اللہ اس درس کو قبول فرما ۔ اللہ جو تیری توفیق سے تیرے دین کی باتیں ہو چکی ہیں تو ان کو قبول فرما ۔ مجھے اور میرے بھائیوں کو عمل کی توفیق عطا فرما ۔ یا اللہ ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے ۔ آئندہ ہمیں گناہوں سے بچا ۔ یا اللہ جتنے

بھی بیمار ہیں ان کو شفا نصیب فرما۔ یا اللہ جو مسلمان فوت ہو چکے ہیں ان کو جنت نصیب فرما۔ یا اللہ۔ یا اللہ اس گھر والوں کو اس سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق نصیب فرما۔ یا اللہ جو میرے بھائی دور دراز سے آپنے کاموں کو چھوڑ کر تیری بات سننے کے لئے آتے ہیں ان کو جزائے خیر عطا فرما۔ اللہ ان کے قدموں پر رحمت نازل فرما۔ یا اللہ ان کو اپنے قریب آنے کی اور توفیق عطا فرما۔ یا اللہ مجھے بھی ان کو اپنی رحمت سے ناامید نہ فرما۔ اللہ! ہمارے بزرگان دین کو خصوصاً سید الاولیاء مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی قبر کو پُر نور فرما جن کی برکتوں سے جن کے روحانی اثرات سے ہم جیسے گنہگار قرآن کے قریب ہو چکے ہیں۔ یا اللہ ہمیں عمل کی بھی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کی مدد فرما۔ اللہ ہمارے سب کے حالوں پر تو فضل و کرم فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَجَمَالِ عَرْشِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

نواں درسِ قرآن مجید

ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ جولائی ۱۹۶۶ء

یہ درس مندرجہ ذیل ارشاداتِ گرامیہ کا درس ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ -

اس درس میں مندرجہ ذیل دینی اور علمی فوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ قرآنی احکام سمجھنے کے لئے ایک طریق یہ بھی ہے کہ سب آیات متعلقہ کو مطالعہ کرے۔

۲۔ نماز کے لئے جس قدر ادب اور اہتمام ہوگا اسی قدر اجر و ثواب زیادہ ملے گا۔

۳۔ خوراک کا تعلق اعمال اور عبادات کے ساتھ

۴۔ براعۃ استہلال کا مفہوم

۵۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت اور آپ پر صلوٰۃ و سلام

۶۔ مسلمانوں کا انتظام دربار خداوندی میں۔

۷۔ والدین اور دوسرے اقرباء کی قضاء شدہ عبادات کے فدیہ کی ضرورت

۸۔ اموات کے لئے ایصالِ ثواب کی اہمیت

۹۔ ایصال ثواب اور غیر اللہ کے نام نذر کرنے کا فرق

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے

میرے محترم بھائیو اور بزرگو!

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اُس نے آج پھر ہمیں اپنا کلام مبارک سُننے کے لئے اور سُنانے کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ ہم سب کو عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

میرے دوستو! دنیا میں چند ایک ایسے مراکز ہیں جن کے ساتھ منسلک ہونے سے اللہ تعالیٰ دنیا بھی بہتر فرما دیتے ہیں اور قیامت کی بہتری کا بھی یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام، اللہ تعالیٰ کا کلام، اللہ تعالیٰ کا گھر اور اللہ تعالیٰ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت اور تعلق، یہ چار مقامات مسلمانوں کے لئے دینی اور دنیاوی مرکز ہیں۔ اگر ان چاروں کے ساتھ نسبت اور تعلق قائم ہو جائے تو بڑا ہی خوش نصیب وہ انسان ہے۔ الحمد للہ قرآن مجید کے ساتھ یہ ربط آپ کے اور میرے درمیان تقریباً دو سال سے قائم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایک مجھ جیسا گنہگار انسان، بے دست و پا انسان آپ بزرگوں کی دُعاؤں کی وجہ سے اور آپ کی محبت کی وجہ سے آخری اتوار کو قرآن سننے اور سنانے کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائیں اور ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

میرے بھائیو! دیکھ لیجئے آپ کا یہ واہ کینٹ کا علاقہ پاکستان بننے سے پہلے خشک کھیتوں کی شکل میں تھا۔ پاکستان بننے کے بعد یہ فیکٹری کی شکل میں تبدیل ہوا۔ لیکن آج خدام الدین کی برکت سے اور آپ بھائیوں کی محنت کی برکت سے دیکھ لیں کہ واہ کینٹ کا نام دُنیا کے کونے کونے میں قرآن کی نسبت کے ساتھ مشہور ہو رہا ہے۔ یہ

سب آپ بھائیوں کی محنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

پچھلی نشست میں سورۃ المائدہ کی پہلی آیت پڑھی گئی تھی لیکن وہ بڑی تفصیل طلب آیت تھی اس لئے اس میں کافی وقت صرف ہوا۔ آج سورۃ المائدہ کی تیسری آیت کو پڑھا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ۔ حرام کر دیا گیا تم پر۔ (اے مسلمانو) چونکہ اس آیت سے، اس سورتِ مقدسہ کے مخاطب مسلمان ہی تو ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (پہلی شروع کی آیت میں آتا ہے) خطاب فرمایا حُرِّمَتْ۔ حرام کر دیا گیا تم پر۔ اَلْمَيْتَةُ۔ مردار۔ حرام کا معنیٰ: یعنی کھانا اس کا تم پر حرام ہے حرام کر دیا گیا تم پر کھانا 'میتہ' کا۔ میتہ اس جاندار کو کہتے ہیں، اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کے ساتھ حلال تو ہو سکے لیکن اپنی موت خود مر جائے اُسے کہتے ہیں میتہ۔ میّت سے مشتق ہے جو جانور اگرچہ شرعاً تمہارے لئے حلال تھا۔ اگر تم اس کو ذبح کر کے کھاتے۔ شرعی طور پر ذبح کرتے تو وہ تمہارے لئے حلال ہوتا۔ لیکن وہ از خود دم گھٹ کر مر گیا۔ اُسے کہتے ہیں میتہ۔ اُس کا کھانا تم پر حرام ہے۔ اگرچہ وہ حقیقی طور پر تو حلال تھا لیکن بلا ذبح کے وہ مر گیا تو اُس کا کھانا تم پر حرام ہے۔

آپ میں سے اکثر لکھے پڑھے دوست ہیں کہ عرب کا علاقہ جغرافیائی اعتبار سے ایک ریگستانی اور غیر آباد قسم کا علاقہ تھا۔ وہاں پر عموماً ان چیزوں کے کھانے پینے میں کوئی باک نہیں سمجھا جاتا تھا۔ تو ارشاد فرمایا کہ تم پر حرام کر دیا گیا میتہ ہمیشہ کے لئے۔ جو جانور اگرچہ شرعی طور پر حلال ہو۔ لیکن بلا ذبح کے اگر خود مر جائے یا تم نے خود ذبح نہ کیا اُسے چھوڑ دیا اور وہ مر گیا تڑپ تڑپ کر۔ تو اُس کا کھانا تم پر حرام ہے۔

وَالدَّمُ۔ اور حرام ہے تم پر خون بھی۔ یہاں پر آیت مجمل ہے۔ دوسری جگہ فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ سفح کہتے ہیں بہنے کو۔ وہ خون جو کسی جاندار کے بدن میں چلتا پھرتا ہے اُسے کہتے ہیں دَم مسفوح وہ خون جو بہتا ہو، جو ذبح کے وقت کسی جاندار کے بدن سے نکلتا ہے اور اسی لئے ذبح کیا جاتا ہے کہ دم مسفوح میں زہریلے اثرات ہیں اور جب ذبح کیا جاتا ہے تو وہ خون اُس جاندار کے بدن سے نکل جاتا ہے اور اُس کے بعد اُس کا گوشت شرعی نقطہ نظر سے پاک ہو جاتا ہے (اگرچہ علماء نے لکھا ہے کہ طبی طور پر بھی وہ پاک صاف ہو جاتا ہے) ہمیں اس قصے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حکم فرمایا کہ تم پر خون حرام ہے۔ تو یہاں خون سے مراد کون سا خون ہے؟ دمِ مسفوح، وہ خون جو رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔ وہ بھی تم پر حرام ہے۔

عربوں میں یہ دستور تھا۔ اب بھی جنگلی علاقوں میں بعض بعض جگہ دستور ہے کہ دمِ مسفوح کو لوگ کھاتے ہیں۔ بنگال کے بعض قبائلی علاقوں میں جہاں کہیں ذبیحہ ہو تو وہ لوگ آکر ذبیحہ کی گردن پر منہ رکھ کر یہ دمِ مسفوح پی لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو خطاب کیا کہ تم پر دمِ مسفوح بھی حرام ہے۔ دمِ مسفوح کی حرمت کی وجہ سے میتہ حرام ہوا۔ کیونکہ جب جس جانور کو ذبح نہیں کیا گیا وہ خون اندر ہی بند رہا۔ تو وہ خون چونکہ حرام ہے۔ اس لئے اُس خون کی حرمت نے گوشت کو بھی حرام کر دیا۔

وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ۔ اور حرام ہے تم پر خنزیر کا گوشت بھی۔ یہاں پر چونکہ بحث ہو رہی ہے ماکولات کی۔ میں نے اپنی کسی نشست میں عرض کیا ہے کہ قرآن مجید کو

سمجھنے کے لئے اُن تمام آیتوں کو میرے بزرگو جمع کر لیا جائے جو آیتیں اس مسئلے کے متعلق ہوں ۔ بڑے دُکھ سے کہنا پڑتا ہے ۔ میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ آجکل قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ہمارے بھائی نہ کسی گرامر کو ضروری سمجھتے ہیں ۔ نہ کسی ضابطے اور قاعدے کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ۔ انہوں نے میرے بزرگو! آٹھ سال میں سورۂ بقرہ پڑھی ہے ۔ آٹھ سال میں ۔ عبداللہ ابن عمرؓ تو آٹھ سال میں سورۂ بقرہ سمجھیں اور خود قرآن مجید کو جاننے والے میرے بھائی جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کتنی مُدّت میں نازل ہوا ۔ امام الانبیاء کی عمر شریف چالیس سال تھی جب آپؐ پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو شرفِ نبوّت سے نوازا تو سب سے پہلی آیت، سب سے پہلا ارشاد جو فرمایا وہ کیا ہے ؟ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ یہ پہلی آیت ہے جو نازل ہوئی امام الانبیاء پر جب حضورؐ کی عمر مبارک تھی چالیس سال کی ۔ پھر تیئس (۲۳) سال کی مُدّت میں نَزَّلۡنٰہُ تَنۡزِیۡلًا ۝ قرآن آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا ۔ تیئس سال کی مدّت میں ۔ جب امام الانبیاء کی عمر ۶۳ سال تھی قرآن نے فیصلہ کیا اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نبی، سیّد الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھانے والے اللہ تعالیٰ اور درمیان میں جو واسطہ ہے ذریعہ ہے وہ کون ہے ؟ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ۙ ذُوۡ مِرَّۃٍ ؕ عَلَّمَہٗ جبریلِ امین کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء کو قرآن کس نے سکھایا ؟ اس جبریلؑ نے جو بڑی طاقت کا مالک ہے سکھانے والے اللہ تعالیٰ ، ذریعہ جبریلِ امین اور سیکھنے والے معصوم برحق

نبئ کامل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کتنی مدت میں قرآن سیکھا؟ تیئیس سال میں قرآن سیکھا۔ صحابۂ کرام تو سالوں کے سال لگا دیں اور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیئیس سال میں خود قرآن کو سیکھیں، اللہ کے نبی ۔ اور ہمارا یہ حال ہے کہ نہ گرامر آتی ہے نہ صرف ہے نہ نحو ہے نہ معانی ہیں، نہ اصول ہیں نہ بدیع ہے، نہ فقہ جانتے ہیں نہ حدیث جانتے ہیں ۔ دو کتابیں کسی کی پڑھ لیں اور قرآن مجید کی "تفسیر" لکھ دی ۔ میں انہی مفسروں کی ایک بات کہہ رہا ہوں ۔ میں کسی پر اعتراض نہیں کرتا ۔ میں تو بڑا گنہگار طالب علم قسم کا آدمی ہوں ۔ جو میں دیکھتا ہوں وہ بدلائل بیان کرتا ہوں ۔ کبھی اللہ تعالیٰ ایسی توفیق نہ دے کہ کسی پر کوئی الزام لگایا جائے ۔

ہمارے پاکستان کے ایک "مجتہد" نے ایک کتاب لکھی ہے اس نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے لحم الخنزیر کو حرام کیا ہے کہ تم پر خنزیر کا گوشت حرام ہے قرآن نے یہ نہیں بتایا کہ خنزیر کا بال حرام ہے یا نہیں، خنزیر کی کھلڑی حرام ہے یا نہیں ۔ شائد مقصد یہ ہو کہ خنزیر کی کھلڑی کی پوستین بنا لیں وہ پہن لیں کیونکہ قرآن میں لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ آیا ہے اس لیئے میں نے قاعدہ بیان کر دیا ۔ میرے بزرگو قرآن مجید کو سمجھنے کے لیئے جہاں ایک آیت آئے اس کو دوسری جگہ تلاش کرو ۔ دیکھئے قرآن مجید نے دوسری جگہ کیا فرمایا خنزیر کے متعلق ؟ اِنَّہٗ رِجْسٌ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ خنزیر سراپا گندگی ہے ۔ رِجْسٌ کہتے ہیں گوبر کو، غلاظت کو، فرمایا خنزیر سراپا گندگی ہے ۔ فَاجْتَنِبُوْہُ ۔ تم خنزیر سے بچو ۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ ۔ وہاں گوشت کا ذکر نہیں ہے ۔ یہاں پر فرمایا کہ تم پر حرام ہے خنزیر کا گوشت ۔ کیونکہ

بات کھانے پینے کی تھی۔ اس لئے لحم کو زیادہ کیا ورنہ خنزیر نجس کُلّی ہے۔
اسلام میں دو چیزوں کو کُلّی طور پر حرام کیا گیا ہے۔ ان کے چمڑے کو، ان کے گوشت کو، ان کے بالوں کو، ان کی ہڈیوں کو۔ ہر چیز کو۔ ایک کو بوجہ نجاست کاملہ کے اور ایک کو بوجہ شرافت کاملہ کے۔ خنزیر نجس العین ہے تمام مذاہب میں، تمام دینوں میں خنزیر نجس العین ہے۔ اس کا گوشت، اس کی ہڈیاں، اس کا چمڑا، اس کے بال نجس العین ہیں۔ حقیقت میں پوری ذات اس کی پلید ہے۔ بوجہ نجاست کے خنزیر حرام ہے۔ اور دوسری چیز ہے اشرف المخلوقات، انسان، انسان کا چمڑا حرام، استعمال نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس "ترقی" کے زمانے میں تو جناب باپ کے چمڑے کے بوٹ بنا کر پہن لیتے ــ "ترقی" ہو گئی ہے ــ "ترقی" گیا ہے مسلمان ــ کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ انسان کا چمڑا ناقابل استعمال، انسان کی ہڈیاں ناقابل استعمال انسان کا سارا جسم واجب التعظیم اور واجب التکریم ہے۔ جب تک زندہ رہے تو چاہیئے کہ اپنے بدن کے اعضاء کو خود سنبھالے۔ ناخنوں کو دفن کر دے (پچھلے درس میں بھی میں نے عرض کیا تھا) بالوں کو دفن کر دے۔ اپنے بدن کے اعضاء کو دفن کر دے بلکہ بعض کتابوں میں تو یہ بھی ہے کہ تھوک تک کو دفن کر دیا جائے۔ یہ ساری کی ساری چیزیں گواہ ہوتی ہیں۔ میرے بزرگو ہمارے بدن کے سارے اعضاء، ہمارے کھانے پینے کے برتن، یہ سب گواہ ہیں ہمارے۔ میں کل پرسوں ہی ایبٹ آباد میں عرض کر رہا تھا وہاں جس مسجد کے ساتھ میرا مکان ہے وہ نئی مسجد بنی ہے۔ اب جب میں آیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ مسجد میں بڑی ٹوپیاں پڑی تھیں۔ پانچ چھ ٹوپیاں۔ میں فتویٰ نہیں دیتا۔ یہ تو علماء کا کام ہے۔ میں تو طالب علم آدمی ہوں۔ قرآن مجید نے کیا فرمایا۔

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ جب تم مسجد میں آنے لگو تو اپنی زینت کو اختیار کرو۔ زِیْنَتَکُمْ (یہاں پر طلباء موجود ہوں گے) زِیْنَتَکُمْ ۔ "کُمْ" فرمایا۔ اپنی زینت کو تم تھاویں رکھو۔ اپنا لباس اچھا پہن کر آؤ۔ اپنی ٹوپی اچھی پہن کر آؤ۔ مسجد میں پہنچ کر رب العالمین کے سامنے سربسجود ہو جاؤ۔ اب ہم نے اتنی آسانیاں کر دیں کہ مسجد میں ٹوپی رکھ دی۔ ہم باہر سے آتے ہیں سر ننگا ہے۔ اللہ کے گھر میں پہنچے ہیں، وضو کیا، نمازی بنے (اللہ سب کی نمازوں کو قبول کرے۔ میں مشورہ دے رہا ہوں، بات کر رہا ہوں، فتویٰ نہیں دے رہا، فتویٰ تو علماء کا کام ہے) مسجد میں پہنچا ہے۔ ٹوپی ساتھ نہیں لاتا، رومال نہیں لاتا۔ کچھ بھی نہیں لاتا اس لئے کہ پتہ ہے۔ کہ مسجد میں ٹوپی پڑی ہے۔ آیا، وضو کیا اور ٹوپی اٹھائی سر پر رکھ لی، نماز پڑھ لی اور ٹوپی کو پھر اس طرح پھینکتا ہے جس طرح فٹ بال کو پھینکتا ہے۔ فٹ بال پھینک کر باہر چلا گیا، ٹوپی پھر دوسرا پہن لیتا ہے۔

اللہ کے بندے! یہ ٹوپی تو تیری گواہ بن گئی۔ قبر میں تجھے کام دے گی۔ قیامت کے دن تجھے کام دے گی۔ اس ٹوپی کے ساتھ تو نے اللہ کے سامنے سجدہ کیا اسے تو پھر پھینک کر چلا گیا۔

اللہ کے نیک بندے؛ انبیائے برحق اپنا مستعمل لباس نہیں دیا کرتے جس کو دے دیں وہ شرافت سمجھتا ہے۔ اللہ کے نیک بندے اپنا مستعمل لباس نہیں دیتے۔ ہم گنہگار تو ویسے ہی پھینک دیتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کے ہاں ٹوپی جتنی پرانی ہو گئی وہ اتنی ہی بابرکت بن گئی۔ اس ٹوپی نے کئی ہزار سجدے اللہ کے سامنے کئے۔ جتنا کرتہ پرانا ہو گیا وہ بڑا بابرکت بن

گیا ۔ جتنے جوتے پرانے ہو گئے وہ بڑے بابرکت بن گئے لیکن ہم اپنے اس دین کے گواہ کو جو قبر میں ہمارے کام آئے گا اس کو ہم پھینک کر باہر چلے جاتے ہیں میرا یہ مشورہ ہے (میری یہ درخواست ہے (فتویٰ نہیں ہے) مسجدوں میں ٹوپیوں کے رواج کو ختم کر دیں ۔ جو نماز پڑھنے آتا ہے گھر سے تیار ہو کر آئے وہ خدا کے دربار میں آ رہا ہے یا فٹ بال گراؤنڈ میں آ رہا ہے ؟ مسجد میں آیا ٹوپی پہن لی، پھر پھینک کر چلا گیا ۔

حدیثوں کو اٹھا کر دیکھیں ۔ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانے کا نظام الصّلوٰۃ ملاحظہ فرمایئے ۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں جو آدمی گھر سے وضو کر کے مسجد میں آئے گا نماز پڑھنے کے لئے اسے حج کا ثواب ملے گا (ایک روایت میں عمرے کا ثواب آتا ہے) آپ میں سے بھی بعض دوستوں نے حج کیا ہوگا مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے ہوں گے ۔ آپ نے دیکھا ہے وہاں حضورؐ کی مسجد مبارک میں کوئی کمناں ہے ؟ مسجد کے اندر وضو کی جگہ ہے ؟ — نہیں — صحابۂ کرام خود اور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے وضو کر کے تشریف لایا کرتے تھے اور فرمایا حضورؐ نے، گھر سے وضو کر کے آنے والے کو حج یا عمرے کا ثواب ملتا ہے ۔ اب ہم تغافل کے دور میں آ گئے، گھر کے وضو کو چھوڑ دیا ۔ گھر میں جب وضو ہوگا میرے دوست! تو سارے گھر کا ماحول دینی بن جائیگا ۔

ایک حدیث میں فرمایا لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا — اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ ۔ اس کے دو ترجمے ہیں ۔

(۱) گھروں میں قبریں نہ بناؤ۔ قبرستان میں دفن کرو۔ مرنے کے بعد سب برابر ہو گئے۔ وہاں کوئی فاتحہ پڑھے گا تو اس گنہگار کو بھی بخش دیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی بخشا جائے۔ گھروں میں مت دفن کرو، یہ صرف نبی علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ جہاں دنیا کا سفر ختم ہوا وہاں ہی تربت بنے۔

(۲) اور ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی جس طرح قبروں میں جا کے کوئی نماز نہیں پڑھتا، قبر مسجد بن جاتی ہے، گناہ ہے تم اپنے گھروں میں نماز مت چھوڑو۔ فرض پڑھو مسجد میں، نوافل پڑھو گھروں میں، تہجد گھروں میں پڑھو اس لئے جتنے نوافل اور سنتیں ہیں اُن کے متعلق لکھا گیا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ گھروں میں پڑھیں سوائے چاشت کی نماز کے جسے کہتے ہیں صلوٰۃ الضحیٰ۔ اس کے متعلق ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے مشکوٰۃ کی ایک حدیث کے ضمن میں کہ یہ نماز بہتر ہے کہ مسجد میں ادا کرے۔ باقی سارے نوافل کے متعلق یہ بہتر ہے کہ گھر میں ادا کرے۔ دیکھئے! اگر میں گھر میں نفل پڑھوں گا۔ میں وضو کروں گا۔ میرے لڑکے کے متعلق میری بیوی خیال رکھے گی۔ میرے بچے خیال رکھیں گے۔ میرے مصلے کا خیال رکھیں گے (خواہ وہ اگر نمازی بھی ہوں تب بھی وہ سوچیں گے کہ آباجی نمازی ہیں ان سلئے اس کا احساس کرنا چاہیئے۔ اس کو محفوظ کرنا چاہیئے) میں نے گھر میں نماز پڑھ لی، بیوی نے گھر میں ریڈیو بجالیا۔ اب بتایئے میری نماز کا کیا مقام ہے میرے گھر میں؟ تو پہلے زمانے میں، امام الانبیاء کے زمانۂ مقدس میں گھر سے وضو کر کے آتے تھے۔ پھر اُس کو ہم نے سستی کے ساتھ چھوڑ دیا۔ مسجدوں میں غسل خانے بن گئے۔ مسجدوں میں وضو کی جگہیں بن گئیں۔

اور جو ہم غسلخانوں کا حال کرتے ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ میں بھی جانتا ہوں۔ بے
اَدبی کے ہم نے اڈے بنا دیئے۔ پیشاب وہاں کیا جاتا ہے۔ پاخانہ وہاں کیا جاتا
ہے۔ خادم بچارا دھوتا رہتا ہے۔ ہم جی مسجد کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ کیوں؟
ہم نے وضو کو رکھا مسجد میں (میں فتویٰ نہیں دے رہا کہیں مولوی صاحب فتویٰ
نہ سمجھ لیں میں بات کر رہا ہوں تقویٰ کی اور احتیاط کی) تو اس کے بعد اتنا تغافل ہو
گیا کہ ہم نے ٹوپیاں رکھ لیں مسجدیں میں۔ کل پھر کرتے رکھ لیں گے۔ کہ جو نمازی آئے کرتہ پہن
کرتہ آئے۔ یہاں سے کرتہ پہن لیا کرے۔ ایک کرتہ رکھ دو وہ امام صاحب پہن لیا
کریں اور پھر سارے پہن لیا کریں۔ میرے بزرگو! عبادتوں کو پُر نور بناؤ قَدْ أَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ط وہ نمازی کامیاب ہو گئے جو
خشوع کرنے والے ہیں۔ خاشعون۔ جو خشوع کرنے والے ہیں۔

تو بات میں یہاں سے چلا رہا تھا کہ تجدّد کا زمانہ ہے نئی نئی باتیں نکل رہی ہیں دین
میں نئے نئے عقدے ہم نکال رہے ہیں۔ اس دین کو ہم نے چھوڑ دیا۔ جو دین تھا جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ جو خیر القرون کا دین تھا اُسی ضمن میں میں نے عرض
کہ ہمارے پاکستان کے ایک "مجتہد" نے یہ لکھا کہ خنزیر کے بال جو ہیں ان کے متعلق قرآن
ساکت ہے، خنزیر کے چمڑے کے متعلق قرآن ساکت ہے۔ خنزیر کا گوشت حرام
کیا ہے۔ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ۔ یہ آیت کہیں سے پکڑ لی اور باقی کے قرآن کو دیکھا
نہیں حالانکہ میں نے ابھی عرض کیا کہ خنزیر کا گوشت اس لئے حرام ہے کہ خنزیر سارا حرام
ہے۔ اس لئے یہ نسبت علت اور معلول کی ہے کہ تم پر حرام کر دیا گیا خنزیر کا گوشت
اس لئے کہ خنزیر حرام ہے۔ اب کیا کہا جائے؟ کیا کہا جائے؟ کچھ بات کی جائے

ناراضگی ہو جاتی ہے۔ کیا کریں ہم؟ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ تم پر خنزیر کا گوشت حرام ہے اس لیے کہ جو چیزیں تم کھاتے ہو اُن کا اثر ہوتا ہے تمہارے بدن میں۔ جو غذا کھاؤ گے، اُس کے اثرات تمہارے بدن میں منتقل ہو جائیں گے۔ گرم غذا کھاؤ گے بدن میں گرمی پیدا ہوگی۔ ٹھنڈی غذا کھاؤ گے، بدن میں ٹھنڈک پیدا ہوگی، ترش غذا کھاؤ گے تو بدن میں صفراوی مزاج والوں کو نقصان پہنچے گا۔ یہ سارے اثرات بدنی ہیں اسی طرح بہت بڑے روحانی اثرات ہیں۔ حرام غذا کھاؤ گے رزق حرام ہوگا تو عبادت میں کبھی مزا نہیں آئے گا اور اولاد پر برا اثر پڑ جائے گا۔

امام الانبیاء نے خود فرمایا اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ۔ تمہاری اولاد تمہارے کسب کا نتیجہ ہے۔ جیسا کماؤ گے ویسی ہی اولاد ملے گی۔ حلال کما کر کھلاؤ گے اولاد نیک صالح ہوگی۔ حرام کماؤ گے اولاد بری نکلے گی۔ آج ہم روتے ہیں۔ بیٹا نافرمان، بیٹی نافرمان۔ ذرا سوچا تو جائے۔ یہ کہاں سے پیدا ہوئی؟ ہم نے کیا کیا کھایا تھا؟ میں نے، میری بیوی نے کیا کھایا۔ کیا نتیجہ نکلا؟ اُس کے بعد دیکھیں کہ اولاد نیک ہے یا اولاد بری ہے؟ (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے) حرام غذا کھا کر کیا ہم نفل پڑھ سکتے ہیں۔ تہجد کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

مجھے ایک دوست نے واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا کہ اُن کا ایک بہت بڑے اچھے اور نیک انسان کے ساتھ رابطہ اور تعلق ہے۔ اللہ کے نیک ولی ہیں اُن کی بابت انہوں نے کہا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک علاقے میں گیا اور یہ علاقہ ہے دیہاتی قسم کا۔ سرگودھے کے گرد و نواح میں، وہاں میری رات آ گئی۔

اپنے معتقدین اور مریدین کے پاس۔ رات میں رہا تو جب سحری کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا اُس بڑے صحن میں (بہت بڑا صحن تھا، اُس میں سارے اکٹھے رہتے تھے) اسلام تو اجتماعی مذہب ہے۔ اب ہم نے انفرادیت اختیار کرلی تو اجتماعی مذہب ہونے کے اعتبار سے سب کو اکٹھا رہنا چاہیئے۔ اکٹھا کھائیں اکٹھا پیئیں، زندگی کے دن اکٹھے گذاریں۔ قبریں الگ الگ ہوتی ہیں۔ دُنیا تو اکٹھا رہنے کی ہے۔ اب مسلمان میں انفرادیت آگئی اور انفرادیت کے ساتھ تکبّر آگیا غرور آگیا (اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مل جُل کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے) بھائی اسلام اجتماعی مذہب ہے، انفرادی نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ جب سحری کا وقت ہوا تو میں اٹھا اللہ کی عبادت کرنے کے لیئے تو میں نے دیکھا کہ اُس صحن میں کچھ بچیاں تھیں۔ وہ بھی اُٹھیں۔ انہوں نے بھی اپنے اپنے مصلے بچھالیئے اور تہجّد کی نمازیں ادا کیں اور تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد اُن بچیوں نے جو صاحبِ اولاد تھیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو، بچیوں کو زور کے ساتھ جگایا۔ وہ بچے جب جاگے تو روتے تھے لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر سو گئیں۔ صبح جب بات کی گئی تو میں نے کہا میری بچیو! تہجد کی نماز تو تمہارے لئے مفید ہے کہ تم عاقل بالغ ہو۔ چھوٹے بچوں پر تو تہجد کی نماز لازم نہیں ان دودھ پینے والوں کو خواہ مخواہ تم نے رات کو جگایا اور اُن کو بے آرام کیا؟ اُن بچیوں نے بڑا پیارا جواب دیا۔ (اللہ کرے میری بیری بھی سمجھ جائے اور آپ کی بیویاں بھی سمجھ جائیں) بچیوں نے جواب دیا کہ "بابا جی! ہماری یہ عادت ہے کہ جب ہم تہجد کی نماز پڑھتی ہیں تو نماز پڑھنے کے بعد ہم عمداً ان بچوں کو جگا کر ان کے منہ میں اپنے دودھ کے دو تین قطرے ضرور پہنچا دیتی ہیں کہ یہ پاکیزہ دودھ ہوتا ہے"۔ ہاں ___ اب کلبوں اور سینماؤں

ہیں دودھ پلاتے ہیں ۔۔ پلاتے ہی نہیں ۔۔ ڈبوں کا دودھ پلاتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ محمد ابن قاسم بنیں گے ۔ اور خالد ابن ولید بنیں گے (اللہ مجھے اور آپ کو شرم و حیا نصیب فرمائے ۔ اللہ ہماری بچیوں کو فاطمہ کا، عائشہ کا غلام بنائے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ دین کی محبت پیدا کر دے)

تو میں عرض کر رہا تھا لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ تم پر خنزیر کا گوشت حرام ہے کیونکہ اگر خنزیر کھاؤ گے تو جو خنزیر کے اثرات ہیں وہ تم میں منتقل ہو جائیں گے ۔ اور یہ آپ لکھے پڑھے میرے دوست جانتے ہیں ۔ دنیا کی کسی بھی طب قدیم کی کتاب کو اٹھا کے دیکھ لو طب جدید کو اٹھا کر دیکھ لو ۔ انسائیکلوپیڈیا کسی زبان کا اٹھا کر دیکھ لو ۔ خنزیر کے خواص کیا لکھے ہیں؟ ان میں ۔ سب سے بڑی خاصیت جو خنزیر کی ہے وہ بے حیا ہوتا ہے ۔ بے حیائی خنزیر کا ایک وصف ممتاز ہے ۔ جب خنزیر کا گوشت کھایا جائے گا تو حیا پیدا ہوگا یا بے حیائی پیدا ہوگی ؟ یقیناً بے حیائی پیدا ہوگی ۔ تو فرمایا کہ تم پر حرام ہے خنزیر کا گوشت ۔ طبی اصول کے لحاظ سے بھی یہ حرام ہی ہے ۔ ہمیں اس طب کی کیا ضرورت ہے ، ہم عرض کر رہے ہیں قرآن مجید کی روشنی میں ۔ فرمایا وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ حرام کر دیا گیا تم پر مردار جو اپنی موت خود مرا ، وَالدَّمُ اور حرام کر دیا گیا تم پر خون ، وہ دم مسفوح جو جانور کے بدن میں بہتا ہے ، چلتا پھرتا ہے ۔ ذبح کے وقت بہتا ہے وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اور حرام کر دیا گیا تم پر خنزیر کا گوشت ، تو خنزیر کا گوشت کیوں حرام ہے ؟ اس لئے کہ خنزیر خود حرام ہے ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام کر دیا گیا تم پر ہر وہ جانور جس پر نام بلند کیا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا ، اس بات کو ذرا سمجھ لیں مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

دوسرے مقام پر فرمایا وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ط دونوں الفاظ قرآن مجید میں آتے ہیں۔ میرے دوستو اور میرے بزرگو! یہاں پر لفظ آتا ہے مَآ اُهِلَّ اور یہ لفظ قرآن مجید میں اسی ضمن میں آتا ہے اس کو ذرا سمجھ لیجئے پھر مسئلہ خود سمجھ آ جائے گا۔

اِهْلَال میرے بزرگو ھ اور لام الف پہلے ہو اِهْلَال یا اِسْتِهْلَال یہ کہتے ہیں کسی چیز کی ابتدائی زندگی کو۔ اسی ابتدا کو ہلال کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ ہماری فقہ کی کتابوں میں ہے جب کوئی بچہ بچی پیدا ہو جائے اَنِ اسْتَهَلَّ تُصَلّٰى عَلَيْهِ وَسُمِّيَ۔ فرمایا کہ جب پیدا ہو، پیدا ہونے کے بعد اَنِ اسْتَهَلَّ اگر وہ بچہ ہل پڑے (ہماری اردو بھی شاید یہی ہے "ہلنا جلنا") اگر وہ بچہ ہل پڑے، آواز نہیں نکالا، ہل پڑا، اس میں آپ نے دیکھ لیا کہ زندگی کے کچھ آثار ہیں، پیدا ہونے ہی بچے نے ذرا سی حرکت کی، ایک سانس لیا، ہونٹوں کو ہلایا، زبان کو ہلایا، ذرا سا رو دیا اور پھر وہ مر گیا اب یہ ایک انسان بن گیا، یہ تمہارا وہ فرط ہے، تمہارا شفیع ہے۔ اس کا نام بھی رکھو۔ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھو، اس کو غسل بھی دو، دفن بھی کرو۔ مسلمان کا بچہ جب پیدا ہوا اور پیدا ہوتے ہی اِسْتَهَلَّ اس میں حرکت پیدا ہوئی، زبان میں حرکت پیدا ہوئی۔ تم نے یہ محسوس کر لیا پاس بیٹھنے والوں نے کہ یہ بچہ زندہ پیدا ہوا ہے، ایک اعشاریہ میں، سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس نے حرکت کی اور پھر وہ دنیا سے چلا گیا۔ اب یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط پڑھنے والا بن گیا۔ یہ جناب محمد رسول اللہ کا امتی ہے۔ اب کیا کرو؟ اس کا نام رکھو۔ قیامت کے دن اپنے نام سے پکارا جائیگا اس کو تم غسل دو، اس کی تم نمازِ جنازہ پڑھو ـــــ اور پھر یہاں میں ایک اور بات بھی عرض کر دوں، نمازِ جنازہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ چھوٹے بچے کی نمازِ جنازہ میں کیا

پڑھتے ہیں ؟ آتا ہے ؛ آتا ہوگا ۔ آپ تو لکھے پڑھے درست ہیں ۔ بڑے کا جنازہ کیا پڑھتے ہیں ؟ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا (سبحان اللہ، اسلام نے کتنی محبت پیدا کرنے کی کوشش کی مسلمان میں) دیکھئے مرتے وقت کی دعائیں دیکھئے، زندگی کی دعائیں دیکھئے۔ جب کوئی مر جاتے تو کیا کرتے ہیں ؟ اس کی میت کو آگے ڈالو میت سامنے نہ ہو تو جنازہ ہوتا ہے ؟ نہیں ہوتا (احناف کے ہاں) معلوم ہوتا ہے بدن کے ساتھ روح کا کچھ تعلق ہے ۔ میت کو سامنے رکھو، کیا کہو ؟ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا ۔ اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش جتنے ہم زندہ ہیں سب کو بخش، وَ مَیِّتِنَا ۔ اللہ ہمارے اس میت کو بخش (اور باقی مردوں کو بھی بخش) عاقل بالغ میت کے لئے کیا ہوتا ہے ؟ دعائے مغفرت (سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے) یاد رکھو ! امام الانبیاء کا جنازہ نہیں پڑھا گیا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لوگ کہتے ہیں جنازہ کس نے پڑھا ؟ اچھا جی امت نبی کو بخشوائے گی ؟ بھائی امت نبی کو بخشوائے گی کہ خدایا ہمارے نبی کو بخش (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) امام الانبیاء کا جنازہ نہیں پڑھا گیا ۔ اس لئے کہ امت نبی کا جنازہ پڑھے ؟ امت نبی کو خدا سے بخشوائے ؟ وہ تو معصوم ہیں ، وہ تو مغفور ہیں ۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ؕ — وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ ۔ اٹھا کر دیکھ لیجئے حدیث کی کتابوں کو اور اردو میں جو قاضی محمد سلیمان منصور پوری ؒ نے کتاب لکھی ہے " رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ " مجھے تو بڑی پسند ہے مجھ جیسے گنہگار پر اثر ہوتا ہے اس کے پڑھنے سے ۔ میں درخواست کروں گا کہ

آپ دوست بھی ضرور پڑھیں جنہوں نے نہیں پڑھی "رحمۃ للعالمین" تین جلدوں میں ہے۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری جو جج تھے انہوں نے لکھی ہے حضور کی سیرت کی کتاب اُس میں دیکھ لیجیے انہوں نے زرقانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے بظاہر تشریف لے گئے تو حضور کو اسی جگہ رکھا گیا اور تجویز یہ ہوئی کہ پہلے دوست کیا کریں ؟ امام الانبیاء پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں اور پھر انہوں نے وہ درود بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ پہلے جبریل امین اور مقربان بارگاہ الٰہی فرشتے آئے اور انہوں نے آ کر امام الانبیاء پر درود پڑھا۔ اُن کے بعد پھر انسان آئے، خلفاء آئے اور دس دس آدمی اکٹھے جا جا کر امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے تھے ـــ جنازہ نہیں پڑھا گیا ـــ کون کہتا ہے امام الانبیاء کا جنازہ پڑھا گیا ؟ غلط کہتے ہیں۔ نبی کا جنازہ اُمت پڑھے ؟ اُمت بخشی جائے گی نبی کو ؟ ہم ایسا نبی نہیں چاہتے جو اُمت کی دعاؤں کا اور مغفرتوں کا محتاج ہو۔ ہم جب کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں وہ تو رفع درجات کے لیے ہوتے ہیں یہی مقصد ہے درود مقدس کا، سب پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

تو ہر بالغ کا جنازہ پڑھتے ہیں (نبی کے سوا) صحابہ کے پڑھے گئے، غوثوں کے پڑھے گئے۔ قطبوں کے پڑھے گئے، علماء کے پڑھے گئے، علی کے پڑھے گئے اور ہم جیسے گنہگاروں کے بھی پڑھے جاتے ہیں۔ پڑھے جائیں گے۔ آج تو وہ خوش نصیب ہے جس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ آج تو میتوں کا ہی

پتہ نہیں ـــــ صحیح حدیث میں وارد ہے ۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں جب اُمت گناہوں سے پُر ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا جس وادی میں یہ ہلاک ہو جائیں اور انسان آخر زمانے میں قیامت کے قریب مولی اور گاجر کی طرح رگڑے جائیں گے۔ کچھ پتہ نہیں ہو گا کہاں ختم ہوا' کس نے مارا' کس نے قتل کیا' کیسے مرا' کچھ نہیں پتہ چلے گا (اللہ تعالیٰ بری موت سے مجھے بھی اور آپ کو بھی بچائے)

میرے دوستو اور میرے بزرگو حضور نے فرمایا' اسلام کا میں نظام بتا رہا تھا اور لفظ حلال کا مسئلہ حل کر رہا ہوں کہ جب بچہ چل پڑے تو اس کا نام رکھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو ـــــ یہ سب برکات ہیں میرے شیخ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کی ۔ اللہ میرے استادوں کو میرے مشائخ کو' آپ کے استادوں کو اللہ اپنی رحمتوں سے نوازے ۔ اللہ ان کی قبروں کو پُر نور فرمائے ورنہ ہم جیسے گنہگار اتنی باتیں کیسے کر سکتے ہیں ۔ میں آپ سے صحیح عرض کرتا ہوں میں نے کبھی درس قرآن نہیں دیکھا اور دیکھوں تو میرا حافظہ ہی نہیں ہے ۔ یہ آپ دوستوں کی برکت ہے اور میرے شیخ کی روحانی تصرفات ہیں کہ جب میں قرآن کھولتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے سینے کو کھول دیتا ہے ۔ اللہ مجھے عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے ۔ اور میں یہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں میں فخر نہیں کر رہا اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے شیخ کی برکات سے میرے سینے کو قرآن کے سمجھنے کے لئے کھول دیا ہے اللہ اس میں اور بھی برکت پیدا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔

تو استہلال کے مسئلے پر میں عرض کر رہا تھا ۔ فرمایا اگر بچہ چل پڑے تو اس کی نماز

جنازہ پڑھوا ور اُس کا نام رکھو۔ اور جنازے میں کیا پڑھتے ہیں؟ میں یہاں مسلمان کی حیثیت پر ذرا بحث کرنا چاہتا ہوں۔ بڑے کا جنازہ کیا پڑھتے ہیں؟ اللہ اس کو بخش دے۔ چھوٹے کو بخش، بڑے کو بخش، اللہ مردوں کو بخش، عورتوں کو بخش، اللہ زندوں کو بخش، مُردوں کو بخش۔ لیکن چھوٹا بچہ مرگیا۔ ایک بچہ پیدا ہوا۔ غریب سے غریب انسان کا گنہگار سے گنہگار انسان کا، ایک بچی پیدا ہوتی ہے بچی پیدا ہوتے ہی ایک لمحے کے لئے سانس لیتی ہے، آہ کرتی ہے بس پھر مرجاتی ہے حکم ہے امام الانبیاء کا بچی کا نام رکھو۔ بچی کو غسل دو۔ بچی کو کفن پہناؤ۔ اور بچی پر نمازِ جنازہ پڑھو۔ کیا پڑھتے ہیں نمازِ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد؟ یاد رہے کیا پڑھتے ہیں؟ وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً (بچی کے لئے) — اور بچے کے لئے وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط اے اللہ یہ چھوٹا سا وجود۔ یہ ایک فٹ کا وجود۔ یہ ایک بالشت کا وجود جس نے پڑھا ہے نہ لکھا ہے۔ نہ کلمہ پڑھا نہ کلمہ سنا مگر تیرے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی اولاد، اس کی ماں بھی مسلمان اس کا باپ بھی مسلمان۔ اللہ اس بچے کو ہم تیرے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یا اللہ اس بچے کو ہمارے لئے شفیع قرار دے دے۔ یہ قیامت کے دن ہماری شفاعت کرے اور خالی اسی پر اکتفا نہ ہو، اس کی شفاعت کو یا اللہ تو قبول بھی کر۔ مسلمان کا کتنا مقام ہے خداوندِ قدوس کے ہاں! ایک چھوٹا سا بچہ بھی اللہ کے ہاں شفیع ہے میرے بزرگو! شفاعت امام الانبیاء کی برحق ہے۔ شفاعت اولیاء کی برحق ہے۔ شفاعت حُفّاظ کی برحق ہے (دیکھئے فتاویٰ امدادیہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا، پھر انہوں نے شفاعت کی کتنی قسمیں لکھی ہیں اور مسلمانوں میں سے کس

کس کو شفیع ہونے کے لیے آپ نے منتخب کیا ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو یہ آدمی انسانوں کی شفاعت کریں گے۔ حافظ شفاعت کریں گے۔ عالم باعمل شفاعت کرے گا۔ غازی فی سبیل اللہ شفاعت کرے گا اور یہ چھوٹے بچے بھی شفاعت کریں گے۔ حدیثوں میں بڑی تفصیل آتی ہے۔ اس وقت میرا وہ موضوع نہیں ہے تو استہلال کہتے ہیں ابتدائی کام کو۔ تو وہاں کیا فرمایا اِنِ اسْتَهَلَّ اس بچے میں ابتدائی زندگی کے آثار معلوم ہو گئے تو اب وہ انسان ہے، وہ مسلمان ہے۔ تم اس کا نام بھی رکھو اور تم اس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھو اور تم اس کو کفن بھی پہناؤ اسی طرح میرے دوستو آپ تو جانتے ہی ہیں، اردو بھی آپ جانتے ہیں، عربی بھی آپ جانتے ہیں۔ یہ لفظ تو مستعمل ہے، ہلال کس کو کہتے ہیں؟ پہلے دن کے چاند کو۔ جب چاند نکلتا ہے تو کیا کہتے ہیں؟ — ہلال — ہلال کا معنی کیا ہے؟ پہلے دن کا چاند۔ بدر کہتے ہیں چودھویں رات کے چاند کو۔ ہلال کا معنی: پہلے دن کا چاند۔ اس لئے کہ جب انسان چاند دیکھتا ہے عموماً (اب تو ہمیں چاند دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی) ہمارے پاس ڈائریاں ہیں — سن عیسوی آج کل رائج ہے۔ ہم مولوی نہیں جانتے۔ مجھے نہیں پتہ آج چاند کی کون سی تاریخ ہے۔ اور آپ کو شاید پتہ ہو۔ مولوی کو نہیں پتہ چاند کی کون سی تاریخ ہے اور یہ حضرات نہیں جانتے، عامۃ المسلمین نہیں جانتے، حالانکہ ہمارا سن کون سا ہے؟ سن ہجری، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کا سال — آج ہجری رائج ہے یا عیسوی رائج ہے؟ جو کیلنڈر ہمارے بعض دوکاندار بھائی چھاپتے ہیں وہ بھی سن عیسوی کو موٹے ہندسوں میں لکھتے ہیں اور ہجری کو چھوٹے ہندسوں میں لکھتے ہیں وہ بھی اس لئے کہ اگر کوئی ایسا آدمی

بھی ہو کر سن ہجری تلاش کرے۔ میرے بزرگو چاند پر اعتماد ہے۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ چاند دیکھ کر کھولا کرو۔ چاند دیکھ کر عید کرو۔ ہمارا اعتماد چاند کے ساتھ ہے۔ ہم قمری لوگ ہیں۔ ہمارے سال اور مہینے قمری ہیں۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلی تاریخ کے چاند کو کیا کہتے ہیں؟ الھلال۔ تو وہ بھی مسلمانوں میں چونکہ شوق ہوتا تھا چاند دیکھنے کا تو جب کوئی چاند دیکھتا تو شور مچاتا اَلْهِلَالُ وَاللّٰهِ ط اَلْهِلَالُ وَاللّٰهِ ط چاند نظر آ گیا۔ چاند نظر آ گیا۔ پہلی تاریخ کے چاند کو کیا کہتے ہیں؟ ہلال۔ جب چاند کی زندگی مجھے اور آپ کو نظر آئی تو ہم نے ہلال کہہ دیا اور پھر آواز بلند کی چاند کو دیکھنے کی۔

ایک اور بھی چھوٹی سی بات عرض کر دوں، میرے دوستو اور میرے بزرگو، دنیا میں دو قسم کے علوم ہیں۔ ایک وہ علوم ہیں جن کے مُوجد مسلمان ہیں۔ مسلمان کبھی مُوجدِ علوم تھے، دنیا میں سب سے پہلی وہ قوم، دُنیا میں سب سے پہلی وہ اُمّت جس نے علم کے دروازے کھولے، علم کے دریا بہائے، علم کے سمندر بہائے وہ کون ہیں؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط پڑھنے والے۔ اس لئے قرآن وہ سب سے پہلا صحیفۂ مقدسہ ہے جس نے فرمایا۔ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط قرآن نے تو جناب علم کے دروازے سب کے لئے کھولے۔ اور مفت کھولے۔ سب سے پہلے مُفت تعلیم دینے والا کون ہے؟ قرآن مجید، سب سے پہلے مفت تعلیم دینے والا کون ہے؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام نے کسی وقت بھی طالب علم کے لئے دروازے بند نہیں کئے۔ طالب علم کو وہ اعزاز بخشا ہے اسلام نے کہ دنیا کی کوئی قوم نہیں بخش سکتی۔ قرآن کو دیکھ لیجئے امام الانبیاء کو فرمایا۔

میرے حبیبؐ کسی وقت بھی علم کا دروازہ بند نہ ہو۔ بخاری میں موجود ہے ۔ حضورؐ طواف کر رہے تھے بیت اللہ کا، ایک بچی حاضر خدمت ہوتی ہے پوچھتی ہے (بخاری نے پھر اس پر مستقل باب باندھا ہے) اب امام الانبیاء طواف کر رہے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک بچی عرض کرتی ہے "اللہ کے نبی! ایک مسئلہ میں نے پوچھنا ہے" حضور وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا کیا پوچھتی ہو؟" عرض کی "اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرا باپ جو تھا اس پر حج فرض تھا۔ مگر وہ حج نہیں کر سکا۔ اور وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہو گیا، بوڑھا تھا، حج کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ تو کیا اللہ کے نبی! میں اپنے باپ کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟" امام الانبیاء فرماتے ہیں "اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو قرض ادا کرتی کہ نہ کرتی؟" (مشکوٰۃ کی حدیث ہے، بخاری میں بھی ہے) عرض کیا "اللہ کے نبی ضرور ادا کرتی" تو امام الانبیاء کیا فرماتے ہیں؟ دَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ۔ تیرے باپ پر جو خدا کا قرض ہے وہ زیادہ حق ہے کہ تو اس کو ادا کر، وہ قبر میں مار کھا رہا ہے تو یہاں ڈونگے کھا رہی ہے۔ دَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ۔ ہمارے ماں باپ مر جاتے ہیں نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ ہم اُن کے کفارات کو ادا نہیں کرتے، ہم رسمی باتیں کرتے ہیں میت کے لئے صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں۔ امام الانبیاء نے اس کے متعلق حدیثیں فرمائی ہیں۔ قرآن میں بھی اس کے متعلق موجود ہے۔ درمختار کی شرح طحطاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق توبہ سے معاف نہیں ہوتے تو میں عرض یہ کر رہا تھا خدمت میں کہ علمائے اسلام نے علم کو مقفت کیا

اسلام نے علم کو جاری کیا، اسلام نے علم سے سب کو نوازا ۔ قرآن مجید میں موجود ہے
وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ
ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ " اے میرے حبیبؐ اگر تیرے پاس کوئی مشرک آئے قرآن سیکھنے
کے لئے اور تیرے درمیان اور مشرکوں کے درمیان جنگ ہوتی ہو تب بھی اس کو آنے دے
اس طالب علم کو پناہ دے ۔ اس کو اللہ کا کلام سنا ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ پھر
اُس کو اپنے امن کی جگہ پر پہنچا دے ۔ طالب علم کا کتنا احترام کیا قرآن مجید نے! دنیا
میں کوئی قوم ہے اتنا احسان کرنے والی ؟ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ علوم کی کتابیں دو قسم
کی ہیں ایک وہ ہیں جن کو مسلمانوں نے لکھا اور ایک وہ ہیں جن کو غیر مسلموں نے لکھا ۔ مسلمان
نے جس فن کی بھی کتاب لکھی میرے دوستو اس کے مقدمے میں قرآن مجید کی وہ آیتیں
نقل کیں یا ایسے الفاظ لے آتا ہے جس سے طالب علم پہلی دو تین سطریں پڑھ کر یہ سمجھ
لیتا ہے کہ کتاب کس موضوع کے متعلق ہے ۔ مثلاً آپ اگر منطق کی کتاب پڑھیں تو
اس کے شروع میں کیا آتا ہے : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جَعَلَ الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ "
دیکھئے منطقی لوگ جعل مرکب سے بحث کرتے ہیں، جعل بسیط سے بحث کرتے ہیں
کلی سے بحث کرتے ہیں، جزئی سے بحث کرتے ہیں ۔ جیسا کہ علامہ ملا محب
اللہ بہاری نے " سُلَّمُ العلوم " بھی لکھی ہے اور " مُسَلَّمُ الثبوت " بھی لکھی ہے
دونوں کے مقدموں کو پڑھ لیں (طالب علم حضرات سے میری گذارش ہے) دیکھ لیں ۔
" سُلَّم " کا مقدمہ پڑھیں تو وہاں " جَعَلَ الْكُلِّيَّات وَالْجُزْئِيَّات " ہے تا کہ
پتہ چلے کہ یہ " سلّم العلوم " منطق کی کتاب ہے اور " مُسَلَّم الثبوت " پڑھیں تو اس
کے مقدمے میں وہ الفاظ آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ " مسلم الثبوت " اصول

نقہ کی کتاب ہے۔ صرف کی کتاب پڑھیں تو اُس کے شروع میں ایسے کلمات لائے جن سے صرف کا پتہ چلتا ہو۔ نحو کی کتاب پڑھیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ نحو کی کتاب ہے۔ اسی طرح ہماری علم حساب کی کتاب کو پڑھو، تصریح پڑھو، شرح چغمنی پڑھو، منطق کی کسی کتاب کو پڑھو، معقول کی کسی کتاب کو پڑھو، جغرافیے کی کسی کتاب کو پڑھو، اقتصادیات کی کتاب کو پڑھو، کسی بھی کتاب کو پڑھو جو مسلمان مصنف نے لکھی ہے تو اُس کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ اتنا گہرا ہوتا تھا کہ وہ اپنے مقدمے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نقل کر دیتا تھا یا ایسے الفاظ میں ایسی عربی عبارت بنا دیتا تھا کہ پڑھنے والے کو پتہ چل جائے کہ آئندہ آنے والے جو مضامین ہیں اُن کا تعلق کس فن کے ساتھ ہے اسے کہتے ہیں ہماری عربی میں براعۃ استھلال —— میں بات ہلال پر کر رہا ہوں —— یعنی ایسی صفت پیدا کر دی مصنف نے، ماتن نے، کتاب بنانے والے نے کہ چند کلمات کو دیکھ کر پڑھنے والا سمجھ لے کہ آگے چل کر اس کتاب میں کون سا موضوع آ رہا ہے۔ تو وہاں بھی ہلال آیا۔ اب آپ سمجھ چکے ہوں گے ہلال کا معنیٰ کیا ہے۔ الف ھ لام جہاں پر ہو۔ کسی چیز کو شروع میں کسی بات کے ساتھ تعبیر کر دینا۔ اب ترجمہ کریں گے آپ: وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ تم پر حرام ہے وہ جانور، تم پر حرام ہے وہ جانور جو اگرچہ تمہارے نزدیک شرعی طور سے حلال تھا۔ بکری ہے، گائے ہے، بھینس ہے، بیل ہے، اونٹ ہے، ہرن ہے، نیل گائے ہے۔ وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ لیکن تم نے اُس پر نام لے لیا کسی اور کا ذبح کے وقت۔ اللہ کو چھوڑ کر، تم نے نامزد کر دیا اُس کو کسی اور کے نام پر۔ تو پیدا کرنے والا تو اللہ

تھا۔ تم نے خدا کو چھوڑ دیا۔ پیدا کرنے والا رب العالمین، اللہ تعالیٰ اُس کا بھی پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی پیدا کرنے والا، اللہ سب تجھے مال دینے والا، تجھے دولت دینے والا، تجھے طاقت دینے والا۔ تو تم جب اُس کو ذبح کرنے لگے ہو تو تم ذبح کرنے سے پہلے یا ذبح کرنے وقت (دو ترجمے ہیں) ذبح کرتے وقت اگر تم نے غیر اللہ کا نام لے لیا تو وہ تم پر حرام ہے یا ذبح سے پہلے تم نے نامزد اس طرح کر دیا کہ تم اُس کو اپنے لئے حرام سمجھنے لگ گئے لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ جس بات کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اُس کو اپنے لئے کیوں حرام کرتے ہو؟ اللہ نے کہا یہ بکرا تمہارے لئے حلال ہے۔ میں کہتا ہوں نہیں جی میں تو اُس کو اپنے لئے ذبح نہیں کروں گا۔ میں تو اس کو فلاں "حضرت صاحب" کے لئے رکھتا ہوں۔ اور یہ اگر مر بھی جائے گا تو میں اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ تو میرے دوستو سوچو اُس پر نام اللہ کا لیا گیا یا اللہ کی کسی مخلوق کا لیا گیا۔ تو جب اللہ کی مخلوق کا نام لیا گیا۔ حالانکہ قرآن تو کہتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کا نام لو تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو اور یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ تو موٹا سا ترجمہ کر دیا ہے میں نے۔ یہ چند منٹ اس لئے آپ کے لئے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح ذہن میں آ جائے۔

دیکھو ایک ہے ایصالِ ثواب، ایک آدمی روٹی پکاتا ہے۔ مرغے ذبح کرتا ہے گائے ذبح کرتا ہے۔ بکرے ذبح کرتا ہے۔ لنگر لگاتا ہے۔ لیکن کہتا ہے یہ سب اللہ کے لئے ہے۔ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے۔ نیت اللہ کی اور پھر دعا یہ کرتا ہے یا اللہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہے۔ تو نے مجھے دیا۔ لیکن اللہ اس کا ثواب میں اپنی ماں کی رُوح کو پہنچاتا ہوں۔ اس کا ثواب میں اپنے باپ کی رُوح کو

پہنچاتا ہوں۔ اُس کا ثواب میں اپنے شیخ کی روح کو پہنچاتا ہوں۔

حدیثوں میں موجود ہے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ساری اُمت کی طرف سے قربانی دی۔ (ترمذی میں دیکھ لو) حضورؐ نے ایک دفعہ قربانی دی اور فرمایا ھٰذا من جمیع اُمتِ محمدٍ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

میرے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جب اسیر تھے۔ انگریزوں کے زمانے میں انہوں نے جیل خانے سے خط لکھا اپنے خادم کو۔ کہ تم ایک بکرا لے کر اُس کی قربانی کرو اور وہ قربانی کس کی طرف سے دو؟ ہمارے امام، ہمارے شیخ، ہم سب کے سردار حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف سے ہو۔ تو آپ نے قربانی کرائی کس کی طرف سے؟ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف سے تو معلوم ہوا کہ ایصال ثواب بہتر عمل ہے۔

ثواب پہنچتا ہے لیکن اُس وقت نیت یہی ہو کہ اس کو جب میں ذبح کر رہا ہوں خدا کے نام پر، نامزد کرتا ہوں اللہ کے نام پر، ذبح کرنے کے بعد، پکانے کے بعد، تیار کرنے کے بعد، پیشگی خریدنے کے بعد اُس کا ثواب اگر آپ کسی کو بھی پہنچائیں شرعی نقطہ نظر سے بالکل جائز ہے بلکہ میت ثواب کے محتاج ہوتے ہیں۔ حدیثوں میں آتا ہے حضرت سعدؓ کے متعلق (سعدؓ ایک صحابی ہیں) (مشکوٰۃ میں موجود ہے) حضرت سعدؓ نے امام الانبیاء سے آ کر عرض کی کہ اللہ کے نبی میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے۔ اگر وہ زندہ رہتی، کچھ دیر اُس کو بیماری لگتی اور کچھ زمانہ اُس کو بیماری میں گذرتا تو مجھے یقین ہے کہ میری ماں کسی نیک کام کی وصیت کرتی۔ تو فرمایا کہ "تو چاہتا ہے کہ تیری ماں کو ایصال ثواب ہو؟" عرض کیا اے اللہ کے نبی میں چاہتا ہوں کہ میری

ماں کے لیئے کچھ ایصالِ ثواب ہو جائے" فرمایا حضورؐ نے کہ جاکر کنواں کھودو۔ اور اس کنویں کا جو پانی ہو اس پانی کو تم وقف کردو۔ اپنی ماں کی روح کے ثواب کے لئے۔ چنانچہ سعدؓ گئے، کنواں کھودا۔ جس کا نام بِئْرُ اُمِّ سَعْدٍ اسعد کی ماں کا کنواں) نام رکھا گیا بِئْرُ اُمِّ سَعْدٍ (سعد کی ماں کا کنواں) وہ کنواں جو سعد نے کھودا، کھودا اللہ کے لئے لیکن ثواب کس کو پہنچانا چاہتا ہے؟ اپنی ماں کے لئے تو آج تک سعد کی ماں کو قبر میں پانی پینے کا، پلانے کا، وضو کا، غسل کا، کپڑے دھونے کا، حیوانوں کے پانی پینے کا، پرندوں کے، چرندوں کے، اللہ کی ساری مخلوقات کے فائدہ اٹھانے کا، آج تک سعد کی ماں کو ثواب پہنچ رہا ہے۔ تو ایصالِ ثواب ہوا کہ نہ ہوا؟ میرے دوستو اور میرے بزرگو! میت زیادہ محتاج ہے۔ آپ کے ایصالِ ثواب کا۔ صحیح حدیثوں میں آتا ہے جب کوئی انسان قبرستان کے قریب سے گذر جاتا ہے اور وہ دعا نہیں کرتا تو میت اپنی جگہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ کے بندے اگر تو جاتے جاتے فاتحہ پڑھ جاتا۔ بسم اللہ ہی کہہ دیتا تو تیرے اس گذرنے سے ہمیں کچھ فائدہ ہی پہنچ جاتا۔

ہمارے ہاں کیا کیا جائے رسوم ایسی ہیں میں تو دیکھتا ہوں، آپ بھی دیکھتے رہتے ہوں گے۔ جب کسی مزار کے قریب سے کسی قبر کے قریب سے یا کسی قبرستان کے قریب سے ہم گذرتے ہیں، ہمارے عموماً نا خواندہ بھائی (کیونکہ جو خواندہ ہیں اکثر نہ ثواب کے قائل ہیں نہ عذاب کے، وہ تو "پڑھ" گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) تو جو ناخواندہ ہمارے بھائی ہیں وہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگا لیتے ہیں۔ بھائی میت کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟ ہم جو قبر کے قریب سے

گذرے۔ ہم نے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں کے ساتھ لگا لیا تو ایسا کرنے سے میت کو کیا فائدہ پہنچا؟ ہم نے اگر یہ کہہ دیا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اللہ اس بسم اللہ کا ثواب اس تمام قبرستان کو پہنچا دے، ہم مسلمان ہیں ہمارے عقیدے کے مطابق ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ اس بسم اللہ کے ثواب میں سے وہ سارا قبرستان کچھ نہ کچھ حصہ لے گا۔ کیونکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے کلام کا ثواب یقیناً پہنچتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ تم مرنے والوں کے لئے دعا کرو قرآن کو دیکھ لو۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ط وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ط فرمایا میرے نیک بندوں کی کیا نشانی ہے؟ وہ یہ کہتے ہیں اے اللہ ہم کو بخش ہمارے اُن بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے با ایمان گذر چکے ہیں اور اے اللہ جو اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں ہمارے دلوں میں اُن کے لئے کینہ و بغض نہ پیدا کر بلکہ ہم سب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پڑھنے والے ہیں اُن کے دلوں میں ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے بے شک اے اللہ تو رحم کرنے والا اور بڑا ہی مہربان خدا ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا ایک ہے ایصال ثواب۔ ایصال ثواب کے کوئی خلاف نہیں ہے ایک ہے تام زد کر دینا اس طریقے پر کہ اگر وہ جانور مر جائے مرتا ہو، کچھ بھی ہو ہم ہاتھ نہ لگائیں کہ نہیں اب اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں رہا تو میرے دوستو اور میرے بزرگو یہ تو وہ ہوا کہ جیسا حاجی قربانی کے لئے اپنا جانور لے جائے اور وہ اگر ہلاک بھی ہو تو یہ اُس کے قریب نہ جائے

تو پھر بتاؤ ہم نے اللہ کے ساتھ جو سلوک کیا ، اللہ تعالیٰ کا جو علم تسلیم کیا اُس کو ہم نے غیر اللہ کے لیئے استعمال کر لیا۔ اس لئے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یا مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کا ترجمہ شاہ ولی اللہ کے نزدیک ہمارے سب اکابر کے نزدیک یہی ہے کہ وہ جانور ، وہ جاندار جو اپنی جگہ پر حلال ہو لیکن تم نے بوقت ذبح اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لگا دیا یا تم نے اللہ کے سوا کسی اور کے لیئے نامزد کر دیا اور ایسا نامزد کیا کہ اب تم اس کو ہاتھ لگانا بھی کفر سمجھتے ہو ، وہ فرماتا ہے تم ذبح کرنا کفر سمجھتے ہو۔ وہ تمہاری چارپائی پر چڑھ آیا ہے۔ تم مارتے نہیں ہو کہ یہ بڑا بابرکت بکرا ہے ، میری چارپائی گندی ہوتی ہے تو ہوتی رہے اس کو مت چھیڑو۔ تو بتاؤ تم نے کہاں کی حدوں کو کہاں پر لگا دیا ؟ یہ جاندار پھر تمہارے لئے حرام ہے کیونکہ ہم مسلمان ہیں مسلمان کو خطاب فرمایا۔ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط

دُعا

یا اللہ ! اس تھوڑی سی مجلس کو تو قبول فرما لے۔ یا اللہ مجھے بھی اور ان بھائیوں کو عمل کی توفیق عطا فرما ، یا اللہ ہم سب کے پچھلے گناہ معاف فرما دے ، یا اللہ ہم سب کو اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھ ، یا اللہ تمام بیماروں کو شفا نصیب فرما یا اللہ تمام وفات یافتہ مسلمانوں کو جنت نصیب فرما ، یا اللہ جو میرے بھائی اپنے کاموں کو چھوڑ کر تیرا کلام سننے کے لیئے آتے ہیں ان کے قدموں پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اللہ ! ان کے پاؤں کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اللہ ! ان کے دلوں کو

ان کے دماغوں کو، میرے دل کو، میرے دماغ کو قرآن سمجھنے کے لئے کھول دے
اللہ ہمیں برائیوں سے محفوظ رکھ، اللہ ہمیں مسلمانوں کے ساتھ احترام کا معاملہ کرنے
کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ مسلمانوں میں محبت اور مودّت پیدا فرما دے۔ اے
رب العالمین ہمارے شیخ امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ
اللہ علیہ کی برکات مجھے بھی اور میرے ان بھائیوں کو بھی نصیب فرما۔ یا اللہ!
صاحب خانہ کو اور ہمارے دوسرے بھائیوں کو جو درس کا اہتمام کرتے ہیں۔
ان کو اپنی رحمتوں سے نواز۔ یا اللہ اس درس کے درجات کو اور بھی بلند فرما دے
یا اللہ اس کو اور بھی عمومی حیثیت نصیب فرما۔ یا اللہ میرے بھائی میجر
نصیر الدین صاحب جو مجھے لے کے ایبٹ آباد سے آئے ہیں ان کو اپنی
رحمتوں سے نواز۔ اے اللہ ہمارے اُن تمام احباب کی دلی مرادیں پوری
فرما، جنہوں نے درسِ قرآن کے اختتام پر دُعا کرنے کے لئے
خطوط ارسال فرمائے ہیں۔ اللہ مجھ سے اور ان سب بھائیوں سے راضی
ہو۔ اللہ ہماری کمزوریوں کو معاف فرما دے۔ اللہ دنیا بھر کے
مظلوم مسلمانوں کی مدد فرما۔ اللہ کشمیر کے مسلمانوں کی مدد فرما۔ یا
اللہ فلسطین کے عربوں کی مدد فرما۔ یا اللہ قبرص کی ترکوں کی
مدد فرما۔ یا اللہ بھارت کے مظلوم مسلمانوں کی اعانت و نصرت
فرما۔ یا اللہ ہم سب سے راضی ہو۔ ہماری کمزوریوں
کو، خطاؤں کو معاف فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ

وَالْمُرْسَلِیْنَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٭

دسواں درسِ قرآن مجید

منعقدہ جمادی الاوّل ۸۶ھ مطابق اگست ۱۹۶۶ء

یہ درس گرامی مندرجہ ذیل آیت پر مشتمل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ تا فان اللہ غَفُوْرٌ رَّحِیْم۔

اس درس میں مندرجہ ذیل دینی، علمی اور روحانی فوائد ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۔ انسانی عقل ناقص ہے وحی کا مقابل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام شریعت لاتے ہیں اور ان کی تعلیمات میں شریعت ہی کی تلاش کی جائے۔

۳۔ رزقِ حرام کا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے۔

۴۔ اسلام پہلے دینوں کی خوبیوں کا بھی محافظ ہے۔

۵۔ ذکر اللہ کی برکات (حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ)

۶۔ علماء حق کا ایک دوسرے پر اعتماد اور باہمی محبت

۷۔ امام ابو حنیفہ کا اتباع قرآن و سنت

۸۔ اسلامی عقائد میں حضرت مسیح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کا مقام۔

۹۔ اسلامی طریقِ ذبح میں رحمت ۔ اخلاص ۔ قربِ الٰہی کا دخل ہے۔

۱۰۔ جن اعمال سے عذابِ قبر کا خطرہ ہے ان میں سے بعض کا ذکر۔

۱۱۔ اسلام میں خدمتِ خلق کا درجہ اور اس کی اہمیت۔

(واللّٰہ الموفق)

سورت المائدہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ
بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ
اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ
ذٰلِکُمْ فِسْقٌ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْ
ھُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ
مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

میرے محترم بھائیو اور بزرگو!

الحمد للہ آج پھر ہم چند بھائی اللہ کی بات کو سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ اس سورت کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے کہ سورت مائدہ قرآن مجید کی آخری سورت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے نہایت تفصیل کے ساتھ چند احکام بیان فرمائے ان میں سے زیادہ کا تعلق انسان کے کھانے پینے کے ساتھ ہے۔ اسی مناسبت سے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کا نام رکھا سورت المائدہ۔ وہ دسترخوان جس پر کھانا لگا ہوا ہو اسے عربی زبان میں کہتے ہیں المائدہ۔ تو گویا یہ سورت مسلمانوں کو کھانے پینے کے مسائل اور

احکام سکھانے کے لئے رب العالمین نے نازل فرمائی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حرام اور حلال کی بات فرمائی۔ کھانے پینے کی باتوں کو بیان فرمایا۔ انسانی وساوس، انسانی شکوک و شبہات مختلف قسم کے ہوتے ہیں (اللہ تعالیٰ شکوک و شبہات سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ اپنی اس مقدس کتاب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں) تو اس مسئلے میں بھی کچھ شکوک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک یہ بات کہ کھانے پینے میں کیا رکھا ہے؟ یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ جیسا کہ ہمارے ہاں یہ "حرج" کا مسئلہ بہت چل رہا ہے۔ اجی نماز نہ پڑھی تو کیا حرج ہے؟ زکوٰۃ نہ دی تو کون سا حرج ہے؟ حج نہ کیا تو کیا ہو گا؟ اگر نماز جماعت کے ساتھ رہ گئی تو کون سا حرج ہے؟ اسی طرح یہ بھی مسئلہ ذہن میں آتا ہے۔ آ سکتا ہے بلکہ آتا ہے لیکن بعض لوگ جو دین حق سے ناواقف ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں کہ آخر ان چیزوں کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم کون سی چیزیں کھاؤ اور کون سی چیزیں نہ کھاؤ۔ چند اصول بیان کر دیئے جاتے باقی مسائل ہم خود بنا لیتے ہیں۔

تو میرے دوستو! قرآن مجید نے اسی سورت المائدہ میں ایک قصہ بیان کیا آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا، وہ تفصیل آگے ہے۔ وہ آپ خود پڑھیں گے یا اللہ نے ہمیں کبھی موقع دیا تو میں عرض کر دوں گا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پہلے جو دو بیٹے ہیں ہابیل اور قابیل ان کے درمیان اسی مسئلے پر کشمکش تھی (بات سمجھ لی جائے تو بہت اچھا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) ان کے درمیان اسی مسئلے پر کشمکش تھی اور سب سے پہلا خون جو زمین پر بہا وہ خون اس مسئلے پر بہا کہ ایک انسان اس بات پر مصر تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے وہ مجھے منظور ہے

اور ایک انسان کا یہ دعویٰ تھا اور اس بات پر وہ ضد کر رہا تھا کہ نہیں بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جو بات میں کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہونی چاہیئے۔ یہ بات سمجھ میں نہ آنے کا قصہ ہابیل اور قابیل کے درمیان تھا۔ آگے آتا ہے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور میں عرض بھی کردوں (یہ سب قرآن ہے) حدیثوں میں اور تفسیروں میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ آدم علیہ السلام چونکہ پہلے انسان ہیں زمین پر (اور سب سے پہلے نبی بھی ہیں) اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسی وقت بھی بے لگام نہیں چھوڑا۔ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شریعت دی (احکام دیئے جو اس وقت کے مناسب تھے جیسا کہ صحائف مقدسہ میں موجود ہے اور حضور انور نے جیسا کہ حدیثوں میں ارشاد فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ وہاں یہ دستور تھا کہ صبح جو ان کے ہاں لڑکا اور لڑکی توامین پیدا ہوتے تھے اور شام کو بھی اُن کے ہاں توامین (ایک لڑکا ایک لڑکی) پیدا ہوتے تھے۔ صبح کو بھی جوڑا اور شام کو بھی جوڑا۔ تو جو لڑکا صبح پیدا ہوتا تھا اُس کا نکاح شام والی لڑکی کے ساتھ کر دیتے تھے اور جو لڑکا شام کو پیدا ہوتا تھا اُس کا نکاح صبح والی لڑکی کے ساتھ کر دیتے تھے۔ اُن کے درمیان یہی تفاوت تھا اور یہی بُعد تھا۔ تو صورت یہ ہوئی کہ ہابیل اور قابیل کے درمیان جب نکاح کا مسئلہ چلا تو جس لڑکی کو ہابیل کرنا چاہتے تھے قابیل نے کہا کہ یہ میں کروں گا۔ اس مقصد کے لئے کہ کون سا انسان حق بجانب ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور نذر پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی نذر کو قبول فرمایا (قرآن میں تفصیل موجود ہے) اور منجانب اللہ یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ

قابیل غلطی پر ہے اور ہابیل صحیح ہے۔ لیکن قابیل بڑے جوش انتقام میں تھا اس نے صاف کہہ دیا حضرت ہابیل سے کہ دیکھو میں تجھے لَاَقْتُلَنَّكَ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، تم اپنی اس بات سے باز آؤ۔ انہوں نے صاف فرمایا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (دیکھئے پہلے ہی سے خدا کا خوف، پہلے انسان کے دل میں) فرمایا کہ بھائی! میں نے جو نذر پیش کی، اللہ نے قبول کر لی تو میرا کون سا قصور ہے؟ تم مجھ پر غصے ہوتے ہو۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اللہ تو انہی سے قبول کرتا ہے، جو پرہیزگار ہوں۔ اللہ اسی کا صدقہ قبول کرتا ہے اور اسی کو توفیق دیتا ہے (اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبول کیا تب درس قرآن میں لایا۔ اگر وہ نہ لاتا تو نہیں آ سکتے تھے، اللہ نے مجھے توفیق بخشی کہ میں کیمل پور سے آپ کے پاس آ جاتا ہوں۔ اگر اللہ مجھے توفیق نہ بخشے تو میری کیا طاقت ہے۔ ہم ایک منٹ کے لئے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اگر اللہ نہ چاہیں تو اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اللہ انہی کی محنتوں کو قبول کرتے ہیں جو پرہیزگار ہوں۔ اللہ اس محنت کو قبول فرمائیں۔ اور مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں) تو میرے بزرگو حضرت ہابیل نے یہی بات فرمائی کہ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لیکن قابیل جو تھا وہ عقل پرست تھا۔ اس نے کہا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، کیا فرق پڑ جاتا ہے صبح کی بیٹی ہیں اور شام کی بیٹی ہیں۔ میں تجھے قتل کر دوں گا، چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اور پھر چونکہ یہ پہلا مقتول تھا۔ پہلی لاش تھی، پتہ نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرے

تو وہ اپنے بھائی کی لاش کو اٹھائے پھر رہا تھا۔ قرآن مجید میں ہے فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ (۵) تو قرآن مجید نے سمجھایا کہ جو لوگ میرے حکم کے مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں وہ کوّے سے بھی بدتر ہیں۔ جیسا کہ پہلا انسان اس نے وحی کے مقابلے میں اپنی رائے کو ترجیح دی اور رائے کو ترجیح دینے کے بعد ایک غلطی کا شکار ہو گیا تو نتیجہ کیا نکلا؟ اس کو سمجھانے کے لئے اللہ نے ایک کوّے کو بھیجا اور پھر اس نے اعتراف کیا يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ کاش میں کوا ہی ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش کو میں چھپا سکتا فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ پس وہ نادم ہو گیا۔ پشیمان ہوا۔ لیکن اس وقت کی پشیمانی اس کے لئے مفید نہ ہو سکی۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن مجید میں میرے بزرگو جو قصے آتے ہیں یا جو تاریخی شہادتیں آتی ہیں تو وہ سب دلائل اور شواہد ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے (اللہ ہم سب کو سمجھائے) اس کے لئے چند اصول ہیں۔ قرآن مجید میں جو قصے یا تاریخی شہادتیں ہوتی ہیں وہ ویسے ہی نہیں ہوتیں بلکہ وہ قصے اور مثالیں اس لئے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ جو حکم دیا جاتا ہے ہمیں سمجھانے کے لئے بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے کہ تم ان مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔ اسی لئے فرمایا وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ہم کبھی کبھی مثالوں کے ساتھ مسئلہ سمجھاتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔ اِنَّ فِىْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ؕ

بے شک پہلے لوگوں کے قصّوں میں نصیحت ہوتی ہے عقل مندوں کے لئے۔

تو سورۃ المائدہ میں جو اللہ تعالیٰ نے قصہ بیان فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا اس میں تقابل ہے عقل کا وردی کا۔ وحی نے یہ کہا کہ جو بیٹی صبح پیدا ہو اس کا نکاح شام والے بیٹے کے ساتھ کیا جائے۔ شام جو بیٹا پیدا ہو اس کا نکاح صبح والی بیٹی کے ساتھ کیا جائے۔ لیکن اس وقت کی عقلِ ناقص نے یہ کہا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جب دونوں ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہیں تو میں کیوں نہ اس کے ساتھ نکاح کروں؟ قرآن مجید نے فرمایا کہ اس کی مثال کوّے سے بھی بدتر ہے۔ کوّا پھر بات کچھ سمجھ لیتا ہے۔ لیکن وہ کوّے کی بات کو بھی نہ سمجھ سکا۔ کوّے جیسی عقل بھی اس میں پیدا نہ ہوئی اور خود اس نے اعتراف کیا یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی بہت سی مثالیں ہیں تو میرے دوستو میرے بزرگو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے چونکہ کھانے پینے کے احکام بیان فرمائے ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن کا کھانا حلال ہے۔ ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن کا کھانا حرام ہے۔ ان طریقوں کا ذکر فرمایا جن طریقوں سے رزق حلال ہوتا ہے۔ ان طریقوں کا بیان فرمایا جن طریقوں سے رزق حرام ہوتا ہے حالانکہ چیز وہی ہوتی ہے یا اس میں کچھ تھوڑا بہت فرق یا کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا کہ یہ میری بات ہے میں نے تم سے یہ کہا میرا یہ فیصلہ ہے۔ چنانچہ سورت مائدہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ اللہ حکم دیتا ہے جو چاہے۔ قصہ ختم شد۔ اب بندے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس میں تنقیدیں کرتا پھرے کہ اس کی فلاسفی کیا ہے۔ اس

کی چھان بین کیا ہے ؟ قرآن مجید کو آپ دیکھیں تیرہ مقامات ہیں جہاں پر صحابہ کرام نے سوال کئے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ حضورؐ کی تیئس سالہ زندگی میرے بزرگو صحابہ کرام میں انقیاد کا مادہ اتنا زیادہ موجود تھا کہ حضورؐ سے کبھی کوئی بات نہیں پوچھی ۔ صرف تیرہ مقامات ہیں وہ بھی چونکہ ذہنی طور پر سمجھ میں نہیں آئے مثلاً عرض کیا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۔ یہ آپؐ سے پوچھتے ہیں یتیموں کے متعلق ۔ تو یتیموں کے متعلق کیوں پوچھا؟ جب قرآن مجید نے منع فرمایا ۔ کہ یتیموں کا مال مت کھاؤ جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ یہ ہیں وہ ہیں ۔ صحابہ کرام نے پھر پوچھا اللہ کے نبی ! کیا ہم یتیموں کو نہ پالا کریں ؟ یہ سوال نیکی کا تھا ۔ اسی طرح جو سوال کیا يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط جب اللہ نے فرمایا کہ میرے راستے پر خرچ کرو ۔ صحابہ نے پوچھا سب مال دے دیں ؟ یہ ایسے سوالات نہیں ہیں جو تنقیدی سوالات ہوں ۔ یہ انشراحِ صدر کے لئے ہیں ۔ جیسا کہ کوئی انسان مسئلہ پوچھے کسی مولوی صاحب سے ایک بات تو ہوتی ہے کہ مسئلہ آتا نہ ہو ۔ آج کل تو مسئلہ پوچھتے ہیں مولوی صاحب کو چھیڑنے کے لئے ۔ دیکھیں علم کتنا ہے ۔ ایک مسئلہ بنا رکھتے ہیں جو مولوی آیا بس پیش کر دیتے ہیں ۔ دیکھتے ہیں مولوی صاحب کو آتا ہے یا نہیں آتا ۔ گویا امتحان ہوتا ہے ۔ اُمت امتحان لیتی ہے اپنے رہنماؤں کا (اللہ ہمارے حالوں پر رحم و کرم فرمائے) صحابہ کرام نے حضورؐ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مسئلے پوچھے وہ تیرہ مسائل ہیں ۔ قرآن میں آتا ہے جہاں پر يَسْـَٔلُوْنَكَ کا لفظ آتا ہے تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرام میں انقیاد کا مادہ تھا اسلام نے اسی لئے اس امتیاز کو سمجھایا کہ تم اس بات کی طرف مت جاؤ کہ اس کی لِمَ اور اِنْ کیا ہے ؟ اگر کہیں بات ہو ئی بھی تو اللہ نے

فوراً متنبہ فرما دیا۔ دوسرے پارے میں آتا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط دل میں خیال آگیا کہ یہ چاند گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ کبھی ہلال ہوتا، کبھی بدر ہوتا ہے، پھر چھوٹا ہوتا ہے پھر بڑا ہوتا ہے یہ کیا بات ہے۔ یہ کیوں چاند بڑھتا گھٹتا ہے۔ علم ریاضی کی رُو سے ہمیں سمجھایا جائے۔ قرآن مجید نے منع فرمایا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ج وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ہ تنبیہ فرمادی۔ فرمایا کہ تم پوچھتے ہو چاندوں کے متعلق کہ چاند بڑھتا گھٹتا کیوں ہے؟ تم کوئی ریاضی پڑھتے ہو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ محمد رسول اللہ کوئی ریاضی پڑھانے کے لئے آئے ہیں؟ یہ تو تزکیۂ باطن کے لئے آئے ہیں۔ یہ تو اللہ کے نافرمانوں کو خدا کے ساتھ ملانے کے لئے آئے ہیں۔ تو وہ بات پوچھو۔ تم یہ بات پوچھتے ہو کہ چاند بڑھتا گھٹتا کیوں ہے؟ تم پوچھو کہ چاند کے فائدے کیا ہیں۔ وہ میں بتاتا ہوں هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط۔ یہ تمہارا سب سے بڑا کیلنڈر ہے خاص کر حج کے لئے بہت بڑا کیلنڈر ہے کہ حج کی تاریخ ایک ہی مقرر ہے۔ رمضان المبارک کا تو پورا مہینہ ہے، آج اگر ہم نے کھا پی لیا۔ چاند نظر نہ آیا یا ہم نہ دیکھ سکے تو پھر ۲۹ روزے رکھ لیں گے اور ایک کی قضا کر لیں گے۔ لیکن حج کے متعلق تو وہاں قضا نہیں ہو سکتی۔ حج تو نویں تاریخ کو عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا ہوتا ہے۔ ایک انسان اگر پورا سال عرفات کے میدان میں کھڑا رہے اور نویں تاریخ کو وہاں نہ پہنچے اس کا حج نہیں ہوتا۔ ایک انسان سارا سال باہر رہا۔ نویں

تاریخ صرف ایک سیکنڈ کے لئے عرفات کے میدان سے گذر گیا، اپنی موٹر پر سویا ہوا گذر گیا۔ تو وہ حاجی بن گیا۔ تو نویں تاریخ کا معلوم کرنا ضروری ہوا۔ تو چاند کا فائدہ بتایا۔ کہ چاند کے فائدے تو تم مجھ سے پوچھ سکتے ہو۔ لیکن یہ لِمَ اور اِنَّ تنقید کریدنا کیوں ہے گھٹنا کیوں ہے اور آگے چل کر متنبہ فرمایا وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا تم گھروں میں آتے ہو تو پیچھے کی طرف سے آتے ہو وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى[7] وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ص گھروں میں آنا چاہو تو دروازوں سے آؤ۔ بات پوچھنی ہو تو سیدھی بات پوچھو جو تم کو نہیں آتی۔ دروازوں سے آنے کا یہی مطلب ہے تم الٹے آتے ہو گھروں کو۔ کان کو ہاتھ لگانا ہے تو یوں لگا لو تا یا یوں لگا لو پھیر کر کیوں لگاتے ہو۔ سیدھی بات کرو۔ مسلمانوں کو سمجھایا گیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ دیکھو خدا سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے دین میں تنقیدیں کرنا۔ اللہ کے دین کے بال کی کھال نکالنا تمہارا کام تو اتباع ہے نہ کہ اعتراض اس لئے میرے بزرگو خوراک کا مسئلہ چونکہ یہاں بیان ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورت المائدہ میں ہابیل اور قابیل کا قصہ بیان فرما کر ہمیں متنبہ کیا کہ ان باتوں میں کریدنا مت۔ جو میں کہتا ہوں بس تم ان کو مانو اس کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں آدھی آیت، آدھی باقی تھی۔ اس کے متعلق میں اب عرض کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ مسئلہ خوراک اسلام میں قرآن مجید کی روشنی میں بڑا اہم مسئلہ ہے آپ دیکھیں قرآن مجید نے (میرا جہاں تک ناقص مطالعہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو قرآن مجید سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) میں نے جہاں تک قرآن کو دیکھا اپنے اکابر کی دعاؤں کی روشنی میں

تو میں نے دیکھا کہ حق اللہ تعالیٰ نے خوراک کے مسئلے کو تاکید کے ساتھ
بیان فرمایا اتنا اور کوئی مسئلہ نہیں فرمایا اور وہ تین طریقے اختیار فرمائے، پہلے
مطلقاً لوگوں کو خطاب فرمایا یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا
وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ اے
لوگو! اے انسانو! حلال اور ستھری چیزیں کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم
پر مت چلو۔ یعنی رزقِ حلال کھاؤ گے تو شیطان کے اتباع سے بچ جاؤ
گے، مطلب تو یہ ہے۔ دوسرے مقام پر مسلمانوں کو خطاب فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۔ اے ایمان والو! حلال اور
طیب چیز کھاؤ۔ تیسرے مقام پر رسل کو خطاب فرمایا (انبیاء علیہم التسلیم کو)
یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔ اے رسولو! تمہیں بھی میں حکم دیتا ہوں تاکہ حکم کی اہمیت
واضح ہو جائے۔ انبیاء علیہم السلام نہ حرام کھاتے ہیں (نعوذ باللہ) نہ اُدھر
جاتے ہیں یہ حکم کی تاکید بیان فرمائی کہ دیکھو یہ میرا اتنا پکا حکم ہے کہ میں
نبیوں کو بھی حکم دے رہا ہوں۔ جیسا کہ کوئی آرڈر اگر کسی چوکیدار کے متعلق ہو، تو
خالی چوکیدار ہی کو کر دیتے ہیں لیکن اہم آرڈر ہو تو میرا خیال ہے کہ فیکٹری کے اسی
ایریا کے جو آفیسر ہیں اُن کو پہلے خطاب کیا جاتا ہے پھر وہ آگے اُس کو شائع کرتے
ہیں تو یہاں پر بھی انبیاء کو فرمایا یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ اے میرے نبیو! اے میرے
رسولو (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) کُلُوْا ۔ اے رسولو! تم طیبات کھاؤ اور وَاعْمَلُوْا

صالحاً اعمال صالح کرو۔ یعنی عملِ صالح رزقِ حلال پر موقوف ہے۔

دوسری چیز ہے میرے دوستو اور بزرگو اسی کے متعلق امام الانبیاءؐ نے بھی فرمایا اِنَّمَا اَوْلَادُکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ۔ تمہاری اولاد تمہارے کسب کا نتیجہ ہے۔ رزق حلال ہوگا، اولاد نیک صالح پیدا ہوگی۔ متقی پرہیزگار پیدا ہوگی اور اگر رزق حرام ہوگا تو پھر اولاد بھی ایسی ہی ہوگی۔ جیسا ہم کھائیں گے تو اولاد بھی ویسی ہی ہوگی تو معلوم ہوا رزق کا مسئلہ اسلام میں بنیادی مسئلہ ہے۔ کھانے پینے کا مسئلہ اسلام میں بنیادی مسئلہ ہے۔ دوسری چیز کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ قرآن مجید کا یہ طرز بیان ہے۔ اسلام واقعی ناسخُ الادیان ہے لیکن اسلام کی ضد نہیں ہے کسی دین کے ساتھ۔ ناسخ کا معنی یہ ہے کہ جو باتیں اچھی تھیں اُن کو باقی رکھا جو باتیں غیر ضروری تھیں اُن کو مٹا دیا۔ اسلام نے پہلے دینوں کی ہر ایک بات کو نہیں مٹایا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کے ماتحت امام جصاص لکھتے ہیں (احکام القرآن میں) کہ اللہ تعالےٰ یہاں پر فرماتے ہیں کہ میں تمہارے لئے پہلی اُمتوں کی بھی نیک باتیں بتاتا ہوں، جو باتیں پہلی اُمتوں میں نیک تھیں وہ تمہارے لئے باقی رکھی گئیں اس لئے کہ اسلام تو نیکی کا داعی اور مبلغ ہے۔ اگر توراۃ میں کوئی اچھی بات تھی تو وہ باقی رکھی گئی۔ انجیل میں کوئی اچھی بات تھی تو وہ باقی رکھی گئی اور دوسرے دینوں میں کوئی اچھی بات تھی تو وہ باقی رکھی گئی۔ خود دیکھ لیجئے مشکوٰۃ کی حدیث موجود ہے۔ امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ منورہ تو وہاں پر یہودی جو تھے وہ عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ محرم کی دسویں تاریخ کا وہ روزہ رکھتے تھے۔ امام الانبیاءؐ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نجات ملی اور فرعون کا بیڑا غرق ہوا اس لئے ہم شکریہ کے طور پر دسویں محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ امام الانبیاء نے فرمایا کہ پھر ہم زیادہ مستحق ہیں اس بات کے کہ موسیٰ علیہ السلام پر جو خدا کی نعمتیں ہوئیں ہم اُن کا شکریہ ادا کریں۔ چنانچہ امام الانبیاء جتنا زمانہ مدینہ منورہ میں رہے دسویں محرم کو آپؐ روزہ رکھا کرتے تھے اور پھر جس سال امام الانبیاء کا آخری سال تھا اس دُنیا میں تو حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر میں اگلے سال دُنیا میں رہا تو میں نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔ اس لئے بعض فقہا ہمارے یہ کہتے ہیں کہ اُمت کے لئے اب یہ ہے کہ نویں محرم کا بھی روزہ رکھے۔ اور دسویں محرم کا بھی روزہ رکھے تاکہ تشابہ سے بچ جائے۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے اگر دسویں کا بھی فقط روزہ رکھ لے تو ٹھیک ہے کیونکہ حضورِ انور نے صرف دسویں کا روزہ رکھا ہے۔ نویں کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اور پھر فقہا نے اس پر بحث کی ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ صرف نویں کا روزہ اگر رکھے تو پھر تو مکروہ ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال رہا تو میں نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ لیکن انور شاہ صاحب جو بہت بڑے محقق تھے (رحمۃ اللہ علیہ) اور جو آیتٌ من آیاتِ الاسلام تھے۔ ہمارے اکابر تو ایک سے ایک بڑھ کر تھے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہم سب اکابر کی عزت کرتے ہیں۔ ہمارے لئے سب واجب الاحترام ہیں لیکن جن کو ہم نے دیکھا ہم تو انہی کی باتیں کریں گے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر

لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر میرے پاس اسلام کی حقانیت کی کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میں اسلام کو قبول کر لیتا۔ کہ انور شاہ مسلمان ہے۔ انور شاہ جیسا آدمی کہتا ہے کہ اسلام سچا دین ہے تو دافعی سچا دین ہے، اتنی بڑی شخصیتیں گذری ہیں اور ہمارے اکابر میں محبت دیکھئے کتنی تھی۔ حکیم الامت اپنے زمانے کے حکیم تھے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ مجدد تھے اس دورِ حاضرہ کے۔ آج بھی ان کی کتابیں آپ دیکھیں لوگ کتابیں دیکھ کر ہدایت حاصل کرتے ہیں — آج بھی — یہ تعلق —

یہ مفتی صاحب گذرے ہیں۔ مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں اور میرا خیال ہے آپ میں سے بہت سے دوستوں نے ان کی زیارت کی ہوگی الحمد للہ وہ بھی ہمارے اسی ضلع کے تھے — کیا کیا جائے۔ (یہ سارا قرآن ہے بھائی) پاکوں کی باتیں بھی بزرگی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ٹانگ میں ناسور تھا۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک

ران کا اپریشن کیا گیا اور پوری ران کاٹ دی گئی — پوری ٹانگ — ران سے لیکر پاؤں تک۔ ساری ٹانگ ڈاکٹروں نے کاٹنے کا فیصلہ کیا۔ اور میں نے خود حضرت مفتی صاحب سے پوچھا جب آپ ایک مرتبہ ایبٹ آباد تشریف لائے تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی، یہ بات ٹھیک تھی' پھر ہنس پڑے۔ میں نے کچھ اور باتیں بھی کیں تو ہنس پڑے۔ تو حضرت مفتی صاحب کو جب لے گئے اپریشن روم میں — آج لوگ کہتے ہیں اللہ کے نام میں

کیا ہے؟ ہم نے دیکھا کہاں ہے اللہ کا نام۔ کبھی پڑھا ہے؟ اللہ کے نام میں کیا ہے؟ اور کس میں ہے؟ ایسا کچھ اللہ کے نام میں ہے۔ تو کہتے ہیں اللہ کے نام میں کیا ہے؟ اور کس میں ہے؟ اللہ ہی کے نام میں تو سب کچھ ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اللہ ہی اللہ تو ہے، باقی کیا ہے؟ باقی تو سب فانی چیزیں ہیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لے گئے آپریشن روم میں۔ اب بھی وہ کرنل جنہوں نے آپریشن کیا تھا موجود ہیں۔ جب آپ کو سونگھانے لگے کلوروفارم تو آپ کو بیہوشی نہیں آتی تھی (بھائی جس دل میں اللہ کا ذکر ہو وہ بیہوش ہو سکتا ہے؟) یہ تو ہم کہتے ہیں کہ "میں ایسا سویا ایسا سویا کہ نیند ہی طاری ہوئی رہی اور میں دس بجے جاگا" "رات کو کہاں گئے تھے؟" "سینما گیا تھا" تو پھر تم تہجد پڑھ سکتے ہو؟ جو رات کو سینما دیکھ کر آئے "بڑی بھابی" "چھوٹی بھابی" اور "پاٹے خاں" دیکھ کر آئے وہ سحری کو تہجد پڑھ سکتا ہے؟ سحری کو تہجد وہی پڑھ سکتا ہے جو رات کو استغفار پڑھتے پڑھتے سو جائے، امام الانبیاء پر درود پڑھتے پڑھتے سو جائے۔ سورۃ ملک پڑھتے پڑھتے سو جائے، سورۃ کہف پڑھتے پڑھتے سو جائے۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دیکھئے اُسے سحری کو جاگ مل جائیگی دل کرے گا کہ میں خدا کے سامنے سجدہ کروں، اور جو رات گناہوں میں ملوث سو گیا وہ صبح جاگ سکتا ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شیطان کے حملوں سے بچائے)

تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب کلوروفارم سونگھانے لگے تو

بے ہوشی نہیں آتی تھی، آخر فیصلہ ہوا اور ڈاکٹروں نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "آپ کو بیہوشی نہیں آتی" فرمایا "تم مجھے کیوں بے ہوش کرتے ہو؟ ہوش میں ہی رہنے دو، تم اپنا کام کرو۔ تمہیں اس سے کیا مطلب ہے" "جناب پوری ران کاٹنی ہے" فرمایا "کاٹو، تمہیں اس سے کیا مطلب ہے، کاٹو، تم اللہ کا نام لے کر شروع کرو" عینی گواہوں کا بیان ہے میرے بزرگو! کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُف تک نہیں کی، پوری ران کاٹ دی گئی۔ اُف تک نہیں کی، حرکت بھی نہیں کی، آدمی کہتا ہے لاش پڑی ہے، اور اپریشن کے بعد پوچھا گیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی؟ فرمایا "میں نے تو اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ میرا ذکرِ قلبی جاری تھا، میں دل کے ساتھ خدا کی یاد کر رہا تھا۔ میں نے توجہ ہی نہیں کی ران آتی ہے کہ ران جاتی ہے جاتی ہے تو جانے دو۔" میرا دھیان اس کے اُخروی اجر کی طرف تھا۔

تو جس کے مرید مفتی محمد حسن صاحب جیسے لوگ ہوں اُس کا مقام کتنا بلند ہوگا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اگر اور کوئی بھی دلیل دنیا میں نہ ہوتی اسلام کے حق ہونے کی تو میں اس لئے اسلام کو مان لیتا کہ انور شاہ مسلمان ہے" (رحمۃ اللہ علیہ) تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے اکابر کے درمیان کتنی محبت ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام دیکھئے اور پھر حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت کو دیکھئے ـــــ اور پھر میرے بزرگو یہ تو دونوں بزرگ تھے ہمارے ان میں سے کوئی سیاسی اختلاف نہیں تھا۔ حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیاسیات میں زیادہ حصہ نہیں لیتے تھے۔ اور

یا تقاضہ لیتے تھے تو اُتنا نہ لیتے تھے جتنا حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی ؒ لیتے تھے
جن دوستوں نے عبدالماجد دریا بادی کی کتاب پڑھی ہے "نقوش و تاثرات"
دیکھ لیجئے مقدمے میں کیا لکھا ہے؟ عبدالماجد دریا بادی ہمارے اس
علاقہ (ہندوستان اور پاکستان) میں چوٹی کے علماء میں سے ہیں جن کو علوم جدید
اور علوم قدیمہ پر عبور حاصل ہے (خامیاں ان میں ہیں کچھ لیکن "تاہم وہ ہمارے
لئے ایک بہت بڑے عالم دین ہیں جن کو ہم اسلام کے لئے مفید سمجھتے ہیں) -
عبدالماجد دریا بادی نے لکھا ہے کہ میں جب بیعت ہونے گیا مولانا مدنی کے پاس -
("نقوش و تاثرات" دیکھ لیجئے) میں جب بیعت ہونے کے لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ
علیہ کے پاس گیا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یہاں کیا رکھا ہے چلو تھانہ
بھون چلتے ہیں" (اکابر کی محبت پر بات آگئی - یہ بھی قرآن ہے "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی
تفسیر) حالانکہ یہ وہ وقت ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلافت
کی رُو سے ترک موالات لازم ہے - انگریزوں کے ساتھ بائیکاٹ کرو' انگریزی
اداروں کے ساتھ بائیکاٹ کرو - حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موالات
کا مطلب صرف محبت ہے - محبت نہ رکھو - مسائل میں اختلاف ہے' شدید
اختلاف ہے - لیکن حضرت مدنی ؒ فرماتے ہیں کہ عبدالماجد! یہاں کیا رکھا ہے - چلو
چلتے ہیں تھانہ بھون حضرت مدنی سے بیعت کا مشورہ مولانا محمد علی جوہر نے دیا - جو
بیت المقدس میں مدفون ہیں - دیکھا؟
محمد علی جوہر کو جانتے ہوں گے آپ - محمد علی جوہر کون تھا؟ مجسٹریٹ رام پور کا -
انگریزی گھرانے میں پلا - انگریزی پڑھا ہوا - اللہ تعالیٰ نے جب توفیق عطا فرمائی تو

اللہ تعالیٰ نے اُن سے وہ کام لیا' خلافت کے ہیرو بنے' پیدا ہوئے رام پور میں، مرے لندن میں اور دفن کہاں ہوئے؟ بیت المقدس میں ۔۔ خدا نے قبول کیا۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ اور بعض ایسے بھی گذرے ہیں پہلے پھولے پاکستان میں آخری عمر پہنچے مدینہ میں لیکن مرے کراچی میں ۔ (اللہ سب کے گناہوں کو معاف فرمائے)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت مدنیؒ اُن کو لے گئے تھانہ بھون ۔ مولانا عبدالباری بھی ساتھ تھے ۔ وہاں جب گئے تو حضرت تھانوی نے فرمایا کہ آپ ہی بیعت کریں ۔ آپ نے فرمایا "جناب میں اس قابل نہیں ہوں' آپ کے پاس لایا ہوں" حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ۔ "واقعی آپ کو مجھ پر اعتماد ہے؟ میں اس قابل ہوں کہ میں عبدالماجد دریا بادی کو بیعت کروں؟" حضرت مدنیؒ نے فرمایا "جی ہاں آپ پر مجھے اعتماد ہے اور آپ اس کو بیعت کریں" آپ فرماتے ہیں کہ "میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اس کے اہل ہیں کہ آپ اس کو بیعت کریں" ۔۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد دریا بادی کو بیعت کیا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور تربیت کی مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "نقوش و تاثرات" کا مقدمہ پڑھ کر دیکھ لیجئے)

تو خدمت میں میں یہ عرض کر رہا تھا میرے بزرگو کہ آج بھی عقل عقل کی باتیں چل رہی ہیں "اجی عقل میں نہیں آتا" ۔ "ارے بھائی عقل میں اور کون سی باتیں آ رہی ہیں؟" عقل تو ایک قوتِ حاکمہ ہے میرے بزرگو' عقل خود کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ ہمارے بعض اکابر امام غزالیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اوّل عقل قوت حاکمہ ہے اس کے پانچ گواہ ہیں اگر یہ پانچ گواہ صحیح شہادت دیں گے عقل صحیح فیصلہ کرے گی ۔

اگر یہ پانچ گواہ شہادت نہیں دیں گے عقل فیصلہ نہیں کر سکتی۔ عقل تو کچھ بھی نہیں اور پھر اس پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مثال لکھی کہ اگر آپ اندھے سے پوچھیں کہ تجھے سبز رنگ کا کپڑا اچھا لگتا ہے یا لال رنگ کا؟ تو اندھا کیا کہے گا؟ وہ کہے گا کہ جی مجھے کیا پتہ کہ سبز کون سا ہے اور لال کون سا ہے؟ میں نے تو دیکھا ہی کوئی نہیں۔ تو اندھے کی عقل رنگ میں فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اگر آپ بہرے سے یہ کہہ دیں کہ تجھے ریڈیو اچھا لگتا ہے آواز جب وہ گاتے ہیں "ویر میرا گھوڑی چڑھیا" اور "ویر گھوڑی چڑھیا" وہ اچھا لگتا ہے یا جب آذان ہوتی ہے وہ اچھی لگتی ہے؟ کونسی اچھی لگتی ہے؟ وہ کہے گا کہ مجھے دونوں کا پتہ نہیں ہے۔ نہ میں نے اذان سُنی نہ عبدالباسط کا قرآن سنا اور نہ میں نے وہ "ریڈیو شریف" سُنا ـ مجھے کیا پتہ۔ دیکھ لیجئے بہرے کی عقل فیصلہ نہیں کر سکتی کہ کون سی آواز ٹھیک ہے حالانکہ عقل تو اس کی بھی ہے اُس کی بھی ہے۔ اندھے کی عقل نہیں فیصلہ کر سکتی کہ کون سا رنگ ٹھیک ہے۔ اور گونگے سے آپ پوچھیں کہ تجھے گالی دینے میں زیادہ مزہ آتا ہے یا قرآن پڑھنے میں؟ تو اُس کی عقل کیا کہے گی؟ وہ کہے گا کہ جی میں تو دونوں ہی نہیں بول سکتا۔ نہ گالی کبھی منہ سے نکلی نہ کبھی قرآن نکلا۔ تو گونگے کی عقل محدود ہوئی کہ نہ ہوئی؟ عقل کیا بلا ہے؟ عقل عقل عقل ـــــ عقل معتبر ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، عقل معتبر ہے صحابہ کرام کی عقل معتبر ہے اولیاء اللہ کی، عقل معتبر ہے آئمہ عظام کی کہ انہوں نے اپنی عقلوں کو قرآن کے ماتحت کیا تھا۔

آج کل یہ بحث بھی ہمارے بعض بھائی کر دیتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ بہت

بڑے سیاسی تھے ۔ وہ تو اپنی عقل کے بہت بڑے پرستار تھے ۔ جو بات آتی تھی عقل میں آتی تو مان لیتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے ۔ ہم نے بزرگوں کو دسترخوان کا لیموں بنا رکھا ہے ۔ جب مطلب ہو تو لے لیتے ہیں ورنہ پھینک دیتے ہیں ۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی تقلید سے بچائے اور ہمیں صحیح اور پکا متبع بنائے اپنے اکابر کا)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا (یہ سب تمہید ہے تفصیل ابھی میں عرض کرتا ہوں) کہ ہم نے سنا ہے آپ عقل کو ترجیح دیتے ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں "کسی نے غلط کہا ہے ۔ میری کیا عقل ہے محمد رسول اللہ کی عقل کے مقابلے میں ۔ میری کوئی عقل نہیں ہے ۔ یہ کسی نے غلط کہا ہے" "نہیں جی آپ دیتے ہیں ترجیح" فرمایا "اچھا میں تجھ سے تین باتیں پوچھتا ہوں مجھے جواب دو" پہلی بات یہ ہے کہ "بیٹی کمزور ہے یا بیٹا؟" "جی بیٹی کمزور ہے" فرمایا قرآن نے بیٹی کا حصہ زیادہ کیا ہے یا بیٹے کا؟" "جی بیٹے کا" (قرآن میں آتا ہے کہ لڑکے کو ملیں گے دو حصے اور لڑکی کو ملے گا ایک حصہ) فرمایا "اگر میں عقل کو ترجیح دیتا تو میں کہہ دیتا کہ بیٹی کو دو حصے دو اور بیٹے کو ایک حصہ دو" "لیکن قرآن نے کہا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ لڑکے کو دو حصے اور بیٹی کو دو ایک حصہ، تو قرآن کے سامنے میری عقل کیا کام کرتی ہے؟" (ہم جیسے ہوتے تو کہہ دیتے کہ آیت ٹھیک کر دو ۔ لِلْأُنْثَى مِثْلُ حَظِّ الذَّكَرِ بنا کر دو کوئی حرج نہیں، معمولی سی بات ہے پھر کیا ہوا، کیا فرق پڑ جاتا ہے؟) (اللہ مسلمانوں کو ایسی بے ہودگیوں سے بچائے)

پھر آپ نے پوچھا " دیکھو پاؤں کا تلوہ پلید ہوتا ہے۔ نجاست لگتی ہے یا پاؤں کے چپٹر پہ لگتی ہے، پیٹھ پر ؟" کہا " جی پاؤں کے تلوے پر نجاست لگتی ہے" فرمایا " محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسح کیا اپنے موزوں پر تو مسح پیٹھ پر کیا یا تلودں پر کیا ؟" "مسح تو پیٹھ پر کیا" — فرمایا " ابو حنیفہ قیاس کو اگر ترجیح دیتا تو کہتا کہ تلودں پر مسح کرو۔ کیونکہ پلید تلوے ہوتے ہیں" لیکن محمد رسول اللہ نے مسح کس پر کیا ؟ پیٹھ پر — ابو حنیفہ بھی کہتا ہے اب مسح پیٹھ پر کرو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا " نماز کی تاکید قرآن میں زیادہ آتی ہے یا روزے کی ؟ " جی قرآن میں روزہ دو تین دفعہ آیا ہے نماز تو سینکڑوں دفعہ آئی ہے" فرمایا کہ جو بچی (ہم سب ماؤں سے پیدا ہوئے ہیں) فرمایا کہ " جو بچی بیمار ہو جاتی ہے ایام ماہواری میں اس کے لئے شریعت نے کیا کہا ؟ روزے کی قضا کرے یا نماز کی قضا کرے ؟" " جی روزے کی قضا کرے " فرمایا " ابو حنیفہ عقل کو ترجیح دیتا تو کہتا کہ روزے کی قضا نہ کرے نماز کی قضا کرے ۔ کیونکہ نماز کی تاکید زیادہ آئی ہے" لیکن ابو حنیفہ کی عقل اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے، آئمۂ اکابر کے سامنے، صحابہ کے سامنے ابو حنیفہ کی عقل غلام ہے ابو حنیفہ کی عقل حاکم نہیں ہے ۔"

تو میں اس لئے عرض کر رہا تھا میرے بزرگو کہ اسلام پہلے طریقوں کی ہر چیز کو مٹانے کے لئے نہیں آیا۔ اسلام نے تو بڑی محبت کا پیام دیا۔ دیکھو اسلام نے کہا کہ یہودیوں میں تبلیغ کرو۔ اسلام نے کہا عیسائیوں میں تبلیغ کرو۔ لیکن کیا کہا ؟

تم جا کر پہلے عیسائیوں سے کیا کہو ؟ یہ کہو کہ ہم مانتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام خدا کے رسول ہیں ، ہم مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں ۔ ہم مانتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم مؤید بروح القدس ہیں ۔ اس کے بعد تبلیغ کرو ۔ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کو تبلیغ کرنی ہے ۔ تو کیا کہو گے ؟ تم یہ کہو کہ ہم مانتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ہم مانتے ہیں موسیٰ خدا کے اولوالعزم رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم مانتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام چوٹی کے نبی ہیں لیکن اب ماننا ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ نعوذ باللہ تم نعوذ باللہ اسلام نے یہ نہیں سکھایا تم جا کر موسیٰ علیہ السلام کی تنقید میں شروع کر دو ۔ موسیٰ ایسا تھا ، ایسا تھا ۔ لہٰذا ہمارے نبی کو مانو ۔ حضرت عیسیٰ ایسے تھے ، ایسے تھے لہٰذا ہمارے نبی کو مانو ۔ ہم نے سیٹ نہیں یعنی ایک نبی کو ہٹا کر دوسرے نبی کے لئے ، ہم نے سب نبیوں کا احترام کرنا ہے ۔ محبت کا پیغام دے کر پھر اسلام کی دعوت پیش کرنی ہے ۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا (ابن جریر کی روایت ہے اور میں نے ایک چھوٹا سا پمفلٹ لکھا ہے " حضرت مسیح کا پیغام اپنی اُمت کے نام " اس میں میں نے اس کو نقل کیا ہے ۔ ابن جریر کی روایت ہے تفسیر کی مشہور کتاب ہے اس میں یہ حدیث نقل کی ہے علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے) کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا مسلمان ہونے کے لئے ، حضور انور نے اس کو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھایا اور فرمایا کہ دیکھو اسی پر بات نہیں ختم ہوئی ، یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کیا ۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اس لئے تم اقرار کرو میرے سامنے کہ حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کے

پاک بندے ہیں وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ اور آپ کی ماں اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ بندی ہیں تب آپ کا اسلام قبول ہوگا۔ وہ کہتا ہے میں ایسا اسلام ماننے کو تیار نہیں ہوں جس میں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بھی ماننا پڑے۔ فرمایا کہ نکل جا میرے دروازے سے، تیرا اسلام ہی قبول نہیں ہے۔

مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو دہلی کے بہت بڑے عالم دین تھے مکہ مکرمہ میں آپ فوت ہوئے۔ اُن کے پاس بھی یہی قصہ ہوا۔ بہت سے ایسے قصے موجود ہیں۔ علامہ رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ صولتیہ کے بانی، جو مظفر نگر کے رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان علاقوں کو ہمیشہ شاداب رکھے۔ اور خداوند تعالیٰ ان بھارتی درندوں کے کردں سے ان کو محفوظ رکھے۔ واقعی ان لوگوں نے علم اور دین کی وہ شمع جلائی جو سارے ایشیا کو منور کر رہی ہے۔ اللہ ہمیں بھی ان کے افادات سے اقتباس کی توفیق عطا فرمائے تو انہوں نے یہ سارے واقعات اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسلام پہلے دینوں کو مکمل طور پر نہیں مٹاتا۔ اُن کی اچھی باتوں کو لیتا ہے اور غلط باتوں پر تنقید کرتا ہے تو اسی طرح خوراک کے مسئلے میں بھی اسلام نے اُن کی اچھی باتیں لیں مثلاً خنزیر کا گوشت سب دینوں میں حرام ہے۔ اس لیئے قرآن نے بھی کہا کہ وہ حرام ہے۔ اسی طرح باقی چیزیں جو پہلے دینوں میں حرام تھیں اُن کی تصریح کی اور باقی جو چیزیں حرام نہیں تھیں اور اسلام نے حرام کرنا چاہیں اُن کی بھی صراحت فرمادی۔

تیسری بات اس سلسلہ میں عرض کر کے پھر میں ترجمہ کرتا ہوں۔ اسلام کا جو قانون ذبیحہ ہے۔ کسی چیز کو ذبح کرنے کا قانون، اس میں رحمت۔ اخلاص، قرب الٰہی یہ چیزیں

ہیں ۔ رحمت، اور شفقت، ارادۂ قرب الٰہی ۔ ان تین چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے شفقت کا مفہوم کیا ہے؛ امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے پر ذبح کرو، چھری کو تیز رکھو ۔ چار پائے کی ٹانگوں کو باندھ دو اور اتنی تیزی کے ساتھ ذبح کرو کہ رگیں فوراً کٹ جائیں اور ذبیحے کو تکلیف نہ ہو ۔ یہ شفقت ہے ۔ کھانا تو تم نے ہے ۔ اللہ نے حکم دیا کھانے کا ۔ کھانا تو ہے لیکن اس کو با ارادہ ذبح کرو ۔ اس ارادے پر ذبح کرو کہ میرے اللہ نے میرے لئے حلال کیا ہے اور میں اللہ ہی کے نام سے ذبح کرتا ہوں ، چنانچہ ہم جب ذبح کرتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں؛ بسم اللہ اللہُ اکبر ۔

اب ایک آدمی ذبح کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے ، عمداً چھوڑ دے تو وہ حرام ہے بسم اللہ کر کے ذبح کرو کہ میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ۔ میرے اللہ نے مجھے اس کا مالک بنایا ۔ میرے اللہ نے مجھے رزق دی ۔ اس کے حکم کے ماتحت میں اس کو ذبح کرتا ہوں ۔ اور کھاتا ہوں ۔ اور ذبح کرتے وقت تمہارے دل میں رحم کے جذبات ہوں اور ساتھ یہ بھی ہو کہ اللہ نے مجھے چونکہ حکم دیا ہے لہذا میں کھاتا ہوں تو ذبیحہ کے متعلق امام الانبیاء نے فرمایا کہ اپنی چھری کو تیز رکھو اور اُن چیزوں کو مت استعمال کرو ۔ مثلاً حضور انور فرماتے ہیں کہ تم دانتوں کے ساتھ ذبح نہ کرو ۔ ہڈی کے ساتھ ذبح نہ کرو ۔ ناخن کے ساتھ ذبح نہ کرو ۔ کہ یہ بے رحمی کی چیزیں ہیں ۔ تم ذبح کس چیز کے ساتھ کرو؛ چھری کے ساتھ ذبح کرو ۔ یہ چھری ذبح ہی کے لئے بنائی گئی ہے ۔ اس سے ذبیحہ جلدی ذبح ہو جاتا ہے ۔ رحمت اور شفقت ہے ۔ اس لئے رحمت اور شفقت جہاں چھوٹ جائے گی پھر وہ ذبیحہ حرام ہو گا ۔ اگر لاٹھی مار کر مارا ۔ قرآن نے کہا حرام ہے ۔ مرتو

وہ بھی گیا۔ لاٹھی مار کر مارتا ہے اُسے ؟ یہ تو ظلم کر رہا ہے ۔ ایک جانور نے دوسرے جانور کو سینگ مارا ۔ سینگ کے ساتھ وہ مر گیا۔ تو وہ بھی ارادہ نہیں پایا گیا۔ بلا ارادہ مر گیا۔ اس لیئے وہ بھی تم پر حرام ہے ۔ اسی طرح کسی جانور کو اوپر سے تم نے پھینک دیا اور نیچے گرتے گرتے مر گیا یا پہاڑ کی چوٹی سے گرتے گرتے مر گیا یا از خود مر گیا تو وہ بھی تم پر کھانا حرام ہے ۔ سوائے ذبیحہ کے اور یہی فتویٰ ہے حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جب تم شکار کرو بندوق کے ساتھ تو گولی لگنے کے بعد اگر تم نے شکار کو ذبح کر لیا۔ تو وہ تمہارے لئے حلال ہے ورنہ بندوق کا شکار اکابر دیوبند کے نزدیک حرام ہے ۔ اس لئے کہ جب ذبح نہ ہوا تو وہ موقوذہ ہے ۔ تم نے اُس کو ایسی چوٹ لگائی کہ جس چوٹ سے وہ مر گیا اُس کے پر جل گئے ۔ کیونکہ بارود میں تو آگ ہوتی ہے اور بارود کے ساتھ تو وہ جل جاتا ہے اور موقوذہ کو تو اسلام نے حرام کیا۔

تیسری چیز جو تھی تقرب ربوبیت ۔ تم ذبح کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھو کہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر رہا ہوں کیونکہ خدا کا حکم ہے، خدا نے مجھے دیا خدا نے مجھے بخشا۔ خدا کے نام پر میں ذبح کرتا ہوں ۔ اب اگر تم بجائے اللہ کے کسی اور کا قرب حاصل کرو جسے کہ نُصُب کہا جاتا ہے پہلے زمانے میں جانوروں کو ذبح کرتے تھے بُتوں کے نام پر۔ بُتوں کے تھانوں پر لے جاتے تھے ان کے ٹھکانوں پر چبوتروں پر لے جاتے تھے ۔ اور وہاں پر پھر ذبح کرتے تھے ۔ اگر یہ نوعیت پائی جائے کہ یہ ذبیحہ اور کسی جگہ پر بھی حلال نہیں سوائے فلاں جگہ کے ' یہ نیت ہو' یہ سمجھے ، عقیدہ یہ رکھے 'قرآن نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے ۔ اس لئے کہ اُس میں بھی تقرب ربوبیت نہیں رہتا۔ ہمیں تو یہ فرمایا کہ تم روٹی کھاتے کھاتے بھی میرے قریب ہو جاؤ۔ اسلام الانبیاء

نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہ جب تم کھانے پر بیٹھو بِسْمِ اللّٰہ پڑھو پہلے اللہ کا نام لو پھر تم کھاؤ، اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ۔ کھانے پر بھی تم نام لو اللہ کا اور تم یہ سمجھو کہ مجھے روٹی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر وہ نہ دے تو مجھے دُنیا کی کوئی طاقت روٹی نہیں دے سکتی۔

اب میں ترجمہ کرتا ہوں اس کے ساتھ پھر کچھ باتیں آجائیں گی (انشاء اللہ)

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ۔ اور حرام ہے تم پر وُہ جانور، وہ جاندار، جو گلا گھٹ کر مر جائے۔ تم ذبح نہیں کر سکے جسے ہماری بولی میں گلا گھونٹ کہتے ہیں، وہ مر گیا، وہ تم پر حرام ہے کیونکہ دم مسفوح اندر رہ گیا اور دم مسفوح میں زہر ہے۔ تمہارے لئے اُس کا کھانا حرام ہے۔

وَالْمَوْقُوْذَةُ۔ وہ جانور، وہ جاندار، وہ چارپایہ جو چوٹ لگنے سے مر گیا تم نے لاٹھی ماری اُس کو مار دیا۔ وہ تم پر حرام ہے۔ خواہ کتنا ہی خون بھی بہے گلا سالم ہے، ذبح تو گلے سے ہوتا۔ تم نے لاٹھی مار کر مار دیا۔ تم نے اُس کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا۔ وَالْمُتَرَدِّيَةُ یا وہ جاندار جو بلندی سے گر کر مر جائے۔ تم نے خود گرایا یا وہ خود گر کر مر گیا، تمہارے لئے اُس کا کھانا حرام ہے۔ وَالنَّطِيْحَةُ وہ جانور، وہ جاندار جو سینگ مارنے سے مر گیا، کسی چارپائے نے اس کو سینگ مارا اور سینگ مارنے سے وہ مر گیا۔ تم نے تو بالارادہ اُس کو قتل نہیں کیا، تم نے بالارادہ نہیں ذبح کیا لہٰذا تمہارے لئے وہ حرام ہے۔ یعنی ہر مری ہوئی چیز تو تمہارے لئے حلال نہیں۔ وہ جو تم اپنے لئے مارو۔ جس کو تم اپنے لئے ذبح کرو۔ شریعت کے مطابق یہاں بات ختم ہو گئی۔

وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ اور حرام ہے تم پر کھانا اُس جانور کا اُس جاندار کا جس کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔ اَکَلَ کا معنیٰ یہاں پر ہے "کھانے لگا ہو" (کچھ کھایا ہے) وہ تم پر حرام ہے۔ لیکن اگر اُس میں رُوح باقی ہے، اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ، مگر وہ جس کو ذبح کر لیا تم نے شریعت کے مطابق۔ مرغی کتا لے گیا، گیدڑ لے گیا اور تم نے پکڑ لی اور پکڑنے کے بعد تم نے ذبح کر دی، تمہارے لئے کھانا حلال ہے۔ وہ جو گوشت کٹا ہوا تھا اُس کو ہٹا دیجئے۔ باقی کا تم استعمال کر سکتے ہو۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ اور حرام ہے تمہارے لئے اُس جانور کا کھانا جو ذبح کیا جا چکا تھان پر۔ ذبح کرنے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ میرا ذبیحہ یہاں حلال نہیں ہوگا۔ جب تک میں فلاں جگہ نہ لے کر جاؤں۔ تو تحریم مَا اَحَلَّ اللّٰہ ہے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لئے اُس کا کھانا بھی تم پر حرام ہے۔

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ اور حرام ہے تم پر یہ طریقہ بھی کہ تم گوشت کو تقسیم کرتے پھرو۔ ازلام کے ساتھ ازلام جمع ہے زلم کی۔ زلم کہتے ہیں تیر کو۔ ہمارے ہاں تو اب اور طریقے ہیں۔ پہلے زمانے میں (انسان کے ہاں یہ ٹھیک اور غلط طریقے تو رہتے ہی ہیں) خصوصیت کے ساتھ عرب جیسے ملک میں جہاں غربت زیادہ تھی وہاں پر یہ تھا کہ چند دوست مل کر پیسے ڈال دیتے تھے مثلاً پانچ پانچ روپے ڈال دیئے، سات آدمی ہو گئے۔ سات پانچے پینتیس (۳۵ = ۵ × ۷) پینتیس روپے کا اونٹ خرید لیا۔ اب اگر اونٹ کو برابر تقسیم کرتے ہیں تو وہ سبھی کھائیں گے اس لئے ڈھنگ نکالا، ایک منصوبہ بنایا کہ بھائی یوں تقسیم کرو۔ کیسے تقسیم

کرو ، سات تیر تھے ۔ اُن کے نام ہوتے تھے ۔ اُن کو عربی میں کہتے ہیں زلم اور اُن سات تیروں میں (جہاں تک مجھے یاد ہے) تین تیر جو تھے جس کے نام پر نکلتے تھے وہ کہتے تھے (ان پر لکھا تھا) کہ ان کو کچھ بھی نہ دو ۔ پندرہ دو پیسے ویسے ہی گئے اور چار تیروں پر لکھا ہوتا تھا کہ اس کو آدھا دو ۔ اس کو پانچ سیر دو ۔ اس کو دو سیر دو وغیرہ (اُن پر نشان لگے ہوتے تھے) جیسا کہ ہمارے ہاں بچے کھیلا کرتے ہیں (اُسے ہماری بولی میں گُوٹے کہتے ہیں) یہ پہلے زمانے کے کھیل تھے ۔ اب اور کھیل ہو گئے ہیں ۔ پہلے زمانے میں کانے (سرکنڈے) کو کاٹ لیتے تھے (ہم بھی کھیلا کرتے تھے) ایک گھیرا ڈال لیتے تھے ۔ اُس میں چار قطر بنا لیتے تھے اور اُس گھیرے کے اندر اُس گُوٹے کو مارتے تھے ۔ مرکز پر چاروں کو اکٹھا کر کے پھر اپنی انگلیوں کے ساتھ ناپتے تھے ۔۔۔ یہ لمبا قصہ ہے تو اسی طرح کے وہاں بھی گُوٹے بنائے تھے ان لوگوں نے تقسیم کے لیئے ۔ گوشت کو تقسیم کرنے کے لیئے ۔ پیسے لے لیئے سب سے اور گوشت کسی نے زیادہ کھا لیا ۔ کسی نے تھوڑا کھا لیا ۔ کوئی محروم رہ گیا ۔ قرآن نے کہا ۔ یہ کیا تم بیہودگی کرتے ہو ؟ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ اگر تم نے حلال کا گوشت بھی کیا ، تم نے ذبیحہ حلال کا کیا ، ذبح کرتے وقت بسم اللہ تم نے پڑھی لیکن اس کے بعد جب گوشت بانٹنے کا وقت آیا تو تم نے ازلام کے طریقے پر بانٹا یہ بھی تمہارے لیئے حرام ہے ۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں " لاٹری شریف " ۔۔۔ یہ سب شریف ہیں ۔ لاٹری ڈالتے ہیں ہم ۔ لاٹری شریف ۔۔۔ پانچ پانچ روپے ڈالے بیس آدمیوں نے ، سو روپیہ ہو گیا ۔ اب لاٹری نکالو بھائی ۔ ٹرانسسٹر لائے

سو روپے کا۔ اب لاٹری ڈالی پانچ روپے میں ٹرانسسٹر مل گیا۔ گھر جانا ہے بڑی خوشی کے ساتھ۔" پانچ روپے میں مار لایا ہوں جی، بڑی موج ہے، دعا لگی ہے استاد صاحب کی، پانچ روپے میں ریڈیو مار لایا ہوں، خود بھی سنوں گا اماں بھی سنے گی، بیوی بھی سنے گی، سارے سنیں گے۔ بس جی کچھ نہ پوچھو میرا گھر آباد ہو گیا ہے۔ ریڈیو لے آیا ہوں" لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلی العظیم۔ تو تقسیم بالازلام، یہ لاٹری حرام ہے، ناجائز ہے۔

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ یہ سب باتیں تمہارے لئے گناہ ہیں۔ فسق۔ میری نافرمانی تم کر رہے ہو، میری حدوں کو توڑ رہے ہو۔ تم نے کھانے پینے کے مسئلے کو معمولی سمجھا تو میرے نافرمان بن جاؤ گے۔

اب فرمایا۔ دیکھو، سنو میری بات اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ۔ آج کے دن ناامید ہو گئے وہ لوگ تمہارے دین سے جو کافر تھے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مسلمان دنیا سے نہیں مٹ سکتے۔ اس کے تین چار ترجمے کئے گئے۔ چونکہ یہ آیت شریفہ نازل ہوئی عرفات کے میدان میں اور یہ وہ وقت ہے جب امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے (یا کچھ کم و بیش) جن کے سامنے حضور نے حجۃ الوداع کا خطبہ پڑھا۔ خطبۃ الوداع پڑھا۔ تو کافروں نے دیکھا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ دُرِّ یتیم جس کا حقیقی بھائی بھی کوئی نہیں ہے، وہ بچے مسلمان ہیں، باقی چچے بھی غیر مسلم ہیں۔ جس کو ہم نے اپنے گھروں سے نکالا۔ مکے سے نکالا۔ آج اس ٹھاٹھ کے ساتھ آیا کہ اس کے ارد گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار جاں نثار صحابہ موجود ہیں

اُس کے نام پر سارے کے سارے جانیں گنوانے کے لیئے موجود ہیں۔ اب یہ دین نہیں مٹ سکتا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ۔ آج یہ ناامید ہو گئے تمہارے دین سے۔ ایک یہ ترجمہ ہے۔

دوسرا یہ ترجمہ ہے کہ جب تم نے اپنے کھانے پینے کی باتوں کو بھی بیان کر دیا کہ ہمارے دین میں فلاں بات حلال ہے، فلاں بات حرام ہے، ہمارے دین میں فلاں کھانا حلال ہے، فلاں کھانا حرام ہے۔ تو آج یہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں کا دین کامل ہے۔ اب ہم ان کو دین کے نام پر دھوکہ نہیں دے سکتے کہ تمہارے مذہب میں فلاں بات نہیں ہم سے پوچھو، یہ نہیں ہو سکتا ــــ اور یہ ہمارا دین ہے۔ الحمدللہ آج مجھ سے کوئی پوچھے، آپ سے کوئی پوچھے، کسی سمجھ دار آدمی سے کوئی پوچھے کہ بتاؤ کس رشتے کے ساتھ نکاح جائز ہے، کس کے ساتھ ناجائز ہے؟ ہم بتا سکتے ہیں حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وغیرہ وغیرہ قرآن نے بتا دیا۔ لیکن عیسائیوں سے پوچھو کہ از روئے انجیل بتاؤ کس لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہے کس کے ساتھ حرام ہے؟ کہتے ہیں "ہمیں کیا پتہ ہے" (انجیل میں نہیں ہے، توراۃ میں ذکر نہیں ہے اس کا) اسلام میں پوچھو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اے اللہ کے نبی ..... (ان باتوں کے ساتھ پہلے زمانے کے یہودیوں نے مذاق کیا، اب بھی ہمارے بعض بھائی نادانی کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، اللہ ہمیں بھی اُن کو بھی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) امام الانبیاء سے آکے پوچھو۔ (یہ باتیں میں ویسے ہی نہیں کر رہا) ایک اُمّتی امام الانبیاء کی تعلیم سُننا چاہتا ہے،

سمجھنا چاہتا ہے۔ کہ حضور! مجھے ضرورت ہے، آخر میں انسان ہوں (مرد ہوں یا عورت ہوں، چھوٹا ہوں یا بڑا ہوں، مولوی ہوں یا جاہل ہوں) حضرت! جب میں پیشاب کرنے کے لئے جاؤں تو میرے لئے آدابِ طہارت کیا ہیں؟ امام الانبیا فرمائیں گے کہ دیکھنا بھائی جب تم پیشاب کرنے کے لئے جاؤ تو پیشاب پر بیٹھنے سے پہلے کیا کہو؟ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

یہ دعا پڑھو۔ اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں گندی چیزوں سے اور گندگیوں سے۔ تم جہاں پیشاب کرو گے وہاں گندگی ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں پاجامہ پلید ہو جائے، تمہاری ٹانگیں نجس ہو جائیں۔ وہاں جنات کا ڈیرہ ہو۔ تم پر کوئی جن مسلط ہو جائے۔ تو تم یہ دعا مانگو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ط اور فرمایا کہ امام الانبیاء جب جاتے تھے قضائے حاجت کے لئے (شمائل ترمذی کی حدیث ہے) اِذَا ذَھَبَ الْمَذْھَبَ اَبْعَدَ یعنی جب حضورؐ پیشاب کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت دور نکل جاتے تھے۔ حَتّٰی لَا یَرَاہُ مِنَّا اَحَدٌ یہاں تک کہ ہم میں سے حضورؐ کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب طہارت فرماتے تھے (حالانکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو امام الانبیاء ہیں) دور چلے جاتے تھے۔ (اگر گھر میں ہوتا تو پھر پردے میں ہوتا) لیکن باہر جانا ہوتا تو دور تشریف لے جاتے تھے۔ اس لئے ہمارے ہاں (کیا کیا جائے رب قرآن ہے) غائط کہتے ہیں گڑھے کو (قرآن کو دیکھئے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شوق نصیب فرمائے) اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ،

تم میں سے کوئی آدمی گڑھے سے نکل کر آئے اور تم پانی نہ پاؤ۔ گڑھے کا کیا مطلب ہے؟

کوئی مورچے میں بیٹھا ہے؟ مِنَ الغائِطِ - غائط کہتے ہیں عربی زبان میں گڑھے کو جسے ہماری بولی میں ٹویا کہتے ہیں یعنی جب تم پیشاب کرنے لگو تو گڑھے میں بیٹھ جاؤ تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے - اور تم دیوار کے ساتھ کھڑے ہو گئے، دیکھے گا کہ نہیں دیکھے گا؟ بابو صاحب پیشاب کر رہے ہیں (بابو صاحب موتر رہا ہے) پاکستان کا نوجوان پیشاب کر رہا ہے - پتلون گندی، ٹانگیں پلید، بوٹ پلید، جرابیں پلید - جسم پلید اور (دل بھی اللہ تعالیٰ پاک رکھے) تو دل پر بھی اثر ہو جاتا ہے - یاد رکھو میرے بزرگو! اسلام تقدس اور طہارت کا مذہب ہے -

امام الانبیاء نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا - حضور تشریف لے جا رہے تھے - سامنے دو قبریں تھیں (اٹھا کر دیکھیے مشکوٰۃ کو) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار تھے - کہ آپ کا خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپ گر پڑتے امام الانبیاء نے فرمایا یہ میرے سامنے دو قبریں ہیں اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ - ان دونوں قبروں میں مردوں کو عذاب ہو رہا ہے وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ - اور ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا (یعنی یہ بڑا نہیں سمجھتے تھے یہ معمولی سمجھتے تھے) کونسا گناہ؟ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ (یا ترمذی کی حدیث میں یہ بھی ہے لَا یَتَنَزَّہُ مِنَ الْبَوْلِ) ان میں سے ایک آدمی پیشاب کرنے وقت اپنے بدن کو نہیں چھپاتا تھا (یا یہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی پیشاب کے وقت پاکی حاصل نہیں کرتا تھا) عذاب ہو رہا ہے قبر میں - ہم نے معمولی سمجھا ہوا ہے - عذاب ہو رہا ہے ——— اور

دوسرا بڑا چغل خور تھا، چغلیاں مارتا تھا۔ چغلیاں کھاتا تھا۔

تو میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ امام الانبیاء سے جا کر پوچھو، کہ اللہ کے نبیؐ اے ہمارے معلم، اے ہمارے قائد اور اے ہمارے رہنما (صلی اللہ علیک وسلم) ہمیں بتائیں کہ ہم پیشاب کس طریقے پر کریں کہ ہم مسلمان سمجھے جائیں۔ حضورؐ کیا فرمائیں گے ؟ کہ دیکھو جب پیشاب کے لئے جاؤ تو دور نکل جاؤ۔ تاکہ تم کو کوئی نہ دیکھے۔ گھر میں پیشاب کرتے ہو لیٹرین میں، بیت الخلاء میں، چلے جاؤ، دروازہ بند کر لو۔ تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ تم پیشاب کر کے ہوش نامعلوم تمہاری کیا حالت ہو جائے۔ کہیں کسی کو اپنا بدن دکھاتے ہو ؟ اور پیشاب پر بیٹھنے سے پہلے کیا پڑھو ؟ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ الٰہی میں گندگی سے اور گندی چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر اس کے بعد جب تم فارغ ہو، تم اٹھو تو کیا دعا پڑھو ؟ غُفْرَانَكَ (ترمذی کی حدیث ہے) غُفْرَانَكَ۔ اے اللہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔ اس کے دو معنی ہیں، یا تو یہ ہے کہ تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھ جیسے گنہگار کو بآسانی فارغ کر دیا۔ اس کی قدر تب آتی ہے کہ ہسپتال میں جا کر دیکھئے بہت سے ہمارے بھائی اور بچیاں پڑی ہیں۔ "کیوں پڑے ہو؟" "جی پیشاب تین دن سے بند ہے، پیشاب نہیں آتا۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں لٹایا ہوا ہے وہ میرا پیشاب نکالتے ہیں بڑی مشکل کے ساتھ۔ مجھے بڑا درد ہوتا ہے۔ پیشاب نکلتے وقت" پھر پتہ چلتا ہے کہ پیشاب کا نکل جانا آسانی کے ساتھ یہ بھی خدا کی نعمت ہے۔ تو پھر کیا پڑھے بندہ ؟ غُفْرَانَكَ۔ اللہ

تیری بخشش، تیری مہربانی، تیری کرم نوازی اور تیرا شکریہ۔

اور دوسرا یہ بھی ایک ترجمہ کیا کہ چونکہ مسلمان کو یہ حکم ہے کہ تم ہر وقت اللہ کو یاد کرو جیسا کہ طحاوی کی حدیث ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت خدا کا ذکر کرتے تھے۔ تو جب پاخانے میں بیٹھا تو ذکر نہیں کر سکتا۔ اتنی دیر بھی خدا کے ذکر سے غافل رہا۔ اس لئے کہا ہر نکل کر کہے کہ غُفْرَانَکَ۔ اللہ میری اس غلطی کو معاف کر دینا۔ یہ غلطی میں نے از خود نہیں کی۔ تیرا نام بڑا پاک تھا۔ پاخانے میں میں نہیں لے سکتا تھا۔ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ ورنہ وہاں بھی میں اتنی دیر بیکار نہ بیٹھتا۔ مگر چونکہ تیرا نام اور یہ جگہ؟ اس لئے میں نے اپنی زبان کو روکا۔ دل پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی کہ میرا دل بھی ذکر نہ کرے۔ کیونکہ یہ مقام نجاست کا ہے۔ اس کمی کے لئے بھی اللہ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔

پھر امام الانبیاء نے کیا فرمایا؟ کہ جب تم پیشاب پاخانہ کرو لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ بِبَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا پیشاب کی حالت میں نہ قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔ شمال کی طرف منہ کرو یا جنوب کی طرف۔ طریقہ بتایا یا نا؟ پوچھو انجیل سے۔ "بتاؤ انجیل والو پیشاب کس طرح کرے ایک عیسائی؟"

"ہمیں کیا پتہ ہے کس طرح کرے۔ ہمارے پاس اپنے نبی کے حالات ہی نہیں ہیں۔ یہودیوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب لگا دیا۔ بارہ شاگرد تھے یہودا نے تیس روپے کھڑے لے کر نبی کو بیچ دیا۔ پکڑوا دیا۔ اور گیارہ کے

گیارہ بھاگ گئے سارے کے سارے۔ نبی کے پاس تھا کون؟ کیا پتہ ہے نبی کی تعلیم کیا تھی؟" ہم مذاق نہیں کر رہے، الزام نہیں دے رہے، حقیقت ہے یہ)۔

یہودیوں سے پوچھو "موسیٰ علیہ السلام کے دین میں پیشاب کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ وہ کہیں گے "جی ہمیں کیا پتہ۔ ہم نے تو نبیوں کو قتل کیا" بلکہ (اب تک یہودیوں کو نہیں معلوم کہ موسیٰ علیہ السلام کہاں دفن ہیں) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لیکن اسلام؛ آیئے محمد رسول اللہ کے پاس۔ جو مسئلہ پوچھنا ہو پوچھ لیجئے۔ قرآن نے فرمایا کہ آج کے دن ناامید ہو گئے یہ کافر تمہارے دین سے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے قابو نہیں آئیں گے۔ ان کے پاس اپنا دین ہے۔ بھائی جس کے گھر میں اپنا کھانا ہو وہ دوسرے کے گھر میں جائے گا؟ میرے گھر میں پانی ہو، میرے گھر میں سالن ہو، میرے گھر میں ہوا کا انتظام ہو، میرے گھر میں آگ کا انتظام ہو، میرے گھر میں روشنی کا انتظام ہو۔ پھر تو میں بڑا ہی بے عزت ہوں گا اگر کسی سے کہوں کہ بھائی مجھے بھی تھوڑا سا سالن دو۔ میرے گھر میں جو ہے، میرے گھر میں سب کچھ ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلاؤں" تو فرمایا کہ آج کے دن یہ جو کافر ہیں تمہارے دین سے ناامید ہو چکے ہیں۔ تو یا اللہ جب ناامید ہو چکے ہیں تو یہ تو کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور ہم ایک لاکھ چوبیس ہزار اور کچھ کم و بیش ہیں۔ یا اللہ ہمارا کیا بنے گا۔ فرمایا خبردار فَلَا تَخْشَوْهُمْ۔ تم ان سے مت ڈرو۔ وَاخْشَوْنِ۔ مجھ سے ڈرتے رہو، میرا قانون تم کو نہیں پتہ؟ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللهِ میں تھوڑے گروہوں کو بہت

پر غالب کر دیا کرتا ہوں۔ تم نے نہیں دیکھا سیالکوٹ کے محاذ پر؟ تم نے نہیں دیکھا کھیم کرن کے محاذ پر؟ مٹھی بھر ہمارے شہداء نے بھارت کی فوجوں کے منہ موڑ دیئے (اللہ اُن کی قبروں کو پُرنور فرمائے) مٹھی بھر مسلمان مجاہدوں نے بھارت کے درندوں کا مقابلہ کیا۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ تم ان سے مت ڈرو وَاخْشَوْنِيْ۔ مجھ سے ڈرو۔ میری خشیت تمہارے دل میں پیدا ہو۔ حرام مت کھاؤ، حلال کھاؤ، تم میں قوت پیدا ہو گی ؎

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

تُو لاہوتی پرندہ ہے تو کہاں غسلخانے میں گر پڑا؟ تو مردار کھاتا ہے! تیرا رزق تو ہے اللہ کا نام۔ لاہوتی تو اللہ کا نام پڑھنے والا پرندہ ہے۔ تُو ان گندگیوں سے بچ جا۔ اقبال ہی نے کہا ہے "اقبال پڑھا ہے جی"۔ "کہاں پڑھا ہے؟" حلق سے اُوپر اُوپر ہی پڑھا ہے، نیچے نہیں پڑھا" "اقبال پڑھا ہے"، واہ واہ "کہاں پڑھا ہے جی"؟ "گھر میں پڑھا ہے، کلب میں نہیں پڑھا" (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) ایسی باتیں؟ اقبال پڑھو کیا کہتا ہے اقبال؟ ؎

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ تم اُن سے مت ڈرو، مجھ ہی سے ڈرو۔

"پھر تجھ سے ڈریں اے اللہ تو پھر تو دین کا قصہ ختم ہو گیا" فرمایا ہاں دین تمہارا کامل ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج کے دن میں نے کامل کر دیا

تمہارے لئے تمہارا دین ۔ دیکھئے لفظ دین فرمایا ۔ یہ نہیں فرمایا کہ آج قرآن پورا ہو گیا ۔ نہیں دین تمہارا پورا ہو گیا ۔ اور دین کس کا نام ہے ؟ قرآن کا ۔ اور اس شرح کا نام ہے جو محمد رسول اللہ قرآن کی کریں گے ۔ لفظ دین فرمایا کہ دین تمہارا کامل ہے اور دین تمہارا کیا ہے ؟ قرآن ۔ اور قرآن کا مطلب کون سمجھا ہے ۔ سب سے زیادہ ؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اگر تم حدیث کو نکال دو گے ۔ تو قرآن نہیں رہے گا ۔ قرآن تب رہے گا جب محمد رسول اللہ سمجھائیں گے اس لئے لفظ دین فرمایا ۔

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ۔ تمہیں دین کامل دیا ۔ تمہیں سب سے کامل کتاب قرآن مجید دی ۔ تمہیں سب سے بڑا نبی سرتاج الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا ۔ تمہارا کعبہ سب کعبوں کا سردار ہے وہ کعبہ مقرر کیا ۔ اور تم مجھ سے کیا مانگتے ہو ؟

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ اور تمہارے لئے میں نے اب اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا ۔ دیکھا ؟ پھر دین آ گیا ۔ اسلام دین کا نام ہے اور دین کس کا نام ہے ؟ قرآن مجید کا اور اس شرح کا جو جناب محمد رسول اللہ نے کی اور جو علماء، صلحا، اولیاء، اتقیاء ہمارے سامنے آج تک پیش فرماتے چلے آئے ہیں اسی کا نام ہے دین ۔

فرمایا دیکھو میرے آئین ہیں، میرے قانونوں میں تمہارے تحفظ کا انتظام ہے ۔ اس لئے اگر تم کہیں مجبور ہو جاؤ ۔ تمہارے پاس کھانے کو اور کوئی چیز نہیں ہے اسلام سب سے بڑا دین ہے ۔ انسانیت کا محافظ ۔ یاد رکھو میرے بزرگو،

مسئلہ میں بیچے جاتے جاتے ۔ طحطاوی دُرِّ مختار کی شرح ہے ۔ بڑی اونچی کتاب ہے ، اُس میں لکھا ہے ۔ ایک آدمی سفر پر ہے ، اور اُس کے ساتھ اپنا محافظ کتا بھی ہے ۔ یہ سفر میں جا رہا ہے ۔ صحرا میں پانی کہیں نہیں ملتا ۔ دُور دراز تلاش کے باوجود اُس کے پاس تھوڑا سا پانی ہے ۔ اگر وہ اُس کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھتا ہے تو کتا پیاسا مرتا ہے ۔ کیا کرے ؟ حکم ہے شریعت اسلامیہ کا (فقہ حنفی کا) کہ وہ پانی کتے کو پلا دے اور خود تیمّم کے ساتھ نماز پڑھ لے ۔ اللہ کی مخلوق کو بچا لے (پیار کرنا کتوں کے ساتھ ۔ اُن کو جھولیوں میں ڈالنا الگ مسئلہ ہے) بچانا اللہ کی مخلوقات کو ظلم سے ، ستم سے ، بھوک سے ، پیاس سے ، اسلام یہ کہتا ہے ۔ فرمایا کہ دیکھو اگر تمہاری یہ کیفیت ہو کہ تم بھوک سے مرنے لگو ، تو پھر میں تمہیں اجازت دیتا ہوں فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو کوئی مجبور ہو جائے فِیْ مَخْمَصَۃٍ سخت بھوک میں غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ گناہ پر مائل ہونے والا نہ ہو ، کیا مطلب ؟ گناہ کے لئے نہیں پینا ، گناہ کے لئے حرام نہیں کھانا ، بھوکا ہے ، مرتا ہے تو اتنا کھا لے کہ جس سے اس کی بھوک اتنی ہو کہ اس کے ساتھ زندگی بچ جائے ۔ فرمایا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پس میں تمہاری اس غیر ارادی غلطی کو بخشنے والا مہربان ہوں ، تم نے اپنے آپ کو بچایا ۔ تم بچ گئے ، تم اشرف المخلوقات ہو ۔ تم کو میں اجازت دیتا ہوں کہ تم ایسی صورت میں کہ جب تم بھوکے مرو ۔ تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کو نہیں تو تم اُن ممنوعات میں سے کھا سکتے ہو جن کو میں نے تمہارے لئے حرام کیا ہے ، کیونکہ حرام کرنے والا بھی میں ، حلال کرنے والا بھی میں اور تمہاری اس غیر ارادی غلطی کو میں معاف کر

دوں گا۔ کیونکہ میں غفور اور میں رحیم ہوں ـــــــ (اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دُعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اللہ! جو میرے بھائی یہ بچے بوڑھے جوان دھوپ میں بیٹھے ہیں۔ اپنے کاموں کو چھوڑ کر آئے ہیں دور دراز سے اللہ! ان کے آنے جانے کو اپنی رضا کے لئے قبول فرما۔

اے اللہ ان میں اور بھی درس کا شوق پیدا فرما دے۔ اللہ ان کی نیکیوں کی وجہ سے مجھے بھی نیک فرما دے، جس پاک وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کی طرف مائل فرمایا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو یا اللہ پُر نور فرما۔ اللہ اُن کی برکات سے سب کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما۔

اللہ! صاحب خانہ کو، ہمارے بھائی عثمان غنی صاحب کو، بھائی اکرم صاحب کو، بھائی خوشی محمد صاحب کو، سب بھائیوں کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرما کہ ان کی محنتوں سے اللہ تعالیٰ نے اس درس کو قائم کیا۔ اللہ اس میں دوام اور استقلال نصیب فرمائیے۔ اللہ ہمارے دلوں میں عمل کی قوت پیدا فرما دے۔ اللہ ہمیں آپس میں محبت اور سلوک پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اللہ ہمیں اخوت سے نوازے اللہ تعالیٰ ہمارے سارے مسائل کو دین کی روشنی میں حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ترک بھائیوں پر جو مصیبت آچکی ہے اللہ اُن کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اللہ تعالیٰ آیندہ اُن کے ساتھ اپنے رحم کا معاملہ فرمائے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ گنہگار رہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ آپ بہت بڑے رحیم ہیں۔ اللہ ہمارے اُن بھائیوں کو آئندہ مصیبتوں سے بچا۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقِہٖ محمّدٍ وّ اٰلِہٖ وَ اَصحابِہٖ اَجمعِین
بِرحمتِکَ یا اَرحمَ الرّٰحِمِین

گیارہواں درسِ قرآن مجید

منعقدہ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۶ء

یہ درس مقدس سورہ الانعام کے پہلے رکوع کی آیات ذیل پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت و الارض ... تا ثم انتم تمترون

اس درس میں مندرجہ ذیل علمی، دینی، روحانی فوائد کا ذکر ہے۔

۱۔ قرآن مجید میں انسان کا مقام اور شرک کے ذلیل نتائج

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شانِ امامت وقیادت قرآنی الفاظ میں۔

۳۔ صفتِ موضحہ کا بیان (۴) سورہ الانعام میں مجوسیت کی اصلاح

۵۔ ذکر و فکر کی برکات

۶۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام شفاعت قرآنی تعلیمات میں

۷۔ ضروریات زندگی کا خالق اور ان میں تاثیر پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

۸۔ تربیت یتیم کا درجہ اسلام میں۔

۹۔ عذاب قبر سے ڈرنے والے خوش بخت ہیں۔

(واللہ الموفق)

میرے بھائیو اور میرے دوستو، بزرگو!

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے لطف و کرم سے آج پھر ہم کو اپنی کتاب سننے اور سنانے کے لئے اکٹھا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے، آپ کے اور دوسرے بھائیوں کے آنے جانے کو قبول فرمائے اور اس پاکیزہ مجلس کی جو روحانی برکات ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمائے۔

معمول کے مطابق آج سورت انعام شروع ہوتی ہے۔ پوری سورت پر درس دینے کے لئے تو کافی وقت چاہیئے۔ مہینے میں ایک درس ہو تو پھر ساری سورت کے لئے تو کافی وقت درکار ہے۔ یہ بھی ان بھائیوں کی ہمت، برکت اور ان کا اخلاص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس درس کو آج تک استقلال بخشا۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اس کو دوام نصیب فرمائے اور ان کے ارادوں میں اللہ تعالیٰ برکت پیدا فرمائے۔ ورنہ کہاں یہ پارکیں اور کہاں قرآن مجید کا یہ ذکر اور شغل اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت، درحقیقت یہ ان کا اخلاص ہے اور اس نیک بخت مرد حق کی محفل کا اثر ہے جس نے ان کو اپنے نور سے منور کیا۔ ان کے دلوں میں ایمان کی شمع منور کی کہ آج یہ نوجوان قرآن مجید کے سننے اور سنانے کا اہتمام کر رہے ہیں اور یہاں سے بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کا آوازہ بلند ہو رہا ہے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سورہ المائدہ کا پہلا رکوع ختم ہو چکا ہے آج سورہ انعام کا پہلا رکوع پڑھا گیا ہے۔ یہ سورت الانعام مکیہ ہے۔ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ میں تمہیدی طور پر سورۃ فاتحہ کے درس میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید کی سورتوں کی دو بڑی بڑی قسمیں ہیں۔ ویسے تو علماء

اسلام نے (اللہ ان کو جزائے خیر دے) قرآن مجید کی پوری حفاظت کی ہے
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ علمائے تفسیر یہ بتا سکتے ہیں کہ کون سی
سورت رات کو نازل ہوئی۔ کون سی سورت دن کو نازل ہوئی۔ ہمارے ہاں قرآن مجید کی
سورتوں اور آیتوں کی تقسیم ہے ایسی سورتیں بھی ہیں جو رات کو نازل ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
نہاری سورتیں اور آیتیں بھی ہیں جو دن کو نازل ہوئیں، شتائی بھی ہیں جو امام الانبیاء پر گرمی کے موسم میں
نازل ہوئیں اور صیفی بھی ہیں جو امام الانبیاء پر سردی کے موسم میں نازل ہوئیں اور ایسی سورتیں بھی ہیں جو
امام الانبیاء پر مسجد میں نازل ہوئیں اور ایسی آیتیں بھی ہمارے پاس ہیں کہ حضور کسی زوجہ محترمہ کے فراش پر آرام
فرما تھے۔ فراش پر نوبیاں پر جو قرآن کا حصہ نازل ہوا تھا بھی ہمارے پاس محفوظ ہے، الحمد للہ مسلمان ہر آیت کا وقت نزول
شان نزول اور کیفیت نزول بتا سکتا ہے تو یہ موٹی موٹی قسمیں ہیں مکی اور مدنی جو ہمارے سمجھانے کیلئے علماء اسلام نے رکھیں

مکی سورتوں میں میرے بزرگو زیادہ تر توحید کا بیان ہے، رسالت کا بیان ہے
قیامت کا بیان ہے اور قرآن مجید کی حقانیت کا بیان ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب تھے تقریباً وہ سارے خدا کے منکر تھے۔
یا مشرک اور بت پرست تھے۔ ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے توحید کا مسئلہ
سمجھایا اور توحید سمجھ میں نہیں آ سکتی جب تک امام الانبیاء پر ایمان نہ لایا جائے کیونکہ
خداوند تعالیٰ پر ایمان تو ایمان بالغیب ہے تو جو ہمیں بتانے والی ذات ہے (صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کو قبول کیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت
کو ماننے کے لئے قرآن مجید کو سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن اللہ کا وہ کلام ہے جو معجز کلام ہے اس کلام
کو کوئی نہیں پیش کر سکتا۔ سوائے اللہ کی ذات کے یا اس ذات کے جس پر اللہ یہ نازل
فرمائیں تو قرآن کی صداقت، امام الانبیاء پر ایمان، رب العالمین پر ایمان تبھی لایا جا سکتا

ہے جب انسان کے دل میں خوف پیدا ہو کہ ایک وقت آئے گا جب میرے سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور وہاں پر مجھے دنیا کی نیکیاں ہی کام آئیں گی، اس لئے قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تو کی سورتوں میں میرے دوستو میرے بزرگو جس طرح علمائے حق نے فرمایا چار مضمون زیادہ بیان ہوتے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) قیامت کا مسئلہ (۴) اور قرآن مجید کی صداقت۔ تو پہلے جو بڑی سورتیں گذر چکی ہیں، سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران، سورت النساء اور سورت المائدہ۔ اگر آپ کے ذہن میں بات حاضر ہو تو وہ ساری کی ساری مدنی سورتیں تھیں۔ تو ترتیب عثمانی کے لحاظ سے، جس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی ترتیب دی اور اس ترتیب کو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش فرمایا اور حضور کی تصدیق اس کو حاصل ہے۔ اس اعتبار سے یہ سورۃ الانعام ترتیب عثمانی کے لحاظ سے مکی سورت ہے۔ سب سے پہلی بڑی مکی سورت قرآن کی ہے۔ سورت الانعام پہلی بڑی سورتیں جو گذر چکی ہیں وہ ساری کی ساری مدنی سورتیں تھیں۔

اَلْاَنْعَامُ کا مطلب اور مفہوم کیا ہے؟ میرے دوستو اور میرے بھائیو اَنْعَامُ جمع ہے نَعَمٌ کی نَعَمٌ کہتے ہیں چارپائے کو۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چارپایوں کے فائدے بیان کئے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چارپایوں کو شرک کے لئے استعمال کرنے والوں کی مذمت بیان فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ اے انسانو! یہ چارپائے تو تمہارے دنیاوی ساز و سامان کا ایک ذریعہ ہیں۔ ان میں میں نے تمہارے لئے فائدے پیدا کئے۔ ان کو اپنا خادم سمجھو نہ کہ تم ان کو اپنا مخدوم سمجھو۔ انسان بھی بڑی عجیب چیز ہے۔ نیکی پر تلے تو فرشتوں کو

مات کر سکتا ہے۔ اور اللہ بچائے جب گمراہ ہو تو اللہ کی بری سے بری مخلوق سے بھی نیچے چلا جاتا ہے۔ سورت وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۙ ہم نے انسان کو بڑے عمدہ اور بہترین انداز میں پیدا کیا۔ اَحْسَن - بہترین اسم تفضیل کا صیغہ ہے) لیکن ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ پھر یہ گرا تو گرا بھی سب سے نیچے جا کر۔ جب اس نے میری اطاعت کی تو فرشتے بھی اس کی عزت کرنے لگے۔ حضرت عمران ابن حصین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حصین باپ کا نام ہے، باپ بھی صحابی، عمران بھی صحابی۔ آپ بیمار رہتے تھے۔ بواسیر کی آپ کو بیماری تھی لیکن فرشتے آپ کے پاس آیا کرتے تھے، دن کو لوگ دیکھا کرتے تھے۔ لوگوں کے سامنے آکر حضرت عمران کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے تو حضور انور کے ایک صحابی حضرت عمران کو یہ شرف حاصل ہے کہ ملائکہ دن کو آ کر سلام کرتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں لوگوں کے سامنے بیٹھتے تھے۔ حضرت عمران ابن حصین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضورؐ کے صحابی ہیں۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جب انسان اطاعت کرے اللہ تعالیٰ کی تو فرشتے بھی اس کا اکرام کرتے ہیں اور اس کا ادب بجا لاتے ہیں، لیکن جب اللہ کا نافرمان بن جائے۔ تو پھر اللہ کی بدترین مخلوقات بھی اس سے پناہ مانگتی ہے۔ جس طرح باقی مخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کی خادم بنائی سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط چاند اور سورج کو ہمارے کام کے لئے بنایا خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ط ساری کائنات ارضی انسان کے فائدے کے لئے بنائی لیکن انسان نے جب شک اور وہم کی وادیوں میں قدم رکھا، تو ر

بے شمار ظلمات میں پھنس گیا۔ تو کبھی گیدڑ کو مسجود بنایا، کبھی کتے کو سجدہ کیا، کبھی شیر کو سجدہ کیا، کبھی سانپ کو سجدہ کیا۔ "تاریخ ملل قدیمہ" اٹھا کر دیکھ لیجئے انسان حیران ہوتا ہے کہ یہ انسان بھی کیسے گذرے ہیں۔ مصر میں گیدڑ کی پوجا کی گئی، کسی زمانے میں گیدڑ کو معبود سمجھا گیا (نعوذ باللہ من ذالک) اور سانپ کی پوجا تو یہ ہندو کرتے ہی ہیں۔ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ پانی کی پوجا کرتے ہیں۔ شمس و قمر کی پوجا کرتے ہیں لیکن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اے لوگو یہ ساری کائنات تمہارے لئے ہے ؎

سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

یہ ساری کائنات تیرے لئے ہے۔ رب العالمین کے سامنے سربسجود ہو۔ تو ان چیزوں سے فائدہ اٹھا۔ تو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو عرب میں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی۔ کچھ تو جانوروں کو معبود بھی سمجھا جاتا تھا بعض ایسے علاقے ہیں مثلاً یمن میں ایک قبیلہ تھا جس کا نام تھا "اسب دین" اسب کہتے ہیں گھوڑے کو اور دین کا معنی دین۔ یعنی گھوڑے کی عبادت کرتے تھے اور گھوڑے کو مافوق الفطرت سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں عوام میں آج بھی یہ بات چلی آتی ہے کہ گھوڑے کو فرشتے کی طاقت دی گئی ہے اور طاقت میں میرا خیال ہے گھوڑے ہی کا اعتبار ہے۔ میرے بھائی اچھی طرح سمجھتے ہوں گے۔ میں تو نہیں جانتا۔ کہتے ہیں فلاں چیز کتنے ہارس پاور ہے جی؟ (کتنے گھوڑے کی طاقت ہے) حالانکہ طاقت تو ہاتھی میں بھی ہوتی ہے۔ طاقت اور مخلوق میں بھی ہے لیکن ہمارے ہاں طاقت اور قوت کا جو معیار آج تک چلا آتا ہے وہ گھوڑے ہی کی مناسبت سے ہے۔ تو

دورِ جہالت کے لوگوں نے ہوسکتا ہے گھوڑے کو اس لئے معبود سمجھ لیا ہو۔ کہ وہ بڑا طاقت ور ہے۔ تو جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو یمن کے ایک علاقے میں گھوڑے کی بھی عبادت ہوتی تھی، گھوڑے کو سجدہ کرتے تھے اور اُس کا نام تھا اسپ دین قوم۔ اور اگر آپ کو خیال ہو تو میری اس بات کی تصدیق آپ یوں کر سکتے ہیں کہ آج بھی ہمارے بعض بھائی ___ مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی ___ اپنے دروازوں پر گھوڑوں کا نعل لگا لیتے ہیں (اُلٹا) برکت کے لئے۔ کہ گھوڑے کے نعل میں بڑی برکت ہے۔ اللہ کا نام نہیں لگاتے۔ گھوڑے کا نعل اُلٹا لگا لیتے ہیں کہ گھوڑے کا نعل ہوگا تو میرے گھر میں برکت آئے گی، دولت آئے گی؛ پیسوں کا کہیں سے پتہ چلے، بس جو کچھ کرنا پڑے انسان کر گزرتا ہے۔ حالانکہ برکتیں دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات، رحمتیں نازل کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات۔ کسی چیز میں کوئی اثر نہیں پیدا ہوسکتا جب تک رب العلمین نہ چاہیں۔ اللہ چاہیں تو مٹی میں بھی سونے کا اثر پیدا فرما سکتے ہیں۔ چاہیں تو سونے کو بھی مٹی کے بھاؤ لگا سکتے ہیں۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضورؐ انور جب تشریف لائے (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کچھ چار پایوں کی بھی عبادت کی جاتی تھی اور کچھ یہ بھی تھا کہ چار پایوں کو لوگ غیر اللہ کے نام پر دے دیا کرتے تھے۔ اُن کے کانوں کو کتر دیتے تھے اور یہ کہہ دیتے تھے کہ اس کو ہم نے فلاں بُت کے لئے نامزد کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ مسئلہ سمجھایا کہ اے بے وقوفو چار پائے تو تمہارے فائدے کے لئے بنائے اور بنائے ہیں نے، مجھے تو پوچھتے نہیں ہو اور غیروں کے نام پر دیتے ہو۔ میری چیز تم بھی میرے، یہ بھی میرے، تم کہاں سے ٹھیکیدار بن گئے۔ تم کو پیدا کرنے

الامین۔ چارپایوں کو پیدا کرنے والا ہیں اور میری چیز کو، بیگانی چیز کو، تم بھی میرے یہی میرے اور ان کو تم میرے خلاف استعمال کر رہے ہو؟ یہ کہاں کی انسانیت ہے اس لئے اس سورت کا نام ہے سورۃ الانعام اور یہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

آگے چل کر قرآن مجید نے یہ بات سمجھائی کہ جس وقت انسان اندھیرے میں بیٹھتا ہے تو انسان کو کچھ نہیں پتہ چلتا۔ اندھیرے میں ٹھوکریں ہی کھاتا ہے۔ لیکن جب اروشنی ہو۔ ساتھ بیٹری ہو یا لیمپ وغیرہ ہو تو راستہ نظر آتا ہے انسان کو۔ اسی طرح یقین کے اندھیرے ہیں۔ بعض دفعہ اندھیرے میں ایک انسان اپنے اعتقاد کو مستحکم بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ شرک کا اندھیرا ہے، کفر کا اندھیرا ہے اور ایک روشنی ہے نور حق کی، نور ایمان کی۔ تو جو آدمی نور ایمان کی روشنی میں ہو۔ وہ ساری باتوں کو سمجھ لیتا ہے اور جو آدمی کفر اور شرک کے اندھیرے میں ہو وہ کسی بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو اسی سورت الانعام میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکالمہ بیان فرمایا۔ اگر میرے دوستوں نے سورۃ بقرہ پڑھی ہو۔ تو دیکھ لیجئے سورت بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے رکوع ۳۴ آیت ۲۵۷ میں ارشاد فرمایا۔

اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔ اللہ معاون ہے۔ اللہ دوست ہے، اللہ راہ نما ہے۔ اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا، اور مددگاری کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ان کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ تو

پھر اسی آیت کے بالکل متصل میرے بزرگو آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ابراہیم علیہ السلام کا جو مقابلہ ہوا نمرود کے ساتھ اُس میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو نقل فرمایا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میرا رب پیدا بھی کرتا ہے۔ موت بھی دیتا ہے۔ نمرود اس بات کو نہ سمجھ سکا وہ اندھیرے میں تھا۔ اُس نے کہا "نہیں پیدا بھی میں کرتا ہوں مارتا بھی میں ہوں" اندھیرے میں تھا۔ بات نہیں سمجھ سکا۔ تو آگے چل کر حضرت ابراہیم نے فرمایا فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ اچھا تو اتنا بڑا خدا ہے زندگی موت کا مالک ہے تو میرا خدا تو ہمیشہ سے سورج کو مشرق کی طرف سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے چڑھا دے۔ چل تیری بھی خدائی کا پتہ چلے۔ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ۔ وہ شکست کھا گیا۔ وہ اندھیرے میں تھا۔

اسی طرح میرے دوستو، میرے بزرگو! اس سورت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ کا خطاب فرمایا اور اس سے آگے چل کر ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی بیان کیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سورت مائدہ میں میں نے عرض کیا تھا کہ قرآن مجید نے ہر بڑی سورت میں ایک نہ ایک واقعہ بیان فرمایا تاکہ اُس سے اس مسئلے کی تائید اور توثیق ظاہری طور پر بھی ہو سکے۔ اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ بیان فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مکالمہ کیا۔ اُن کو توحید کی حقیقت سمجھائی اور فرمایا کہ یہ ستارے معبود نہیں ہو سکتے

تم ان میں جو نور سمجھتے ہو یہ نور حقیقی نہیں ہے نورِ مجازی ہے۔ پھر ستارے جب ہٹ گئے اور چاند نکلا تو فرمایا کہ اس چاند میں جو نور ہے یہ بھی نورِ حقیقی نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی سلب ہو جائے گا۔ اس لئے چاند بھی معبود نہیں ہے۔ قبیلہ حمیر چاند کی پرستش کرتے تھے لیکن جب چاند چھپ گیا اور اس کے بعد جب سورج نکلا تو فرمایا هٰذَا رَبِّي هٰذَآ اَكْبَرُ کیا یہ بڑا ہونے کی وجہ سے معبود ہو سکتا ہے؟ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ جب سورج بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے اے میری قوم! نہ چاند معبود، نہ سورج معبود، نہ ستارے معبود، ان کا نور تو ذاتی ہے ہی نہیں۔ ان کو نور بخشنے والی جو ذات ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں اَللّٰهُ مُنَوِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط یہ زمینوں کا نور، یہ آسمانوں کا نور، یہ چاند کا نور، یہ ستاروں کا نور، یہ ساری کائنات کو نور بخشنے والی کون ذات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تو مسجود اور معبود بھی پھر وہی ہونی چاہیئے۔

اس تمہید کے بعد میں ترجمہ کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ کچھ باتیں آ ہی جائیں گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ۔ سب تعریفیں حق ہیں اس اللہ کا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس نے بنائے آسمان اور جس نے بنائی زمین وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط جس نے بنائے اندھیرے اور جس نے بنایا اجالا۔ یعنی آسمانوں کا خالق اللہ تعالیٰ، زمین کا خالق اللہ تعالیٰ، اندھیرے اور روشنی اس کے حکم سے۔ تو پھر معبود بھی وہی ہوا اور خالق بھی وہی ہوا۔ اور محمود بھی وہی ہوا۔ یہ کوئی نئی نہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں یعنی کوئی ایسا اللہ بھی ہے۔ جس نے زمین

آسمان تو نہیں بنائے کچھ اور بنایا ہو۔ نہیں نہیں ـــــ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ
خالق بھی اللہ تعالیٰ آمر بھی اللہ تعالیٰ - اس قید کو یا اس صفت کو میرے بزرگو صفت
موضحہ کہتے ہیں۔ علمائے بیان اور معانی والے۔ علمائے اسلام نے نئی علوم بنائے
قرآن سمجھنے کیلئے۔ قرآن کا سمجھنا دینے تذکیر کے طور پر آسان ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ
نصیحت کے طور پر قرآن کا سمجھنا آسان ہے لیکن قرآنی معارف اور قرآنی نکات اور قرآن مجید کے جو مسائل ہیں
اُن کا سمجھنا علوم پر موقوف ہے، تو علماء بیان نے فرمایا ہر صفات کبھی کبھی موضحہ بھی ہوتی ہیں، واضح کرنیوالی جیسے
کہتے ہیں اَلْجِسْمُ الطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ وہ جسم جو لمبا بھی ہے، وہ جسم جو چوڑا بھی ہے
وہ جسم جو گہرا بھی ہے حالانکہ جسم کہتے ہی اُس ذات کو ہیں جس کا طول، عرض اور
عمق ہو۔ جس چیز کا نہ طول ہو نہ عرض ہو نہ عمق ہو اُس چیز کو جسم نہیں کہتے۔ جسم
وہ چیز ہے جس کا طول بھی ہے۔ ہم ناپ سکیں اتنا لمبا ہے اتنا چوڑا ہے اتنا
گہرا ہے۔ اگر یہ اَلطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ نہ بھی کہا جاتا تب بھی اَلْجِسْمُ
سے یہی بات سمجھ آ رہی تھی اس کو کہتے ہیں صفت موضحہ۔ تو اگر اللہ تعالیٰ یوں نہ
فرماتے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ تب بھی
اللہ تعالیٰ خالق ہی تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - یہ اللّٰهُ اسم ذات ہے۔ تمام صفات کا سرچشمہ اور مجمع ہے
اگر خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ نہ بھی فرماتے اللہ تعالیٰ تب بھی مسلمان کا یقین اور ایمان یہ تھا
کہ آسمانوں کا خالق اللہ تعالیٰ، زمین کا خالق اللہ تعالیٰ، ظلمت کا خالق اللہ تعالیٰ، نور
کا خالق اللہ تعالیٰ۔ تو جیسے کہ میں نے ابھی عرض کیا ان سورتوں میں توحید کا مسئلہ بہت زیادہ
سمجھایا گیا۔ اُس وقت شرک کے جو جو گوشے تھے سب گوشوں کی قرآن نے نقاب کشائی کی ہے

وہاں پر یہ بھی تھا۔ کہ مکہ مکرمہ میں، مدینہ منورہ میں، حجاز سارے میں (حجاز پہلا مخاطب ہے قرآن مجید کا) ورنہ دنیا ساری میں جو کچھ تعلیمات چلتی ہیں اس وقت یہ سب قرآن مجید کے اثرات ہیں، پہلا مخاطب حجاز ہے۔ تو حجاز میں میرے بزرگو، عرب میں شرک بہت زیادہ تھا۔ بت پرست بہت زیادہ تھے۔ بتوں کو پوجتے، پتھروں کے بت بنا کر پوجتے تھے۔ لکڑی کے بت بنا کر پوجتے تھے کانچ اور شیشے کے بت بنا کر پوجتے تھے بلکہ بعض تاریخوں میں ہے مٹھائی کے بت بنا کر پوجتے تھے۔ حلوے کا بت بنا لیا بھوک لگی تو کھا بھی لیتے تھے۔

تو شرک جب انسان کے بدن میں آ جائے (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بچائے اس سے) تو پھر وہ سب کچھ کر گذرتا ہے۔ تو اس لئے اس زمانے میں اور وہاں بھی موجود تھے۔ یہودیت بھی، نصرانیت بھی، لیکن یہودی اور نصرانی زیادہ تر مدینہ منورہ کے قرب جوار میں تھے اس لئے مدنی سورتوں میں یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ کا لفظ زیادہ ملتا ہے۔ کہ مکہ مکرمہ کے قرب وجوار میں مشرک بہت زیادہ تھے اور کچھ حصہ مجوسیوں کا بھی تھا۔ چونکہ ایران اور عرب کی حدیں آپس میں ملتی تھیں اور اس زمانے میں ایران کا تسلط تھا عرب پر اس لئے وہاں پر دین مجوسیت بھی کچھ تھوڑا سا پھیلا ہوا تھا۔ مجوسی کہتے ہیں اس قوم کو جو آگ کو معبود سمجھتی ہے۔ میں نے ابھی عرض کیا تمہید میں کہ انسان جب حقیقت کو چھوڑ دے، نور حق سے غافل ہو جائے تو پھر یہ شک اور وہم کی وادیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ مجوسی آگ کو معبود سمجھتے تھے۔ آج بھی دنیا میں مجوسی بڑے کافی موجود ہیں۔ ان کا بڑا زرتشت گذرا ہے۔ یہ آگ کو معبود سمجھتے ہیں، آگ کی عبادت کرتے ہیں۔ آگ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ خود جلاتے ہیں اور خود سجدہ کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ آگ میں ساری قوتیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا کہ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ۬ آگ

میں جو نور ہے اس کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ اس لئے فرمایا سورۃ الواقعہ میں اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ○ (سبحان اللہ) فرمایا تم مجھے بتاؤ وہ آگ جسے تم روشن کرتے ہو۔ وہ آگ جسے تم جلاتے ہو، وہ لکڑیاں جنہیں تم سلگاتے ہو۔ اس کا پودا تم نے پیدا کیا؟ یا ہم نے پیدا کیا؟ آگ تم نے جلائی، تمہارے ہاتھوں کو کس نے پیدا کیا؟ تم نے ماچس بنالی تمہیں دماغ کس نے دیا؟ اگر اللہ تعالیٰ کسی تنکے کو پیدا نہ فرماویں تو دنیا کے سارے سائنسدان جمع ہو جائیں ایک تنکا نہیں بنا سکتے۔ ایک تنکا ــ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو چھوڑ دیں اس سے مسالہ نہ لیں اور خود یہ کوشش کریں کہ اپنی ہی پیدا کردہ چیزوں سے ایک تنکا بنا دیں۔ وہاں تو فرمایا کہ مکھی بھی نہیں بنا سکتے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○

فرمایا کہ ساری کائنات اکٹھی ہو جائے، تمہارے معبود بھی اکٹھے ہو جائیں تو تم مکھی نہیں بنا سکتے۔ مکھیوں کو مارنے والو! مکھی پیدا ہی نہیں کر سکتے، نہ مار سکتے ہو نہ پیدا کر سکتے ہو۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ تو مجوسی موجود تھے۔ عربوں میں کچھ حصہ مجوسیوں کا بھی تھا اور ان کے ہاں یہ عقیدہ ہے۔ اب بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں، ایک خالق شر ہے، ایک خالق خیر ہے۔ ایک کو کہتے ہیں یزدان، ایک کو کہتے ہیں اہرمن، نعوذ باللہ، خدا کے دو رُخ بنا دیئے انہوں نے، جیسے آپ نے دیکھا ہو گا کبھی، بھارت سے جو خطوط آتے ہیں، اس پے ایمان گورنمنٹ نے جس نے پہلے یہ نعرہ لگایا تھا کہ یہاں پر رب کی حکومت ہو گی۔ اب خالص ہندوانہ

حکومت وہاں قائم کر لی (اللہ بھارت کے مسلمانوں کا محافظ و ناصر ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے، ان بھارتی درندوں کے چنگلوں سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ آزاد کرے) تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ڈاک کے جتنے ٹکٹ آتے ہیں کسی ٹکٹ پر مسلمانوں کے کسی شعار کی تصویر نہیں کہ جس سے پتہ چلے کہ بھارت میں مسلمان بھی رہتے ہیں بلکہ اکثر ٹکٹوں پر ان کے بتوں کی تصویریں ہیں، ہر بت کے تقریباً پانچ چھ منہ بنا دیتے ہیں آٹھ دس ہاتھ ہوتے ہیں تو یہ وہی تخیل ہے (نعوذ باللہ من ذالک) کہ اللہ تعالیٰ کو دو رُخ دیئے، ایک رُخ ہے نور کا، ایک رُخ ہے ظلمات کا، تو قرآن مجید نے تردید فرمائی اس عقیدے کی کہ نہیں خالق السموٰت بھی اللہ تعالیٰ، خالق ارض بھی اللہ تعالیٰ، نور بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنتا ہے، ظلمات بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنتی ہیں، یہ خالق نور کوئی اور ذات نہیں اور خالق ظلمات کوئی اور ذات نہیں، اللہ تعالیٰ کا اپنا منشاء ہے جس طرح چاہے، جس چیز کو پیدا کرے۔ جس چیز کی ایجاد کرے، یہاں پر کچھ علمی نکات ہیں لیکن وہ اس درس کے مناسب نہیں، وہ علماء کے کام کی باتیں ہیں خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں خَلَقَ کو بتایا جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ میں جَعَلَ کو بتایا۔ خلق اور جعل میں کیا فرق ہے؟ اگر زندگی رہی تو پھر میں اس پر بھی عرض کر دوں گا۔

آگے ارشاد فرمایا ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ پھر وہ لوگ جو منکر ہیں اپنے پالنے والے کے ساتھ دوسروں کو برابر کر رہے ہیں عدل کا معنی برابر کرنا، فرمایا عجیب بات ہے خالق سماوات میں، خالق ارض میں، ظلمات اور نور میرے حکم سے بنتے ہیں یعنی کسی کے قبضے میں کچھ نہیں ہے۔ یہ ثُمَّ آتا ہے

استبعاد کے لئے، ثُمَّ آتا ہے استعجاب کے لئے بھی یعنی بڑی ایک عجیب سی بات ہے کہ اس بات میں اور اس بات میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے کہ خالق سماوات والارض کے ساتھ کسی اور کو برابر کر دیا جائے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے فرمایا ثُمَّ الَّذِیْنَ۔ پھر: یعنی ہوتا تو یہ چاہیئے تھا کہ خلق سماوات اور خلق ارض کو دیکھ کر اللہ پر ایمان لایا جاتا ہے لیکن ان بدبختوں نے کیا کیا؟ کہ یہ خلق سماوات اور خلق ارض کو دیکھ کر، ظلمات اور نور کو دیکھ کر اُلٹا خدا کے ساتھ اوروں کو برابر کرنے لگ گئے، شرک کرنے لگ گئے، ورنہ یہ ذرا بھی غور کرتے تو یہ سمجھ سکتے تھے کہ خالق میں ہوں، مالک میں ہوں، رازق میں ہوں، ستار میں ہوں، اللہ میں ہوں،

صحیح حدیثوں میں آتا ہے ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (مسلم میں حدیث ہے اور میرا خیال ہے بخاری میں بھی ہوگی) حاضر خدمت ہوتے ہی آپ نے کلمہ پڑھ لیا، مسلمان ہو گئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم اتنا زمانہ میری تلاوت کو سنتے رہے، میرے خطبوں کو سنتے رہے اور تم ایمان نہیں لائے۔ آج کیسے تجھ میں اتنا فوری انقلاب آیا کہ تم مسجد نبوی میں آتے ہی مسلمان ہو گئے؟" اس نے عرض کی کہ اللہ کے نبی! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مجھے آج ہی غور کا موقعہ ملا — یعنی ہم تو جی کسی وقت سوچتے ہی نہیں اسی لئے حضور انور ارشاد فرماتے ہیں تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ (امام غزالیؒ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی سند میں کچھ کلام ہو) فرمایا تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر کر لینا ایک ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیا غور و فکر کرنا؟ یعنی انسان تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہو جائے، تھوڑی دیر بھی مراقبہ کر لے، تھوڑی دیر کے لئے بھی

بات کو سوچے کہ میرا خالق، میرا رازق، میرا مالک کون ہے اور میں اُس کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہوں یا میں اُس کی مرضی کے خلاف کام کر رہا ہوں؟ اس غور و فکر سے جو بات حاصل ہوتی ہے وہ سو سال کی رسمی عبادت سے حاصل نہیں ہوتی، اس لئے میرے بزرگو! قرآن مجید نے سورت آل عمران جہاں ختم ہوتی ہے وہاں فرمایا اُولِی الْاَلْبَابِ کون ہیں؟ عقل والے اور مغز والے کون ہیں؟ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ فرمایا مغز والے، عقل والے وہ لوگ ہیں یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا، اپنی زبان سے ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں، کھڑے بھی اللہ کا نام لیتے ہیں، بیٹھے بھی اللہ کا نام لیتے ہیں، اپنے پہلوؤں کے بل جب لیٹتے ہیں تب بھی اللہ کا نام لیتے ہیں اور پھر اللہ کا نام لینے پر بس نہیں کرتے بلکہ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اس کے بعد وہ غور و فکر بھی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اللہ ہم کو جہنم کی آگ سے بچا۔ یعنی ذکر کیا، پھر فکر کیا۔

اس لئے جس میرے بھائی کا کسی شیخ برحق کے ساتھ تعلق ہے جو تربیت فرماتے ہیں، کورس کراتے ہیں تو وہ پہلے اسم الٰہی کا ذکر زبانی طور پر کراتے ہیں، تین درجے ہوتے ہیں اس روحانی کورس کے۔ آجکل لوگ اس کے ساتھ مذاق کرتے ہیں حالانکہ جب تک روحانیت کی زندگی حاصل نہ ہو میرے بھائی! کوئی نظام انسانی زندگی کو درست نہیں کر سکتا۔ یاد رکھیں جب تک خداوند قدوس کے ساتھ تعلق نہ ہوگا کوئی بات بنتی نہیں۔ خواہ علم ہو، خواہ دولت ہو، خواہ کچھ بھی ہو۔ وہ اقبال کے مشہور چند شعر ہیں۔

عطار ہو، رومی، رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہو نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسد اللّٰہی
اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

تو اللہ کا ذکر نہ ہو تو کچھ بھی نہیں بنتا۔ بنا لیں، کچھ بھی نہیں بنے گا۔ جب تک اللہ کا ذکر نہیں۔ عارضی ڈُھنڈ مال ہوگی، حُباب ہوگا۔ حقیقت نہیں ہوگی۔ موتی تب پیدا ہوں گے جب رب العالمین کا ذکر ہوگا۔ جن لوگوں نے خدا کے ذکر کے ساتھ اپنے آپ کو منور کیا، آج اُن کی قبریں بھی پُر نور ہیں۔ اور جن لوگوں نے وقتی طور پر شوکت شان کیا، آج اُن کی قبروں کو پہچاننا بھی کوئی نہیں، کہاں ہیں اُن کی قبریں۔

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دلی میں ہے، ہر ایک آدمی جانتا ہے آپ بہت بڑے اونچے اولیاء اللہ میں سے ہو گذرے ہیں۔ شمس الدین التمش خاندانِ غلامان کا مشہور بادشاہ اُنہی کے زمانے میں ہوا ہے۔ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر شمس الدین التمش سے ملاقات نہیں کی۔ اس نے بڑی خواہش ظاہر کی کہ میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں، فرمایا "تیری ملاقات کا اگر یہ مقصد ہے کہ تیرے لئے میں دعا کروں، تو میں ہر وقت تیرے لئے دعا گو ہوں اور باقی میرے پاس آنے سے تیرا کیا فائدہ؟ میرے اوقات کا حرج ہوگا"

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، اپنے مکاتیبِ رشیدیہ میں

ارشاد فرمایا "بخدا ......" (یہ الفاظ میں حضرت گنگوہیؒ کے نقل کر رہا ہوں۔ اب بھی موجود ہیں) "بخدا" (مجھے خدا کی قسم ہے) امراء سے دل گھبراتا ہے" (جب امیروں سے میں ملتا ہوں تو میرا دل گھبرا جاتا ہے) کیونکہ دولت عموماً میرے دوستو غلط راستے سے آتی ہے۔ دولت صحیح رستے سے آئے تو پھر تو بہتر ہے۔ مگر جب ہم دولت کماتے ہیں تو کچھ اُس میں گڑبڑ کر جاتے ہیں اور فوراً بھی غبار اللہ کے ولی کے دل پر پڑ جائے ہم نہیں جانتے اس بات کو حقیقت ہے یہ ــــ (اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو سمجھ نصیب فرمائے) کسی ایسے غلط آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں آپ، کوئی نماز کا مزا نہیں آئے گا، بیماری اندر چلی جائے گی۔ اور اگر کھانا کھا لیں، چائے پی لیں، پھر دیکھیں کیا رنگ نکلتا ہے ــــ اور اللہ کے کسی نیک ولی کے ہاں سے سوکھے ٹکڑے کھا لیں، خشک روٹی کھا لیں، دیکھیے تمہارے اندر ایمان کی قوت پیدا ہو گی۔ نورِ حق پیدا ہو گا (اللہ تعالیٰ سب کو رزقِ حلال نصیب فرمائے)

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ پہلو تہی کیا شمس الدین التمش کی ملاقات سے بلکہ بعض تذکروں میں میں نے پڑھا ہے کہ آپؒ نے اپنی جھونپڑی کے دو دروازے بنا ویے تھے کسی نے پوچھا کہ جی دو کیوں بنائے ؟ فرمایا کہ "اگر التمش ایک دروازے سے آ گئے کہیں اچانک تو میں دوسرے دروازے سے نکل جاؤں گا، میں ملاقات نہیں کرتا التمش کے ساتھ، دعا کرتا ہوں مسلمان بادشاہ ہے، اللہ اُس کو اور بھی عظمت نصیب فرمائے، اللہ اُس کی حکومت میں برکت پیدا فرمائے۔ لیکن ملنے سے کیا فائدہ" ــ لیکن وہی شمس الدین التمش حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی انوار سے اتنا منور تھا۔

(میرے بزرگو اور میرے دوستو! اللہ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے۔ آج ہمارے

معاشرے کی بدی کے بہت سے وجوہ ہیں۔ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم میں جو لوگ پابندِ صوم و صلوٰۃ بھی ہیں، تہجد خواں بھی ہیں، اللہ کے ذاکر اور شاغل ہیں اور مراقبے وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی اُمت کی نیکی کے لئے دعا نہیں کرتے ــ اِلّا ماشاء اللہ ــ ہم اپنے لئے ہی کرتے رہتے ہیں۔ نماز پڑھنے کے بعد ہم نے کبھی دعا نہیں کی ـ کہ اللہ سب بے نمازوں کو نمازی کر دے، اللہ! ہمارے اُن بھائیوں کو جو اعمالِ بد میں ملوّث ہیں اُن کو نیک کر دے، اللہ! جو شراب پیتے ہیں وہ شراب چھوڑ دیں ـــ کبھی کسی نے؟ کوئی نہیں کرتا۔ ہم ذکر وغیرہ کے بعد اپنے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اچھا ہے اپنے لئے بھی دعا ہو لیکن اُمت کے لئے بھی تو دُعا کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔ پڑھیں قرآن اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۧ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔ حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ موضحِ القرآن میں اس کی تفسیر فرماتے ہیں۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ، اے میرے حبیبؐ جب اللہ کی مدد آئے گی۔ وَالْفَتْحُ، مکہ فتح ہو جائے گا۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ، اور تُو دیکھے گا لوگوں کو، يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ شامل ہوں گے، تجھے پتھر مارنے والے، تجھے مکّے سے نکالنے والے دین میں شامل ہو جائیں گے، وہ ابو سفیان جو تیرے خلاف سکیمیں سوچتا تھا، کانپتا ہوا تیرے قدموں میں گرے گا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ــ تو پھر آپ کیا کریں؟ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ پھر دیکھنا۔ کہیں اور خیال نہ آجائے میرے حبیبؐ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ۔ میری تسبیح پر زور زیادہ دیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ

بحمدک۔ میری حمد و ثنا کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، کہ محمد ابن عبداللہ کو وہ عروج بخشا کہ اس وقت امام الانبیاء بنایا۔ سارے نبیوں کو شبِ معراج میری اقتداء میں کھڑا کر کے مجھے امام الانبیاء بنا دیا، نبیوں کا امام محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ادھر وہ عروج بخشا کہ جو مجھے پتھر مارتے تھے آج میرے قدموں میں گر رہے ہیں۔ اس لئے کیا کرتا؟ سبحان اللہ پڑھتا والحمدللہ پڑھتا۔۔۔ اور وَاسْتَغْفِرْہُ ط خدا سے بخشش مانگ۔ کس کے لئے؟ اپنے لئے؟ نبی تو گناہوں سے معصوم ہے، یعنی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تجھے پتھر مارے، جنہوں نے مکے سے نکالا، آج تیرے قدموں میں گر گئے ان کی غلطیوں کے لئے مجھ سے مغفرت مانگنا، اللہ ان کو بخش دے، بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن حضورؐ کے قلبِ منوّر کو بھی مائل کیا کہ میرے حبیبؐ شائد آپؐ کے دل پر اثر پہنچا ہو مگر مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؐ آپ تو ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں (سبحان اللہ خداوند تعالیٰ بخشش کو پسند کرتے ہیں۔ ہم ذرا قدم اٹھائیں ہمیں معاف کرنے کے لئے تیار ہیں ورنہ حضورؐ کو کیوں حکم دیں) حکم دیا وَاسْتَغْفِرْہُ ط ان کے لئے مجھ سے معافی مانگیں۔ اور پانچویں پارے کی سورت النساء رکوع ۹ میں آتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ میرے حبیبؐ! جب یہ اپنے آپ پر ظلم کریں اور پھر اللہ کے حضور پہنچیں، تیرے پاس آئیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگیں وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ، اور یہ میرا رسولؐ

بھی ان کے لئے میرے ہاں درخواست کرے لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝
اللہ کو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔ اس لئے امام الانبیاء فرماتے
ہیں مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ " حج کرے۔ میری زیارت کو نہ آیا تو مجھ
پر بڑا ظلم کیا کہ مجھے مقام شفاعت سے روک رہا ہے ؟ حالانکہ میں تو شفیع ہوں'
حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، حاشیوں میں بھی آتا ہے کہ جب مدینہ
منورہ جانے کی سعادت نصیب ہو (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی نصیب فرمائے) تو
وہاں جاکر کیا کرو ؟ امام الانبیاء کے دربار پر سلام پڑھو اور اس کے بعد درخواست
کرو کہ اللہ کے نبی ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے
گناہوں کو معاف کرے، اور جب کسی کو سلام دو (یہ بھی مسئلہ ہے) امام الانبیاء کے
دربار میں سلام بھیجو۔ جب کوئی حج کو جائے تو کہہ دو کہ جاکر میرا نام لو اور میرا
نام لے کر کہہ دو کہ محمد زاہد غلام جیلانی کا بیٹا امام الانبیاء کے دربار میں سلام عرض
کرتا ہے۔ اور یہ عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ ! میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور
سے میرے گناہوں کی معافی طلب کیجئے اور شفاعت کیجئے —— یہ ہے
سلام بھیجنے کا طریقہ۔

حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیز جو امام عادل گذرے ہیں، یعنی آج سے تقریباً
تیرہ سو سال پہلے حضرت عمر ابن عبدالعزیز خلیفہ عادل بنو امیہ کا (عمر ثانی جسے لوگ
کہتے ہیں) وہ ہر مہینے دمشق سے ایک اپنا ڈاکیہ بھیجتے تھے (میل مین - ڈاکیہ)
اس لئے کہ جاکر میری طرف سے سلام پیش کرے، امام الانبیا کے دربار میں ——
آدمی بھیجتے تھے۔

اور میں گیا جب حجاز میں الحمد للہ ۱۹۵۲ء میں، تو وہاں پر تھے (اب فوت ہو چکے ہیں) حکیم سید امجد حسین صاحب مراد آبادی (مہاجر تھے) اُن کے لڑکے عبدالماجد مدنی آجکل سعودی عرب میں بہت بڑے عہدے پر فائز ہیں، تو حضرت کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ بہت نیک آدمی تھے، مہاجر تھے سید امجد حسین (اللہ اُن کی قبر کو پُر نور فرمائے) تو جب میں آنے لگا تو انہوں نے مجھے ایک نصیحت کی، فرمایا کہ "دیکھنا میں تجھے ایک بات کہتا ہوں"، میں نے عرض کیا "جی حکم فرمائیں" فرمایا کہ "تم مجھے ہر مہینے میں ایک خط لکھ دیا کرو تاکہ مجھے یاد دہانی رہے اور خط میں یہ لکھا کرو کہ حضرت جب دربارِ نبوت میں پیش ہوں تو میرا سلام بھی پیش کر دیں" چنانچہ جب تک حکیم صاحب سلامت رہے (میں ویسے بات عرض کرتا ہوں) میں ہمیشہ ہر مہینے میں ایک خط لکھ دیا کرتا تھا یاد دہانی کے طور پر حکیم صاحب کی خدمت میں کہ جس وقت آپ حرم میں پہنچیں گے (وہ تو جاتے ہی تھے پانچ وقت) یہ میرا عریضہ پیش کر دیں، میری طرف سے امام الانبیاء کے دربار میں سلام پیش کر دیں، تو پچیس پچیس میں میرا اسلام پیش ہو جاتا محمد رسول اللہ کے دربار میں۔ آپ بھائیوں کا وہاں کوئی دوست یا واقف ہو تو خط لکھا کریں، کچھ نہیں جاتا۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ ہم کو یہ پتہ تب چلے گا جب قبر میں پہنچیں گے، یہ پتہ تب چلے گا ان پچاس پیسوں نے کتنا کام کیا (اللہ روحانی برکات سب کو نصیب فرمائے)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا میرے بزرگو! میرے بھائیو! امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کہ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَاسْتَغْفِرْہُ "آپ ان کے لئے مجھ سے بخشش مانگیں، یہ آپؐ کے اُمتی ہیں آپ ان کے لئے مجھ سے بخشش مانگیں، تو اُمت کے لئے بخشش مانگنا یہ بھی نبی کا کام ہے، اور اولیائے برحق، علمائے حق کا کام

کیا ہے ؟ وہ جب اپنے ہاتھ اٹھائیں تو سب کے لئے گناہوں کی معافی مانگیں، بددعا کرنے کے لئے ہم نہیں آئے دنیا میں (خیر میں تو گنہگار ہوں) اللہ کے نیک بندوں کا کام کیا ہے ؟ وہ بددعائیں نہ کریں وہ دعائیں مانگیں کہ اللہ ان گنہگاروں کو بخش دو، یہ خطاکار ہیں، اللہ ان کو بخش دو۔

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شمس الدین التمش کے لئے دعا گو رہا کرتے تھے (بات وہاں سے چلی ہے یاد آ گئی) اثر کیا تھا ؟ شمس الدین التمش کا اثر سن لیجئے ذرا۔ کہتے ہیں مولوی دنیا سے روکتا ہے، مولوی نے کب کہا ہے کہ دنیا نہ کماؤ ؟ اتنی کماؤ کہ کما کما کر ڈھیر لگا دو۔ لیکن جس نے دنیا دی اس کو بھی تو نہ بھولو۔ یہ کس نے کہا ہے کہ نہ کماؤ ؟ کماؤ، خوب کماؤ حلال کماؤ لیکن کماتے وقت یہ مت بھولو کہ میرا پیدا کرنے والا اور ہے، میری روٹی نہ سونے میں ہے نہ چاندی میں ہے، نہ موٹر میں ہے نہ کار میں ہے، نہ بارک میں ہے نہ دولت میں ہے، نہ کھیت میں ہے، میری روٹی دینے والا کون ہے ؟ اللہ تعالیٰ، یہ سب اسباب اس نے پیدا کئے ہیں۔ پھر ٹھیک ہے دل خدا کے ساتھ لگاؤ۔ اسی کو کہتے ہیں دست بکار دل بیار (ہاتھ سے کام کرو اور دل اللہ کے ساتھ لگا رہے)

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دن گیا بازار میں۔ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی، نقشبندی اولیاء اللہ کے امام گذرے ہیں۔ انہی کے نام پہ ہے سلسلۂ نقشبندی۔ چار طریقے ہیں مشہور، چشتی، نقشبندی، سہروردی، قادری۔ یہ مشہور ہیں۔ ویسے اور بھی طریقے

بہت ہیں۔ تو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر طریقہ نقشبندی ہے۔ یہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی تھے، یہ پیر صاحب موہڑہ شریف والے نقشبندی تھے۔ اور بھی نقشبندی اولیاء پاکستان میں کافی ہیں تو آپؒ کو نقشبند کیوں کہتے ہیں یہ بھی سُن لیجئے۔ آپ کپڑا بُنا کرتے تھے۔ کپڑا بُننے کا کام کرتے تھے۔ نقشبند تھے۔ کپڑا بُنا کرتے تھے۔ تو کپڑا بُنتے بھی اللہ کا ذکر کرتے تھے تو اُس کپڑے میں بھی اللہ اللہ بُنا جاتا تھا، نقشبند اس لئے کہتے ہیں کپڑا بُنا کرتے تھے، کپڑا بُنتے بُنتے بھی اللہ اللہ ہوتا رہتا تھا، اللہ اللہ کا ورد اتنا غالب تھا کہ کپڑے میں بھی اللہ اللہ بُنا جاتا تھا۔ یہ تھے نقشبند۔ ایک ہم ہیں نقشبند موٹریں خریدلیں، کاریں خریدلیں، ہوائی جہاز بنا لئے، مرتبے خرید لئے (اللہ ہماری بھی اصلاح فرمائے اور جس نام کو ہم نے مشہور کیا ہے اللہ ہمیں اس نام کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے) اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ پر ہم پورے عامل ہو جائیں۔ تو تب مزا آتا ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین تشریف لے گئے ایک دن بازار میں تو دیکھا ایک بہت بڑا کپڑے کا تاجر اپنی دکان پر بیٹھا کپڑا بیچ رہا ہے۔ حضرتؒ تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اُس کے مال کو دیکھا تو بہت بڑی کپڑے کی دکان تھی۔ بڑا کپڑا پڑا تھا۔ اور میں نے جب اُس کے دل پر نظر کی تو میں نے دیکھا وہ کپڑا بھی بیچ رہا ہے لیکن اس کا دل ایک لحظہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہے۔ کپڑا بھی ناپ رہا ہے اور اللہ کا ذکر قلبی بھی ہو رہا ہے۔

تو حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو تھے انہوں نے شمس الدین کے لئے

دُعائیں کی ہوں گی، تجلیات نازل کی ہوں گی، توجہ دی ہوگی، ملے نہیں تھے، توجہ دیتے رہے، دُعا کرتے رہے، خیر خواہی کرتے رہے۔ خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ موت کے وقت آپؒ نے وصیت فرمائی کہ میری موت کے بعد میری نمازِ جنازہ وہ انسان پڑھائے جس نے ساری عمر میں عصر نماز کی چار رکعت جو نفل ہیں یہ نہ چھوڑے ہوں۔ ایک ہم ہیں جو فرض بھی نہیں پڑھتے۔ چار رکعت نماز نفل ہیں سُنّت پڑھی جاتی ہیں سُنتِ زوائدہ، عصر کی نماز سے پہلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پڑھا کرتے تھے، ایک یا دو دفعہ حضورؐ نے چھوڑے ہیں۔ باقی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ اور ان کی بڑی برکات ہیں۔ (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے)

اب حضرت قُطبُ الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پیش ہوتا ہے۔ خلیفہ صاحب اعلان کرتے ہیں کہ حضرتؒ کی وصیت ہے کہ آپؒ کی نمازِ جنازہ وہ پڑھائے جس نے ساری زندگی میں عصر کی نماز کی چار سُنتیں نہ چھوڑی ہوں۔ یہ قُطبُ الدّین بختیار کاکی وہ ہیں جن کے پاس خواجہ مُعین الدین چشتی اجمیریؒ پیدل چل کے آیا کرتے تھے۔ یہ دونوں ہم زمان ہیں۔ اب کون آگے ہو! کوئی مجھ جیسے کا جنازہ ہوتا تو ہر کوئی آگے ہو جاتا۔ اب سب لرز گئے کہ یہ تو بہت بڑے ولی کا جنازہ ہے کام کہیں اور خراب نہ کر دے۔ کوئی آگے ہونے کی جرأت نہیں کرتا۔ شمس الدین التمش بھی جنازے میں تھا۔ پوچھتا ہے کیا بات ہے؟ کیوں دیر ہو رہی ہے؟ بتایا گیا کہ بادشاہ سلامت! بات یہ ہے کہ حضرتؒ کی وصیت ہے کہ میری نمازِ جنازہ وہ انسان پڑھائے جس نے اپنی زندگی میں عصر کی چار رکعت سُنتیں نہ چھوڑی ہوں" تو فرمایا کہ "اتنے بڑے مجمعے میں کوئی بھی نہیں تھا؟"

"جی کوئی دلیری نہیں کرتا، یقین نہیں دلاتا" شمس الدین آگے ہوتا ہے، کہتا ہے اللہ کے فضل وکرم سے شمس الدین وہ انسان ہے کہ جب سے بالغ ہوا ہوں آج تک عصر کی سنتیں نہیں چھوڑیں" ۔ کون کہتا ہے دولت نہ کماؤ؟ چنانچہ قطب الدین بختیار کاکی کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ شمس الدین التمش نے، شمس الدین التمش نے نمازِ جنازہ پڑھائی قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی۔

تو میں عرض اس پر کر رہا تھا میرے دوستو اور میرے بزرگو کہ رب العالمین فرماتے ہیں کہ ظلمات کا خالق بھی ہیں، نور کا خالق بھی ہیں، تو بعض لوگوں نے یہ غلطیاں کیں، وہ شک اور وہم کی وادیوں میں گم ہو گئے تو آگ کی عبادت شروع کر دی مجوسیوں نے آگ کو بھی سجدہ کیا، اپنے ہاتھ سے جلایا، تو بات وہاں سے چلی تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَرَءَیۡتُمُ النَّارَ الَّتِیۡ تُوۡرُوۡنَ ؕ تم مجھے بتاؤ وہ آگ جو تم سلگاتے ہو ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَہَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ ۝ اس پودے کو جس سے تم لکڑی حاصل کرتے ہو تم نے اُگایا؟ یا ہم اُگاتے ہیں؟ اگانے والے ہم، آگ پیدا کرنے والے ہم ۔ آگے لمبی بحث .... اَفَرَءَیۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِیۡ تَشۡرَبُوۡنَ ؕ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡہُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ۝ تم مجھے بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو یہ تم آسمان سے برساتے ہو کہ ہم برساتے ہوں؟ تم کہو گے کہ جی ہم تو کنواں لگاتے ہیں، بورنگ (BORING) کرتے ہیں قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ۝ (سورت ملک ۲۹) بتاؤ میں پانی نیچے لے جاؤں تم کہاں سے نکالو گے؟ کتنے بورنگ تمہارے فیل نہیں ہوئے، تمہیں کیا پتہ ہے؟ پانی دینے والا میں، بارش

برسانے والا ہیں، آگ پیدا کرنے والا ہیں، تمہیں پیدا کرنے والا ہیں۔ تو پھر کیا ہونا چاہیئے؟ میری عبادت کرو یا غیر کی کرو؟

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ فرمایا پھر عجیب حساب ہے، یہ جو میرے منکر ہیں، چاہیئے تو یہ تھا کہ خالقِ سماوات پر ایمان لاتے، خالقِ ارض پر ایمان لاتے، خالقِ ظلمات پر ایمان، خالقِ نور پر ایمان لاتے لیکن بدبختوں نے خود باتیں گھڑ لیں اور اس تنگ کی وادیوں میں گم ہو گئے، نور سے بھٹک گئے، اندھیروں میں پہنچ گئے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ پھر یہ منکر اپنے پالنے والے کے ساتھ اوروں کو شریک کر رہے ہیں۔ رب فرمایا۔ پھر مسئلہ رب کا آ گیا ہے۔ بِاللّٰهِ نہیں فرمایا بِرَبِّهِمْ اپنے رب کے ساتھ۔ یہ سامان تو تیری تربیت کے ہیں، رب جو ان کا خالق ہے تم اس کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہو؟ اور جہاں خود مالک بنتے ہو وہاں کسی کو شریک نہیں بننے دیتے۔

قرآن مجید نے بڑی پیاری مثال دی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تم سے پوچھتا ہوں، هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ تمہارے جو غلام ہیں جن کے تم خالق نہیں ہو، جن کے تم مالک نہیں ہو، جن کے تم رازق نہیں ہو۔ چند ٹکوں پر تم نے خریدے یا چند ٹکوں پر تم نے ملازم رکھے، کیا تم ان کو اپنے کاروبار میں شریک کرتے ہو؟ یا کسی اور کو شریک ہونے دیتے ہو؟ ہم میں سے کتنے بھائی بیٹھے ہیں جن کے ملازم ہوں گے، ملازمائیں گھروں میں ہوں گی (اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک عطا فرمائے) ہم یتیم بچوں کو گھروں میں نوکر رکھ لیتے ہیں لیکن ان یتیموں کے ساتھ اچھی بات کرنے کو بھی ہم اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو! یتیموں کی تربیت کیجئے، یتیموں

کو اپنے بچوں کی طرح سمجھو۔ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ یتیموں کو مت جھڑکو، بلکہ ان پر نظرِ کرم کرو۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کسی یتیم کو دیکھو تو اس کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرو، یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرو، جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اللہ اتنے گناہ تمہارے معاف کر دیں گے۔ کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچے کے ساتھ مت پیار کرو۔ ہو سکتا ہے یتیم بچہ اللہ کے حضور فریاد کر دے، یا اللہ میرا باپ ہوتا، مجھے بھی پیار کرتا۔ اس لئے کہیں تم پر آفت نہ آ جائے۔ کسی بیوہ کے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ ناز کی باتیں مت کرو۔ ہو سکتا ہے وہ بیوہ دل میں آہ کرے، اُسے اپنا سہاگ یاد آ جائے اور تم پر کہیں مصیبت نہ آ جائے، اسلام تو اخوّت کا دین ہے، محبت اور مودّت کا دین ہے (اللہ ہمیں احسان اور حسنِ سلوک کی توفیق عطا فرمائے)

حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک صحابی ہیں جَرِیْدَةٌ جنگِ اُحد میں وہ شہید ہو گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت بَرِیْدَةٌ کا بچہ (یتیم بچہ) دیوار کے ساتھ بیٹھا رو رہا ہے ۔ بھائی یتیموں نے تو رونا ہی ہوتا ہے ۔ رو رہا ہے ۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں "کیوں روتے ہو؟" کہتا ہے "اللہ کے نبی! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میرا باپ شہید ہو چکا ہے۔ تو جس کا باپ رخصت ہو چکا ہو حضور! اُس نے تو رونا ہی ہے" امام الانبیاء ٹھہر گئے اور فرمایا "کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ محمد تیرا باپ ہو اور عائشہ تیری ماں ہو"؟ (طبقات حنابلہ میں یہ واقعہ موجود ہے) فرمایا "تو یہ پسند نہیں کرتا کہ محمد تیرا باپ ہو اور عائشہ تیری ماں ہو"؟ آج ہم کسی یتیم سے یہ کہتے ہیں؟ سچ بتاؤ (اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے) میرے بھائیو! میں ادب سے درخواست کروں گا۔ کہ ہر مہینے میں جن کو خدا نے دولت دی ہے، مہینے میں کم از کم

ایک دفعہ اپنے محلے کے گلی کے قرب وجوار کے دو تین یتیم بچوں کو بلاؤ، ان کے ہاتھ دھلاؤ چہرے دھلاؤ۔ اچھے کپڑے توفیق ہے تو پہناؤ اور اپنے بچوں کے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر ان کو کھانا کھلاؤ، ان کے منہ میں لقمے ڈالو۔ دیکھو تم پر اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ نیکی کے راستے ہیں۔ خدا کو خوش کرنے کا راستہ ہے، یتیم بچہ کھانا کھائے گا، تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی، برکتیں نازل ہوں گی، اللہ تعالیٰ تم سے پیار کریں گے کہ اس نے میرے ایک مفلوک الحال بندے کے ساتھ پیار کیا۔ ایک یتیم بچے کو قریب کیا۔ یاد ہے وہ حالی کا شعر ؎

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا　　　　کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا!

لیکن آج ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم اپنے بھتیجوں کو قریب نہیں آنے دیتے، بھائی مر جائے بھتیجے کو رگڑ دیتے ہیں، بھانجے کو رگڑ دیتے ہیں، یتیم ہمارے قریب نہیں آتے، لرزتے ہیں یتیم ہم کو دیکھ کر، بیوائیں ہمارے گھروں میں سسکیاں لیتی ہیں، ہمارے برتن مانجتی ہیں، ان کی طاقت نہیں کہ میرے گھر میں میری بیوی کے پلنگ پر آ کے بیٹھے۔ کیا ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ کی امت میں سے ہیں۔ وہ نبی جس کے متعلق آتا ہے تحمل الکل و تکسب المعدوم و تعین علی نوائب الحق، بیواؤں کی بازپرسش کرنیوالا نبی، یتیموں کو گود میں لینے والا نبی، بیکسوں کی مدد کرنے والا نبی، وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ آج اس نبی کی امت ہم کیا کر رہے ہیں۔ میرے بزرگو! انسانیت کے ساتھ دکھ میں شریک ہونا، خوشی میں شریک ہونا بیکسوں کی مدد کرنا، یاد رکھو اتنی بڑی عبادت ہے، اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں یتیم کا دل خوش ہو جاتا ہے، بے کس کا دل خوش ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑی رحمتیں نازل

فرماتے ہیں۔
تو بات دور تک چلی گئی۔ میں عرض یہ کر رہا تھا ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ پھر یہ لوگ جو خدا کے منکر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ ان کو یوں نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تو آگے فرمایا دیکھو هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ۔ وہی اللہ تو ہے۔ (اب احسان جتایا) وہی اللہ تو ہے جس نے بنایا تم کو کیچڑ سے۔ طِیْن مٹی کو کہتے ہیں، کیچڑ سے بنایا۔ تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ط ہمیں مٹی سے پیدا کیا، تم یہ سمجھتے ہو کہ ہمیں ماں باپ نے پیدا کیا، ماں باپ میں قوت کس نے پیدا کی؟ ماں باپ کو قوتِ مردمی کس نے عطا کی؟ خوراک نے! خوراک کہاں سے لی۔ مٹی سے۔ تم تو مٹی سے بنے ہو، ہم سب مٹی سے بنے ہیں مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی فرمایا۔ او مغرور انسان! مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ ہم نے تجھے مٹی سے پیدا کیا وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ اور مٹی میں پھر تجھے ملادیں گے وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی اور پھر تم کو ہم مٹی سے اٹھائیں گے۔ مٹی میں جانے والے غرور مت کر۔ ابوالعتاھیہ ایک شاعر گذرا ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ وہ دہریہ تھا۔ جو کچھ بھی تھا اُس نے لکھا ہے، چند شعر لکھے ہیں۔ وہ جب ایک دوست کی قبر پر گیا، چونکہ شاعر تھا، شعر کہے ہیں بڑے مزیدار وہ کہتا ہے ؎

مَالِیْ مَرَرْتُ عَلَی الْقُبُوْرِ مُسَلِّمًا
قَبْرَ الْحَبِیْبِ فَلَمْ یَرُدَّ جَوَابِیْ

میں گیا اپنے محبوب کی قبر پر سلام کہنے کے لئے فَلَمْ یَرُدَّ جَوَابِیْ میرے دوست نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو کہتا ہے، اگر وہ جواب دیتا تو کیا کہتا ؟

ع لَوْ کَانَ یَنْطِقُ بِالْجَوَابِ لَقَالَ لِیْ —— اگر جواب دینے پر قادر ہوتا یہ کہتا :۔

ع اَکَلَ التُّرَابُ مَحَاسِنِیْ وَشَبَابِیْ ۔ میرے محبوب! میری جوانی کو اور میرے حسن و جمال کو تو مٹی کھا گئی —— تو ہم سب مٹی میں جائیں گے (اللہ تعالیٰ ہمارے وجودوں کو مٹی کی دستبرد سے محفوظ رکھے) امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) چند انسان مٹی کی دستبرد سے محفوظ رہتے ہیں ۔ قرآن مجید کے حافظ، اللہ کے لئے اذان دینے والے، انبیاء تو سالم رہتے ہی ہیں، علمائے برحق، اور بعض روایتوں میں یوں بھی آتا ہے کہ شہداء فی سبیل اللہ (قرآن میں ہے) اُن کے بدن بھی سالم رہتے ہیں، اور بھی چند نیک وجود ہیں جن کے بدن سالم رہتے ہیں —— مردوں کے بھی، عورتوں کے بھی ۔ ایسے اعمال کرنے کی اللہ توفیق عطا فرمائے کہ مٹی ہمارے بدنوں کو چھو ہی نہ سکے،

تو فرمایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ، اسی اللہ نے تم کو کیچڑ سے پیدا کیا، مٹی سے پیدا کیا، تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو، یا تم سب کو ۔ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ط پھر اُس نے تمہارے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے ۔ یہ بھی ہے ۔ تم آئے بھی خدا کے حکم سے، جاؤ گے بھی خدا کے حکم سے ۔ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا اللہ نے تمہارے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے جس کو تم نہیں جانتے ۔ کوئی بھی نہیں جانتا ۔

مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ

تَمُوتُ ط کسی کو پتہ نہیں کل میں کیا کروں گا ۔ کل تو بڑی لمبی بات ہے سمجھانے کے لئے فرمائی) کسی کو یہ پتہ نہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد میں کیا کروں گا ۔ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن پوچھا صحابہ کرام سے کہ بتاؤ تم کو اپنی زندگی پر کتنا کتنا اعتماد ہے ؟ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اتنا اعتماد ہے کہ میں جب ایک طرف نماز میں سلام پھیرتا ہوں تو دوسری طرف پتہ نہیں پھیر سکتا ہوں یا نہیں پھیر سکتا ۔ اللہ تعالیٰ بیماریوں سے بچائے ' دیکھ لو ' جب فالج گرتا ہے " بھائی میں چارپائی سے اٹھا اور فالج گر گیا " ختم ہو گئی تمہاری طاقت " بس جی میں اٹھنا چاہتا تھا کہ پھر نہیں اٹھ سکا " (اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا دے اور ایسی مہیب بیماریوں سے اللہ تعالیٰ سب کو بچائے) تو انسان کیا جانتا ہے ؟ عرض کیا اللہ کے نبی ! جب میں ایک طرف سلام پھیرتا ہوں نماز میں تو پھر مجھے اتنا اعتماد نہیں کہ میری گردن دوسری طرف بھی مڑ سکتی ہے یا نہیں مڑ سکتی ۔

میرے ایک دوست ہیں ' رات کو میں گیا اُن کی والدہ کی تعزیت کے لئے ' بیمار تو تھیں ، انہوں نے مجھے بتایا کہ پچھلے جمعے کو (۱۶ ستمبر ۱۹۶۶ء) اُن کی والدہ کا وصال ہوا ۔ وہ کہنے لگے کہ دو بجے کا وقت تھا ۔ میری والدہ چارپائی پر لیٹی تھیں ۔ گھر والوں نے چائے تیار کی ۔ بس جب چائے لے کر ملازمہ قریب پہنچی تو دو چھینکیں میری والدہ کو آئیں اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی (کتنی پیاری موت ہے اللہ سب کی موتوں کو آسان فرمائے) وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ موت کا نشہ بھی آئے گا جس سے تو بھاگتا ہے ۔ کہاں بھاگ کر جائیگا ؟

(اللہ سکراتِ موت سے سب کو بچائے۔ موت تو لازمی ہے بھائی) تو کتنی نیک بخت وہ خاتون تھی، بہت اچھی عورت تھی وہ میں جانتا ہوں، اپنی زندگی غریبوں کے ساتھ بڑی اچھی گذاری، پیار کیا غریبوں کے ساتھ، مسکینوں کے ساتھ، پابند صوم و صلوٰۃ تھیں اور مجھے رات کو اُن کے بیٹے نے بتایا (بچیاں بھی موجود ہیں، میں ان سے تھوڑا سا خطاب کرنا چاہتا ہوں) کہنے لگے (بیٹا بھی اب تقریباً بوڑھا ہے) کہ میں نے ایک دن اپنی امی سے پُوچھا کہ "اماں جی آپ ہر نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھتی ہیں یہ کیا پڑھتی رہتی ہیں"؟ (عصر کی نماز کے بعد نفل نہیں ہوتے، صبح کی نماز کے بعد نہیں، باقی تینوں نمازوں کے بعد نفل پڑھنے جائز ہیں) تو انہوں نے کہا "میرے بچے! میں یہ دو رکعت نماز نفل پڑھتی ہوں، مجھے میرے شیخ نے، میرے پیرِ برحق نے بتایا۔ کہ "دو رکعت نماز نفل سنگ قبر کا" ــــ دو رکعت نماز نفل سنگ قبر کا" قبر کے میرے ساتھی بنیں گے یہ دو رکعت نماز نفل" ــــ پیر بھی کوئی نیک تھا کہ قبر کا حساب سکھایا، یہاں تو کہتے ہیں کہ "مرنے والے کا تو ٹھیکیدار میں ہوں، مجھے بس ایک کار خرید دو، قبر جانے اور میں جانوں (یہ پتہ نہیں کہ وہاں اس کا کیا حال ہونا ہے اور اُس کا کیا حال ہونا ہے) اللہ تعالیٰ غیر شرع پیروں سے سب کو بچائے اور پابندِ شرع پیروں کی جوتیاں بھی اللہ تعالیٰ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو شریعت کے پابند ہیں، نماز روزے کے پابند ہیں۔ اللہ اللہ کرنے والے ہیں۔ ہم تو بھائی اُن کی جوتیوں کی جو مٹی ہے اُس کے بھی غلام ہیں۔ لیکن جو مریدوں کو کہتے ہیں کہ خدا کے باغی بن جاؤ، میرے پیچھے آؤ، وہ تو اللہ کے نافرمان ہیں اس لئے میں نے عرض کیا خدمت میں کہ موت کی سختی تو لازمی چیز ہے۔ تو قرآن مجید نے فرمایا ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ط پھر میں نے تمہارے لئے ایک وقت مقرر

کیا ہے اور وہ وقت تم کو پتہ نہیں لیکن ہے آنا ضرور۔ تم جانتے ہو وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ، اور ایک اور وقت بھی اُس کے ہاں مقرر ہے ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ پھر تم اُس میں شک کیوں کرتے ہو؟ یہاں دو اجلیں ہیں۔ ایک ہے موت کی اَجل، ایک ہے قیامت کی اَجل۔ موت کی اَجل کے متعلق فرمایا وہ تم سب جانتے ہو قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ —— تمہارا وہ رب جو تمہیں موت دیتا ہے۔ موت سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا، یعنی رُوس نے کبھی انکار کیا تھا خدا ہے ہی نہیں، شالن کہاں گیا ہے؟ لینن کہاں گیا ہے؟ سارے ختم ہو گئے، خروشیف کہاں گیا ہے؟ ختم شد، سیاسی زندگی حکومت کی زندگی ختم ہو گئی تو اس لیے ایک وقت مقرر ہے، موت کو سب جانتے ہیں، اس پر تو ایمان رکھتے ہیں، خواہ ایمان باللہ ہو یا نہ ہو، یہ مانتے ہیں وقت آئے گا ہم سب ختم ہو جائیں گے۔

تو فرمایا کہ اے میرے بندے! اسی طرح ایک اور وقت بھی آنے والا ہے۔ جب تم قبروں سے اُٹھو گے پھر اُس میں کیوں شک کرتے ہو؟ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ فِي الْاَجَلِ الثَّانِيْ (ترجمہ یوں ہوگا) کہ وہ جو اجل مسمّٰی ہے موت کی تم اُس کو تو مانتے ہو کہ ہم دنیا سے ایک وقت ختم ہو جائیں گے۔ لیکن ایک اور وقت ہے جب تم قبروں سے اُٹھو گے، تم اُس کا پھر کیوں انکار کرتے ہو؟ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فرمایا جب صُور میں پھ

پھونکوں گا، دنبلی ہیں آواز ہو گی، بگل بجے گا فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قبروں ہیں سے نکل کر دوڑو گے خدا کی طرف قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ تو اللہ تعالیٰ نے میرے بزرگو اسی لئے فرمایا کہ میں نے تمہیں کیچڑ سے پیدا کیا، اور پھر ختم کرنے والا تم کو میں، قبروں سے نکالنے والا میں اور تمہاری ساری کائنات کا خالق ہیں، تمہارے ارادوں کو جاننے والا میں پھر تم مجھ سے کیوں منہ موڑتے ہو؟

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ اور وہی تو معبود ہے آسمانوں میں بھی اور وہی معبود ہے زمین میں بھی، اسی کی سدا بادشاہی، اسی کی سدا حکمرانی، اسی کی سدا اُلوہیت ہے

سروری زیبا فقط اک ذات بے ہمتا کو ہے
پاسباں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری!

اور فرمایا میں کتنا علیم خدا ہوں؟ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ اللہ جانتا ہے تمہاری چھپی باتوں کو، وَجَهْرَكُمْ اللہ جانتا ہے تمہارے سامنے کے اعمال کو وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ اور وہ بھی جانتا ہے جو کچھ تم کماتے ہو، جو کرتے ہو، وہ بھی جانتا ہے۔ پھر اتنے عظیم خدا سے تم کیوں اپنے منہ کو موڑتے ہو؟ جو عظیم خدا تمہارا خالق، تمہارا مالک، تمہارا رازق، تم پر متصرف، جس کے حکم کے بغیر تم ایک انچ نہیں چل سکتے، پھر تم اس خدا سے کیوں اپنے آپ کو ہٹاتے ہو۔ اس خدا کے سامنے سربسجود ہو، اور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۃ
پر عامل رہو۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دُعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

یا اللہ اس درس مقدس کو قبول فرما، یا اللہ اپنے نیک بندوں کی رفاقت نصیب فرما۔ بھائی! آپ جانتے ہیں ہمارے بہت بڑے دینی رہنما، ہم سب کے واجب الاحترام مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ۳۰ اگست کی شب کو وصال ہو چکا ہے۔ اس پاکیزہ مجلس میں اُن کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے دُعا کیجئے، اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو پُر نور فرمائے، اللہ اُن پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ اگر اُن کی کوئی بشری کمزوریاں ہوں تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔ اللہ اُمّت کو اُن کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ ہمارے دوست حکیم صاحب ہیں۔ اُن کی والدہ کا بھی انتقال ہو چکا ہے اُن کی بھی مغفرت کی دُعا کیجئے۔ اللہ اُن کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اللہ اُن کی قبر کو پُر نور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کو اس سے زیادہ ہمّت عطا فرمائے کہ ایسے دینی درس ہمیشہ قائم ہوتے رہیں۔ اللہ ہم سب کو عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

بارہواں درس قرآن مجید

منعقدہ رجب ۱۳۸۶ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۶ء

اس درس مقدس میں سورہ الانعام کے پہلے رکوع کا درس مکمل کر دیا گیا ہے جس میں مندرجہ ذیل علمی اور دینی، روحانی فوائد کا ذکر ہے۔

۱۔ صحابہ کرام کا سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکوینی امور میں بھی کامل اعتماد تھا۔

۲۔ انسانی عقل حواس کی محتاج ہے۔ اس لئے ناقص ہے۔

۳۔ عذابِ خداوندی کے نزول کے طریقے۔

۴۔ اسلام کے دورِ اوّل میں لکھنے پڑھنے سے لوگ واقف تھے۔

۵۔ تبلیغ دین میں صحابہ کرام کے شوق اور عشق کی ایک مثال۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں

اس درس کے موقعہ پر درس قرآن کی دوسری سالگرہ منائی گئی جس میں مقامی اور بیرونی علماء کرام کی ایک معتدبہ جماعت نے شرکت فرما کر مجلس کو منور فرمایا۔ سامعین میں سے مقامی حضرات کی تعداد شہروں کے عام جلسوں سے بھی متجاوز تھی اور باہر سے درس سننے کے شائقین حضرات جماعتوں کی شکل میں دور دور کا سفر طے کر کے شریک ہوئے۔ درس قرآن کی دوسری سالگرہ کی رونق کو چار چاند لگانے کے لئے جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ، مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامعہ رحمانیہ لاہور اور ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر رسالہ خدام الدین نے بھی شرکت فرمائی۔ ان بزرگان کرام حاضرین مجلس کو مختصر وقت میں اپنے اپنے ارشادات سے بھی نوازا۔ اس نورانی مجلس کے اختتام پر سارے لوگوں کے چہروں پر خوشی کی لہریں تھیں۔ (مرتب)

میرے بھائیو اور میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل و احسان ہے کہ ہم ہر مہینے کے آخری اتوار کے دن قرآن مجید کے سننے اور سنانے کیلئے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ آج اس پاکیزہ مجلس کا یہ چوبیسواں دن ہے جو ہمارے سال کے اعتبار سے دوسری سالگرہ کا دن ہے۔ ہم رب العالمین کا بے انتہا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم جیسے گنہگاروں کو قرآن مجید کے سننے اور سنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ ہم سب کو عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ میں پچھلے درس میں عرض کر چکا تھا کہ کوشش یہی کی جائیگی کہ ہر بڑی سورت کا پہلا رکوع اس طرح ترجمہ اور تفسیر کیساتھ پیش کیا جائے کہ سننے والے اور پڑھنے والے کو ساری سورت کا مضمون ذہن میں آ جائے اور اسی صورت میں وہ ساری سورت کے مضمون کو سمجھ سکے۔ یہ سورت انعام کا پہلا رکوع ہے میں نے شروع کیا تھا اسکی یہ آیتیں باقی تھیں جنکی اب تلاوت کی گئی۔

میرے بھائیو اور میرے بزرگو!

یہ سورت الانعام مکی سورت ہے جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور مکی سورتوں میں بہت زیادہ وضاحت کے ساتھ جس مضمون کو بیان کیا گیا وہ مکے کے لوگوں کے ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی بے دینی کے باعث کیا کرتے تھے، کسی بات کا پوچھ لینا، سوال کر لینا، یہ اور چیز ہے

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ لیکن کسی بات پر تنقید کرنا، اعتراض کرنا، اس کے عمل سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے حجت بازی کرنا، یہ شرعاً ناجائز ہے اور قرآن کریم نے اس سے روکا ہے لیکن جو لوگ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ وہ ایسے بہانے تلاش کرتے تھے، ایسی حجت بازی کرتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مقصد کو لے کر آئے ہیں، اس میں آپ ناکام ہو جائیں۔ اگرچہ قرآن مجید نے پہلے ہی اعلان فرما دیا تھا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ اور اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (قرآن مجید کی پندرھویں سورت) جس میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا تھا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ مگر پھر بھی بدباطن اور بدخواہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے تھے ان اعتراضات کا کچھ حصہ رب العالمین عزّ اسمہٗ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے جو ابھی ابھی آپ کے سامنے میں نے تلاوت کی ہیں اور پھر ان کا جواب بھی رب العالمین نے خود ہی عطا فرمایا۔

میرے ان دوستوں کو جو شروع سے درسِ قرآن میں شریک ہیں یہ بات یاد ہو گی کہ سورۂ فاتحہ کے درس میں یہ بات عرض کر دی گئی تھی کہ اسلام سارے کا سارا تقلیدی دین ہے۔ یعنی تقلید کس کی؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ قرآن مجید نے جو سب سے پہلی ہمیں دعوت دی، قرآن مجید نے جو سب سے پہلے درخواست کرنے کا طریقہ ہمیں بتلایا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اللہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا ـــ اور یہ صراطِ مستقیم کون سا رستہ ہے؟ کن کا رستہ ہے؟ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اُن لوگوں کا رستہ جن پر تُو نے اپنا انعام و اکرام کیا اور وہ انعام پر ثابت قدم رہے اُس انعام کے بعد وہ ڈگمگائے نہیں۔

اور پھر اُسی روشنی میں میرے دوستو! ایمان بالغیب کا مسئلہ اور باقی مسائل کو بیان فرمایا قرآن مجید نے۔ سورۃ بقرۃ کو دیکھ لیجئے۔ پھر سورت آل عمران کے شروع میں میں عرض کر چکا ہوں، سورت نساء کے شروع میں عرض کر چکا ہوں، سورت مائدہ میں ایمان بالغیب کا مسئلہ تقلید محض عرض کر چکا ہوں۔ کہ جن جانوروں کے کھانے کو قرآن نے حرام فرمایا، اُن کو حرام سمجھو، جن کو حلال فرمایا اُن کو حلال سمجھو۔ سورت نساء میں عورتوں کی قسمیں بیان فرمائیں۔ جس عورت کے ساتھ نکاح حرام ہے اُس کو حرام سمجھو جس عورت کے ساتھ نکاح حلال ہے اُس کو حلال سمجھو۔ سورت آل عمران میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت بلا باپ کے بیان فرمائی۔ بات تمہاری عقل میں آئے یا نہ آئے، اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عیسےٰ ابن مریم کو بلا باپ کے پیدا کیا۔ لہذا تم اس کو صحیح سمجھو۔ سورۃ بقرہ میں عقائد بیان کئے آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ یہ سارے عقیدے ہیں اور عقیدے کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ ہے اور سورت بقرہ کے شروع میں فرمایا الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اب غیب کی بات پر یقین کب آئے گا؟ جب غیب کی بات کہنے والے کو سچا مانیں گے تبھی تو غیب کی بات پر یقین آئے گا۔ جو ذات بابرکات ہمیں ایک بات کی اطلاع دیتی ہے ہمیں اُس پر اعتماد ہے یقین ہے، تو ہم اُس کے ارشاد کو بھی مان

لیں گے۔ نعوذ باللہ اگر ہمیں اس کی بات پر یقین نہیں ہے تو ہم اُس کے ارشادات کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر بات کو خواہ وہ تکوینی تھی خواہ وہ تشریعی تھی مانا ہے۔ احادیث کو اٹھا کر دیکھ لیجئے ایک صحابی حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ اے اللہ کے نبی! میرے بھائی کو اسہال کی شکایت ہے اسے دست آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کو جا کر شہد پلا دو۔ وہ یہ نہیں پوچھتے کہ حضور! شہد کا تعلق اسہال کے ساتھ کیا؟ یہ تو اسہال کو بڑھائے گا۔ جا کر شہد پلا دیا۔ پھر اسہال کی شکایت اور بڑھ گئی۔ پھر عرض کیا۔ حضورؐ نے پھر فرمایا کہ جا کر شہد پلا دو۔ تیسری مرتبہ پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ فرمایا شہد پلا دو۔

یہ ہیں امتثالاً لِلامر بیٹھ گیا ورنہ آج کے درس میں مجھے بڑا حجاب آتا ہے مجھ سے بڑے بڑے علمائے کرام تشریف لائے ہیں اللہ ان کی سرپرستیوں کو ہمارے سروں پر قائم رکھے، خصوصاً ہمارے واجب الاحترام، ہمارے مخدوم، ہمارے دونوں جہانوں کے صدر، حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم جو ہمارے حضرت شیخ کے پورے ظل ہیں، روحانی طور پر، علمی طور پر، عملی طور پر، وہ رونق افروز ہیں ان کی حضوری میں میں کچھ عرض کروں یہ مجھے گستاخی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ معمول ہے اور اسی معمول کی تقریب میں یہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے اس لئے میں علمائے کرام سے بھی معافی کا طلب گار ہوں۔ مجھے گستاخ نہ سمجھا جائے بلکہ ایک طالب علم کی حیثیت سے سمجھا جائے کہ اپنا سبق ان کے سامنے دہرا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ان کی روحانی دعاؤں

اور برکات سے اللہ تعالیٰ میرے علم میں برکت فرما دے۔

تو تیسری مرتبہ جب وہ صحابی حاضر خدمت ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرے بھائی کو صحت ہوگئی۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں کیسے سمجھتا کہ شہد میں شفا نہیں ہے؟ جب قرآن مجید یہ فرماتے ہیں فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ شہد میں تمام لوگوں کیلئے شفا ہے۔ علاج نہیں کہا۔ علاج میں تو کبھی شفا ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اللہ کا قرآن یہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں، اللہ کا نبی یہ فرمائے کہ شہد میں شفا ہے، تو اللہ کے نبی کی بات بھی سچی ہوگی۔ اللہ کے قرآن کی بات بھی سچی ہوگی اللہ کے فرشتے کی لانے والے کی بات بھی سچی ہوگی تیرے بھائی کا پیٹ تو جھوٹا ہو سکتا ہے لیکن یہ سب باتیں جھوٹی نہیں ہو سکتیں۔

اب یہ تکوینی بات ہے اس کا تشریع سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک آدمی شہد نہیں پیتا، نہ پیئے، شہد نہیں کھاتا، نہ کھائے، حرام کرنے کا اور مسئلہ ہے۔ حلال کو حرام کر دینا، یہ شرعاً حرام ہے۔ لیکن ایک آدمی کہتا ہے کہ میں شہد نہیں کھاتا، ٹھیک ہے نہ کھائے، نہیں پیتا نہ پیئے، کوئی حرج نہیں۔ یہ تکوینی بات ہے۔ تکوینی بات کا مطلب یہ ہے کہ جس کا تعلق ہماری انسانی زندگی کے ساتھ ہے۔ اس میں شریعت کا کوئی دخل نہیں ہے لیکن اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب تکوینی بات کا حکم دیا تو صحابی نے مانا، صحابی کو شفا ہوئی۔

دوسری حدیث میں آتا ہے، مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گھر تشریف لے گئے پوچھا گھر میں کیا پکا ہے؟ عرض کیا اللہ کے نبی! بکری کا گوشت پکا ہے (جسے ہماری بولی میں میٹھ کا گوشت کہتے ہیں) آپ نے فرمایا ایک ران نکال کر دیدیں مجھے (حضورؐ کو ران کا

گوشت بڑا پسند تھا) حضور کے پیش کی گئی۔ حضور نے تناول فرمائی اور پھر امام الانبیاء نے فرمایا کہ دوسری بھی دیدو، دوسری پیش کی گئی۔ وہ تو بڑے خوش نصیب صحابی تھے جن کے گھروں میں امام الانبیاء جاکر کھاتے تھے اور پیتے تھے ؎

ہمہ آہوان صحرا سرِ خود نہادہ بر کف
بہ امید آنکہ گاہے بہ شکار خواہی آمد

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیساتھ وہ پیار کیا۔ وہ پیار کا برتاؤ کیا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کر ایسے پیار کو دنیا کا کوئی قائد، کوئی رہنما نہیں پیش کرسکتا۔۔۔ تو حضور اقدس جب دوسری بوٹی تناول فرما چکے (صلی اللہ علیہ وسلم) تو آپ فرماتے ہیں کہ تیسری دو۔ عرض کرتے ہیں اللہ کے نبی رانیں تو دو ہی ہوتی ہیں۔ تیسری تو نہیں ہوتی ۔۔۔ سنیئے جواب، مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے، علماءِ کرام کا اجتماع ہے۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اگر تو انکار نہ کرتا (یا انکار نہ کرتی) اور میرے کہنے پر ہانڈی سے ران کا گوشت نکالتی رہتی تو مجھے خدا کی قسم ہے کہ جب تک میں مانگتا رہتا نکلتی ہی رہتیں۔ اب بھائی بکری کی دو رانیں ہوتی ہیں کہ تین ہوتی ہیں؟ سب کو پتہ ہے کہ دو ہوتی ہیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ دینی امور میں بھی ایمان رکھا جائے، تعلیمی امور میں بھی ایمان رکھا جائے تشریعی امور میں بھی ایمان رکھا جائے۔ یہ غلط نظریہ ہے کہ نبی کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے (اللہ مجھے اور آپ کو ایسے نظریوں سے بچائے) نبی ہر حال میں نبی ہوتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ دفتر میں نبی اور گھر میں نبی نہیں ہیں، مسجد میں نبی ہیں تو گھر میں نبی نہیں ہیں نبی ہر حال میں نبی، سوتے میں بھی نبی، جاگتے میں نبی، بیٹھتے بھی نبی، اٹھتے بھی نبی

بستر پر بھی نبی، زیر زمین پر بھی نبی، آپ روضۂ مقدس میں بھی نبی ہیں۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان تشریعی طور پر بھی ہو تکوینی طور پر بھی ہو۔ اس لئے میرے بزرگو اور دوستو! سورت انعام میں بھی اسی چیز کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ یہ جو مکے کے کافر آپؐ پر اعتراضات کرتے ہیں درحقیقت ان کا اعتماد آپؐ پر نہیں ہے۔ اگر آپؐ پر اعتماد ہوتا تو یہ کبھی یہ بات نہ کرتے، جو بات آپؐ فرماتے۔ تو بس یہ مان لیتے، جب اللہ کے نبی ایک بات فرمائیں، اللہ کے رسولؐ ایک بات فرما دیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو اُمت کے لئے کیا حق ہے کہ وہ اپنے ناقص عقول کو (عقل ہمارے پاس ہے کہاں؟ عقل سلیم تو اُن کی تھی جو وحیٔ نبوت سے مشرف تھے یا اُن کے متبعین کی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ منسلک فرمایا) میرے دوستو اور میرے بزرگو، میرے اور آپ کے عقول ہی کیا ہیں؟ یہ تو کچھ عقول نہیں ہیں، یہ تو مادی زندگی کے کچھ تھوڑے سے تجربات ہیں جہاں ہمارا تجربہ ختم ہوتا ہے وہاں ہماری عقل ختم ہو جاتی ہے۔

دیکھیئے ہماری عقل تو ہمارے تجربے کی محتاج ہے۔ عقل ہماری نقل ہے۔ درحقیقت عقل ہے ہی نہیں ہے۔ اگر ہم کسی چیز کو نہ دیکھیں تو اُس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، کہ عقل کے پانچ گواہ ہیں عقل جج ہے اور اس کے گواہ ہیں پانچ۔ ان پانچ گواہوں میں سے ایک گواہ بھی گواہی نہ دے تو عقل فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یعنی عقل ایسا ناقص جج ہے کہ اگر پانچ گواہوں

میں سے ایک گواہ بھی انکار کر دے تو وُہ فیصلہ اس کے متعلق نہیں دے سکتا، وہ پانچ گواہ وہ ہیں جنہیں ہمارے فلاسفہ قدیم نے حواس خمسہ سے تعبیر کیا۔ قوّتِ باصرہ۔ قوّتِ سامعہ، قوّتِ شامّہ۔ قوّتِ لامسہ، قوّتِ ذائقہ، یہ پانچ قوّتیں ہیں جن کو فلاسفہ حواسِ خمسہ کہتے ہیں۔ یہ پانچ قوّتیں انسان کو عطا ہوئیں۔ ان پانچ قوّتوں کے بل بوتے پر انسانی عقل بھی کچھ تھوڑی بہت ٹھوکریں مار لیتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک قوّت بھی جواب دے دے تو عقل وہیں رُک جاتی ہے۔

دیکھیئے ایک ہے مادر زاد اندھا جس نے ساری زندگی میں کسی رنگ کو دیکھا ہی نہیں۔ اُن سے اگر پوچھا جائے کہ تیری عقل میں سبز رنگ اچھا ہے کہ لال رنگ اچھا ہے؟ کیا کہے گا؟ کہے گا جی میں نے تو نہ لال دیکھا ہے نہ سبز دیکھا ہے، مجھے کیا پتہ لال کیا ہوتا ہے سبز کیا ہوتا ہے۔ عقل نے فیصلہ کیا؟ ختم ہو گئی — آپ کسی ایسے انسان سے جس میں قوّتِ ذائقہ موجود نہیں ہے اس سے اگر پوچھیں کہ تیرے نزدیک گُڑ میٹھا ہے یا مرچیں؟ کہے گا جی نہ میں نے گڑ کبھی چکھا ہے نہ مرچیں، مجھے کیا پتہ کہ گُڑ میں کون سی مٹھاس ہے اور مرچوں میں کون سی کڑواہٹ ہے۔ گونگے انسان سے پوچھیں کہ تیرے نزدیک قرآن مجید کا سننا بہتر ہے یا ریڈیو کا گانا؟ وہ کہے گا جی میری تو زبان ہی نہیں چلتی، نہ میں قرآن پڑھ سکتا ہوں، نہ ریڈیو کا گانا گا سکتا ہوں، میری عقل فیصلہ ہی نہیں کر سکتی۔ بہرے سے پوچھیئے کہ تو قرآن سننے کو بہتر سمجھتا ہے کہ ریڈیو کے سُننے کو؟ وہ کہتا ہے میرے نزدیک تو دونوں ایک جیسے ہیں۔ میں نے کبھی سُنا ہی نہیں۔ اب اس انسان کی عقل نے کوئی فیصلہ کیا؟ اس لیئے نہیں کر سکا کہ اُس کے جو پانچ گواہ تھے وہ پانچوں منحرف ہیں اب وہ فیصلہ کیا کرے۔ تو میرے دوستو! ایسی عقل

کے بل بوتے پر ہم اسلام کو ناپنے لگ گئے؟ ــ "جی ہماری سمجھ میں بات نہیں آتی"
اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسی بیماریوں سے بچائے۔ آج ہم اپنی سمجھوں پہ ناپتے ہیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو اور قرآن مجید کی تعلیمات کو۔

تو ان آیتوں میں جو آپ کے سامنے ابھی پڑھی گئی ہیں جوابات ہیں اُن الزامات
کے یا اعتراضات کے جو حجت بازی کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے گئے۔
(میں آپ کا وقت زیادہ نہیں لینا چاہتا۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ جلدی ہی اپنے درس
کو حسب معمول ختم کر دوں۔ تاکہ اس کے بعد باقی اکابر کچھ تھوڑا سا ارشاد فرمائیں۔ انشاء اللہ
حضرت دامت برکاتہم بھی فرمائیں گے تاکہ یہ مجلس جو ہے منور ہو جائے۔ اس لئے
میں ساتھ ساتھ ترجمہ بھی کروں گا اور تشریح بھی تھوڑی سی کرتا جاؤں گا)

ارشاد فرمایا اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ۔ کیا یہ
نہیں دیکھتے (جو بات زیادہ مشہور ہو تو قرآن کریم کی یہ اصطلاح ہے کہ وہاں معنیٰ
جاننے کے لفظ کو دیکھنے کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ دیکھنا جو ہے یہ علم شہود ہوتا
ہے۔ یعنی جو مشاہدے کا علم ہے جسے عین الیقین کہتے ہیں۔ یقین کی آنکھ ــ وہ دیکھنے
سے متعلق ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اَلَمْ تَرَ كَيْفَ
فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھیوں والے
کے ساتھ کیا کیا؟ حالانکہ جس سال ہاتھیوں والوں کا معاملہ ہوا۔ یمن کا وہ بادشاہ ابرہہ
جس سال تباہ ہوا مکہ مکرمہ کی وادیوں میں اُسی سال ولادت ہوتی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی مگر یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں اتنا مشہور ہے کہ ہر ایک انسان اس واقعہ کو جانتا
ہے اس لئے بجائے اَلَمْ تَعْلَمْ کے اَلَمْ تَرَ کے ساتھ تعبیر فرمایا)

اسی طرح یہاں بھی اللہ فرماتے ہیں کہ اَلَمْ یَرَوْا ، کیا یہ دُنیا والے، قرآن مجید کے پہلے مخاطب ، مکے کے لوگ ، آپؐ پر اعتراضات کرنے والے، آپؐ کی اس تبلیغ کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے والے، آپؐ کے دعوے کے متعلق (نعوذ باللہ) تکذیب کا الزام لگانے والے، یہ اس بات کو نہیں جانتے ؟ میرے عذاب سے نہیں ڈرتے ؟ کَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ ، ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتوں کو تباہ کیا ہے ؟ ان کے سامنے قوم ثمود کے واقعات نہیں رہیں ؟ ان کے سامنے قوم عاد کے واقعات نہیں ہیں ؟ ابھی فرعون کا بیڑا غرق کیا ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام کو نجات بخشی ہے۔ یہ تو مصر اور عرب کی حدود آپس میں ملتی ہیں ، کیا یہ نہیں جانتے وہ خدا جو فرعون جیسے بڑے ظالم اور مغرور بادشاہ کو غرق کر سکتا ہے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مصر اور فلسطین کی حکومت دے سکتا ہے، کیا وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو امام الانبیاء نہیں بنا سکتا ؟ تاریخی شہادت پیش فرمائی ۔

مَكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ - ہم نے اُن کو زمین میں وہ اقتدار بخشا وہ اختیار بخشا ، وہ قوت دی، مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ جو ہم نے تم کو نہیں دی، اُن کے پاس بڑے ساز و سامان تھے ، قرآن مجید نے اُن کے تمدن کی تعریفیں ایک مقام پر کہیں ہمارے سمجھانے کے لئے تشریحات فرمائیں ۔ جیسا کہ سورت فجر میں فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ ایسی ابھی تک بستیاں بنائی ہی نہیں گئیں ۔ اتنے اونچے متمدن تھے، ایسی کوٹھیاں اور محلات بنانے والے ۔ لیکن فرمایا اَلَمْ تَرَ ، یہ بھی دیکھا کہ نہیں دیکھا ؟ میں نے کیسا رگڑ دیا اُن کو فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝ آج دُنیا میں اُن کی

نسل ہی باقی نہیں رہی۔ یہاں پر بھی فرمایا مَكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ، ہم نے اُن کو جگہ دی، اقتدار دیا، اختیار دیا، اُن کی زمینوں میں، ان کے ملکوں میں مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ۔ جو ہم نے تم کو نہیں بخشا۔ تمہارے مکّہ مکرّمہ کے قرب وجوار میں تو وَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ ہے، یہاں تو کھجور کے چند پودے ہیں، پانی تک نہیں اگر زمزم کا پانی بند ہو جائے تمہارے پینے کا پانی نہیں، نہ تمہارے پاس کوئی کوٹھیاں ہیں نہ ملیں ہیں، نہ کارخانے ہیں، اُن سے پوچھو، عادیوں اور ثمودیوں سے پوچھو، اُن کو میں نے کیسا تباہ کیا؟

وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ص اور ہم نے اُن پر خوب بارشیں برسائیں دیکھو قوم شعیب کے اصحٰبُ الْاَيْكَةِ کو دیکھو، جھنڈوں کے جھنڈ درخت تھے، بارشیں برستی تھیں، باغات تھے، کھیتیاں تھیں، لہلہاتی تھیں، سرسبز تھیں۔

وَجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ اور ہم نے نہروں کو بنا دیا جو اُن کے نیچے بہتی تھیں، محلوں میں پانی لے گئے، اپنے محلّوں میں چھوٹی چھوٹی نالیاں بنائیں، اپنی زندگی کو پُر بہار بنایا، پُر زینت بنایا، ہم نے اُن کو اتنے دنیاوی ساز و سامان سے مزیّن کیا لیکن پھر کیا ہوا؟

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ۔ پس ہم نے اُن کو تباہ کر دیا، اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہم نے جب نوازا دنیاوی طور پر تو بڑا نوازا، اور ہمارے عذاب کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا عذاب میرے بزرگو! دو طریقوں پر آتا ہے، ایک عذاب آتا ہے عذاب کی شکل میں، ایک عذاب آتا ہے رحمت کی شکل میں۔ یاد رکھیں جو عذاب آئے گا عذاب کی شکل میں وہ گنہگاروں کے لئے ایک اعتبار سے اچھا ہوتا ہے کہ گنہگار سنبھل جاتا ہے۔

اگر عذاب آ جائے رحمت کی شکل میں تو اُس عذاب سے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بچائے
کیونکہ پھر انسان سمجھتا ہے کہ میں تو بڑا نیک ہوں۔ بڑا اچھا ہوں۔ یہ مجھے ڈرایا جاتا ہے۔
یہ ویسے غلط ہے۔

ایک نوجوان امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوتے ہیں۔ آتے ہی عرض کرتے ہیں اللہ کے نبی! آج ایک عجیب بات ہوئی ۔
(علامہ زمخشری نے اس حدیث کو مبسوط میں نقل فرمایا) فرمایا امام الانبیاء نے
کیا ہوا؟ عرض کیا۔ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیک وسلم) میں حاضر خدمت ہو رہا تھا تو میں
نے جب ایک گلی سے موڑ کاٹا، دوسری گلی میں آنا چاہا، آپؐ کی خدمت میں آرہا
تھا تو اتفاقاً، اچانک، میرا جو ماتھا تھا وہ ایک دیوار کے ساتھ ٹکرا گیا۔ مجھے شدید
درد ہوا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو جانتے تھے کہ واقعات کیا ہیں۔ یہ کیوں سر
ٹکرا گیا۔ اس کا پاؤں کیوں لڑھک گیا، یہ کیوں لرز گیا۔ اس کے پاؤں میں کیسے پھسلن
پیدا ہو گئی ۔ ہاں، ہم تو جانتے ہی نہیں ان باتوں کو، میرے بزرگو! ہم تو سمجھتے
ہی نہیں ان باتوں کو، ہم اسباب کچھ اور تلاش کرتے رہتے ہیں حالانکہ اسباب
کچھ اور ہوتے ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً یہ فرماتے ہیں۔ کہ تو نے
راستے میں آتے ہوئے کوئی گناہ تو نہیں کیا؟ یہ کہ تیرا ماتھا لگ جائے دیوار کے
ساتھ اور تیرے ماتھے میں چوٹ آ جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مَا رَبُّكَ
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ٥ مَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ٥ یہ بات کیا ہوئی؟ وہ بھی صادق
تھے، عرض کرتے ہیں اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) بات اصل میں یہ
تھی جب میں آ رہا تھا۔ سامنے سے ایک لڑکی آئی، میری نظر اُس پر پڑ گئی بس

اتنی سی بات ہوئی — پہلی نظر مباح ہے اور دوسری نظر حرام ہے۔ آج نظر کے فتنے میں مسلمان پھنس گئے۔ کہتے ہیں کہ جی نماز کو جی نہیں چاہتا۔ دل کیسے چاہے؟ سارا دن تو فوٹو کھینچنے میں گذرا پھر دل نماز کی طرف ہو؟ آنکھیں وہ گناہ کرتی ہیں، میرے بزرگو! یہ آنکھ اور کان یہ دونوں دل کے راستے ہیں — اپنی بچیوں سے بھی میں درخواست کروں گا کہ فوٹو نہ اتروایا کریں نہ فوٹو دکھایا کریں اخبار دل میں کیا ہوتا ہے؟ یہ پاسپورٹ بنے ہوتے ہیں فرمایا ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝ یہ تیرے دل کے دروازے دو ہیں، تیرے کان اور تیری آنکھیں، آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے تب جاکر دل پر بات اثر کرتی ہے۔

تو وہ عرض کرتے ہیں نوجوان اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم راستے میں جب میں آ رہا تھا ایک لڑکی پر میری نظر پڑ گئی اور وہ نظر غلط ہی فہم کی ہوگی۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں تِلْكَ بِتِلْكَ — اس نظر کی سزا تجھے مل گئی۔ خوش نصیب تھا بات کو سمجھ گیا، سنبھل گیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور میرے بزرگو! ایک عذاب آتا ہے کبھی رحمت کی شکل میں، قرآن مجید میں دیکھیے، پہلی قوموں میں سے بعض قوموں کو جب تباہ کیا گیا، نبیٔ وقت نے ڈرایا کہ اے اللہ کے بندو! خدا کے عذاب سے ڈرو ورنہ اب اللہ تم پر اپنا عذاب نازل کر دیں گے، انھوں نے کہا یہ ویسے ہی کہتا ہے، دیکھو ہمارے ریگستانی علاقے میں رحمتیں آ رہی ہیں۔ بادل آ گئے، ھٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ط یہ تو بارش آ گئی، ابھی مینہ برسے گا۔ ہمارے یہ ملک سرسبز ہو جائیں گے۔ پانی کی بہتات ہو جائے گی۔ یہ ہمیں خدا

کے عذاب سے ڈراتا ہے؟ یہ تو رحمت آگئی۔ قرآن مجید کو دیکھیے! اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا اللہ فرماتے ہیں وہ بادل برسنے والا، رحمت والا نہ تھا بلکہ اس میں تو ہوا تھی۔ جھکڑ تھا آندھی تھی۔ اس نے ہر چیز کو بنیاد سے اکھیڑ دیا۔

دیکھا یہاں عذاب کس شکل میں آیا؟ رحمت کی شکل میں آیا۔ وہ مچھلیاں پکڑنے والوں پر عذاب رحمت کی شکل میں آیا۔ آج اللہ مجھے اور آپ کو ایسے عذابوں سے بچائے۔ آج بھی کچھ حالات کی نوعیتیں یونہی ہیں۔ ایک آدمی رشوت کھاتا ہے، سود کھاتا ہے، شراب پیتا ہے، اعمالِ بد کا مرتکب ہے۔ ہم کہتے ہیں واہ جی واہ! اس پر تو خدا کی بڑی مہربانی ہے — "بھائی تجھے کیا پتہ ہے؟ تیرے پاس کون سا میٹر ہے مہربانی کا؟" "اجی! دو کاریں، تین موٹریں، اجی ہوائی جہاز، اجی بسیں، اجی چھکڑے اجی کوٹھی، اجی فیکٹری، اجی واہ واہ بڑا خدا راضی ہے" — "بھائی نماز پڑھتا ہے؟" "جی نماز تو اُس کے باپ نے بھی کبھی نہیں پڑھی" "زکوٰۃ دیتا ہے؟" "اجی وہ تو ہے ہی منکر، سود خوار ہے، سود کھانے والے کب زکوٰۃ دیتے ہیں" "حج کیا ہے؟" "نہ جی حج کو تو بیکار سمجھتا ہے" "بیوی نماز پڑھتی ہے؟" "نہ جی بیوی بھی نہیں پڑھتی، بیوی تو ہے جرمنی یا فرانس کی، وہ بے چاری کیا جانے نماز کسے کہتے ہیں؟"

"او بھائی کوئی بیٹا پابندِ صوم و صلوٰۃ ہے؟ یا حافظِ قرآن ہے؟ یا کوئی بیٹی پابندِ صوم صلوٰۃ ہے جو اُس کو قیامت میں کام آسکے۔ اُس نے اللہ کی امانت کو اللہ کے نام پر کہیں لگایا ہو؟" "نہ جی وہاں ان سب باتوں کی چھٹی ہے" — تو میں پوچھتا ہوں میرے دوستو! اس سے خدا راضی ہے کہ ناراض ہے؟ خدا تو ناراض ہے۔ اگر خدا راضی ہو

دیکھئے حدیثوں کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
آپ فرماتے ہیں مَنْ یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ
بھلائی کا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں اُسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں وہ دین سمجھنے لگ جاتا
ہے۔ اُس کے قدم پھر مسجد کی طرف اٹھتے ہیں۔ اُس کے قدم پھر قرآن سننے کی طرف
اُٹھتے ہیں۔ الحمدللہ، اللہ آپ کو اور مجھے بھی قبول فرمائے۔ آپ کے قدم اللہ تعالیٰ
نے اٹھائے۔ اگر اللہ نہ لاتا تو آپ کی کیا طاقت تھی؟ میری کیا طاقت تھی؟ ان
نوجوانوں کی، یہ کلرک قسم کے لوگ، بابو قسم کے لوگ، عثمان غنی، خورشید محمد اور محمد اکرم صاحب
یہ بابو قسم کے لوگ، ان کا کیا کام داڑھیوں کے ساتھ؟ ان کا کیا کام قرآن مجید کی مجلسوں کے
ساتھ؟ ان کا کیا کام دینی مجالس کے ساتھ؛ لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کروڑوں
رحمتیں نازل کرے اُس مردِ حق کی قبر پر جس نے ایک مجھ جیسے گنہگاروں کو بھی ربّ العالمین
سے کچھ نہ کچھ شناسا کر دیا۔ یہ انہی کی برکتیں ہیں، انہی کی رحمتیں ہیں، انہی کی صحبتوں
کا فیض ہے۔ آج ہم ان لوگوں سے بھاگ گئے ہیں۔ یاد رکھیں تعلیم کوئی چیز نہیں ہے تعلیم
کیا ملا ہے؟ تعلیم تو ایک فن ہے۔ عمل تو تب پیدا ہوگا۔ جب اللہ کے نیک بندوں
کے ساتھ تعلق قائم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ایک نظر انسان کو
وہ کچھ سمجھا دیتی ہے جو سو سال کی محنت اور مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتی۔ ہمارے اکابر
میں سے بھی جو چمکے ہیں وہ اسی سے چمکے ہیں۔

بات دور چلی جائے گی۔ میں عرض یہ خدمت میں کر رہا تھا کہ عذابِ الٰہی
میرے بزرگو کبھی آتا ہے رحمت کی شکل میں تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم
نے اُن پہ بڑی رحمتیں بظاہر نازل کیں، وہ بڑے خوش ہوگئے کہ ہم سے شاید خدا راضی ہے

یہ ہمارا ہی نہیں ویسے ہی ڈراتا ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم پہلے لوگوں کو ذرا سا پکڑتے ہیں، تنبیہہ کرتے ہیں، اگر وہ نہ سمجھیں تو پھر کیا کرتے ہیں؟ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط ہر چیز کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ بہتات کر دیتے ہیں حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا جب وہ خوش ہوتے ہیں بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ جب وہ خوش ہوتے ہیں، جب وہ اتراتے ہیں تو ہم اُن کو پھر ایسا پکڑتے ہیں کہ پھر وہ نجات سے ناامید ہو جاتے ہیں۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو تم پہلی قوموں کو جن کو میں نے تباہ و برباد کیا۔ کیوں کیا؟ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ۔ ہم نے اُن کو تباہ کیا اُن کے گناہوں کی وجہ سے وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○ اور اُن کے بعد دوسری اُمتوں کو پیدا کر دیا۔

کام تو میرا چلے گا اگر خوشی محمد صاحب، عثمان غنی صاحب اور اکرم صاحب درس قرآن جاری نہ کرتے اللہ تعالیٰ کسی اور کو کھڑا کر دیتے، کام تو چلتا ہی ہے آنکھوں والے قرآن یاد نہیں کرتے خدا اندھوں کو کھڑا کر دیتا ہے مولویوں نے اور پیروں نے قرآن کو چھوڑ دیا (مجھے معاف رکھا جائے) اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کو قرآن کی خدمت کے لئے کھڑا کر دیا جو نہ مولوی ہیں نہ پیر ہیں۔ کوئی جولاہا ہے، کوئی موچی ہے، کوئی ترکھان ہے۔ بیٹھے قرآن یاد کر رہے ہیں۔ خدا نے قرآن کی خدمت تو کرانی ہی ہے کسی اور کو کھڑا کر دیا۔

اللہ فرماتے ہیں میں نے اُن امتوں کو تباہ کیا اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○ اُن کے بعد میں نے دوسری اُمتوں کو کھڑا کر دیا۔ انہوں نے میرے دین کو سنبھالا۔

ہم گئے جو یہ کہتے ہیں، حجت بازی کرتے ہیں کہ کوئی لکھا ہوا سرٹیفکیٹ لاؤ ہمارے پاس کہ تم خدا کے رسول ہو۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ اور اگر ہم اتار بھی دیتے آپ پر لکھی ہوئی بات کسی کاغذ میں فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ یہ ٹٹولتے اس کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ کہ واقعی یہ کاغذ ہے۔ ان کو یقین ہو جاتا کہ یہ کاغذ ہے اور نیچے میری مہر بھی ہوتی۔ میں لکھ دیتا کہ اے دنیا والو! اے مکے والو! میرا حکم ہے تمہارے نام، اے فلاں فلاں، نام بھی لکھ دیتا اور یہ کہہ دیتا کہ تم مانو کہ یہ محمد رسول اللہ میرے رسول ہیں تو وہ کیا مانتے؟ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ پھر بھی یہ منکر کہہ دیتے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ جنہوں نے نہیں ماننا وہ پھر بھی نہ مانتے۔

یہاں چلتے چلتے میں ایک بات چھوٹی سی پوچھ لوں۔ یہ جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا، وہ کیا جانتے تھے کہ قلم کیا ہے، وہ کیا جانتے تھے کہ دوات کیا ہے، وہ کیا جانتے تھے کاغذ کیا ہے اس لئے حدیثوں کو جمع کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

یہ میرے بزرگو قرآن نے کیا کہا؟ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ یہ کس سوال کا جواب ہے؟ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قرآن مجید کے مطالعہ کا طریقہ ہے جو ہمیں اکابر نے بتایا ہے کبھی ایک آیت کو دیکھ کر فیصلہ نہ کریں۔ ایک آیت کا جواب کہیں ہوگا جواب کا سوال کہیں ہوگا۔ سوال کا جواب کہیں ہوگا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ کہ یہ کہتے ہیں

کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ یہاں تک کہ ہم پر ایک سر کلر نازل کر دیا جائے۔ ایک لکھی ہوئی بات نازل کریں آپ۔ تُنَزِّلَ آپ نازل کریں، اللہ تعالیٰ سے کہیں۔ اور وہ کیسی بات ہو؟ نَّقْرَؤُهٗ۔ جسے ہم خود پڑھیں۔ تو پڑھنا جانتے تھے تبھی سوال کیا یا ویسے ہی سوال کیا؟ اس سے قرآن نے جواب فرمایا۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ؕ میں تو خدا کی بات تم تک پہنچاتا ہوں۔ اگر خدا نے مجھے یہ بھی دے دیا تو میں دے دوں گا، جو مجھے خدا کہے گا۔ میں تو وہی کہوں گا۔ میں اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ تو جب وہ لوگ میرے بزرگ قرطاس جانتے تھے (کاغذ) کتاب جانتے تھے (لکھی ہوئی چیز) اور لَوْحِ مَحْفُوْظ (تختی) لوح قرآن میں آتا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۙ ن دوات کو کہتے ہیں، جانتے تھے؛ جب جانتے تھے تو پھر قرآن کو بھی لکھا۔ حدیثوں کو بھی لکھا۔ یہ غلط الزام ہے۔ ویسے ہی اشاعت کی جاتی ہے اس بات کی۔ حدیثوں کا ذخیرہ نبی کریمؐ کے زمانہ مقدس میں خود موجود تھا اور جب چلنے پھرنے والے ذخیرے موجود تھے تو کتابوں کی کیا ضرورت تھی؟ ابو ہریرہؓ کو کھڑا کریں، سینکڑوں حدیثیں سن لیں، کتاب تو موجود تھی۔ ہاں جب وہ دنیا سے جانے لگے تو انہوں نے اپنے سامنے حدیثوں کو مدون کرایا، جمع کرایا۔ اگرچہ وہ آجکل کی طرح پریس کا زمانہ نہیں تھا، کہ اس شکل میں ہوتا، لیکن ذخیرۂ احادیث یقیناً موجود تھا۔

حضرت معاذؓ کے متعلق ہے کہ ان کی جب وفات ہونے لگی تو انہوں نے صحابہؓ کو بلایا اور ایک حدیث تھی ان کے پاس۔ موت کے وقت یہ فرمایا کہ مجھے حضورِ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اُس وقت منع کیا تھا میں نے اس لئے اس وقت
یہ بات تمہیں نہیں بتائی اب تمہیں کہتا ہوں تو علامہ محی السنہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں اس کی وجہ
اَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ تَأَثُّمًا عِنْدَ مَوْتِہٖ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس حدیث کی خبر دی اپنی
موت کے وقت تاثماً، گناہ سے بچنے کے لئے کہ کتمان علم نہ ہو جائے۔ اللہ نے فرمایا کہ میری طرف
سے علم کو پھیلاؤ۔ تو انہوں نے موت کے وقت جو اپنے پاس حدیث تھی وہ بتا دی۔ اسی طرح اور
صحابہؓ نے بتائی بھی ہیں۔ صحابہؓ نے لکھائی بھی ہیں جو ہمارے پاس منقح شدہ قرآن
مجید کے بعد ذخیرۂ احادیث موجود ہے۔ یاد رکھئے یہ سارے کا سارا ذخیرۂ احادیث
بالکل صحیح ہے اور مسلمان کا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اُمت میں سے کسی کو یہ حق نہیں
پہنچتا کہ ان میں تنقیدیں یا تنقیحیں کرتا پھرے۔

تو ارشاد فرمایا لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا۔ تو ضرور کہہ دیتے یہ کافر اِنْ ھٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

اچھا پھر یہ کہتے ہیں کوئی فرشتہ آئے ہم پر۔ فرشتہ اگر ہم سے کہے کہ
یہ محمد میرے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آتا ہے تو محمد کے پاس آتا ہے۔
ہمارے پاس بھی تو آئے۔ قرآن جواب دیتا ہے۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ
اور یہ کہتے ہیں کیوں نہیں نازل ہوتا اللہ کے اس نبی پر کوئی فرشتہ۔ یہاں پر فرشتے
سے مراد یہ ہے کہ ہم بھی اس فرشتے کو دیکھیں۔ ہمارے ساتھ بھی بات چیت کرے۔

وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا۔ اگر ہم ایسے فرشتے نازل کر دیتے جن کو یہ بھی دیکھ لیں اور
یہ ان کے ساتھ اپنی چھیڑ چھاڑ بھی کریں۔ جیسا کہ قوم لوط نے لوط علیہ السلام پر نازل
ہونے والے فرشتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ تو پھر کیا ان کا بھلا ہوگا؟ نہ۔

تَقْضِيَ الْاَمْرُ ۔ پھر ان پر میرے عذاب کا فیصلہ ہو جاتا۔ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ٥
اور پھر ان کو توبہ تک کی بھی مہلت نہ دی جاتی ۔ اگر یہ کہتے ہیں تو ہم بھیج دیتے ہیں۔
اور پھر دوسری بات ہے میرے حبیبؐ! یہ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا ۔ اگر ہم آپؐ کے پاس آنے والے فرشتے کو وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا ۔ اگر ہم آپ پر آنے والے اس رسول کو فرشتہ بنا کر بھیجتے لَجَعَلْنٰهُ رَجُلًا ۔ پھر بھی اس کو انسانی شکل دے کر بھیجتے کیونکہ فرشتے کو فرشتے کی شکل میں تو یہ نہیں دیکھ سکتے۔ اجسام نوریہ ہیں۔ ہم ان کو پھر انسان کا لباس دے کر بھیجتے۔
لَجَعَلْنٰهُ رَجُلًا مرد بنا کر بھیجتے کہ آپ پر وحی لانے والا ہے۔ تو پھر ان کو وہی اشکال ہوتا۔ وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ٥ اس صورت میں بھی ہم ان کو اسی شبے میں ڈال دیتے جس میں یہ اب مبتلا ہیں۔ پھر بھی کہتے یہ کہ یہ تو فرشتہ نہیں، یہ تو بندہ ہے۔
اب فرشتے کو دیکھے کون؟ فرشتے کو تو تبھی دیکھ سکتے ہیں کہ انسانی شکل میں ہوتا تو انسانی شکل میں تو آپ بھی ہیں، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو کہتے ہیں فرشتہ آئے۔ فرشتہ بھی اپنی اصلی شکل میں آئے ان کی دیکھنے کی مجال نہیں ہے اور انسانی شکل میں آئے تو یہ اعتراض کریں گے۔
اس لئے میرے حبیبؐ! صبر کیجئے، دیکھئے کیا بنتا ہے۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ۔ اور یہ بالکل یقینی بات ہے، ٹھٹھا کیا گیا، باتوں باتوں میں اڑایا گیا ان تعلیمات کو جو لے کر آئے سارے

رسول آپ سے پہلے بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ۔ جتنے بھی رسول دنیا میں آئے، قوم نے کسی رسول کی بات کو اچھے دل کے ساتھ نہیں مانا۔ ٹھٹھا کیا، مذاق کیا، کچھ مسلمان ہوئے، کچھ کافر بنے۔ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ پس آپڑا ان لوگوں پر وہ عذاب جس عذاب کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے وہ آن پڑا۔ اسی طرح مکّے والوں پر بھی عذاب آئے گا۔ اگر یہ آپؐ پر ایمان نہ لائیں گے۔

بڑے خوش نصیب تھے مکّے والے۔ چند انسان بدنصیب تھے جو جہنم رسید ہوئے۔ کچھ بدر میں مارے گئے، کچھ اُحد میں مارے گئے اور پھر دو تین آدمی فتح مکّہ کے دن مارے گئے۔ باقی اکثریت نے لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ جب مکّہ مکرمہ فتح ہوا، امام الانبیاء فاتحانہ طریقہ پر داخل ہوئے تو تاریخوں میں، سیرت کی کتابوں میں موجود ہے کہ دس ہزار انسانوں نے لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا جس کی بشارت دی ہے قرآن مجید نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۞ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۞ جب اللہ کی مدد آئے گی اور مکّہ مکرمہ فتح ہو جائے گا، تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ دین کے اندر فوج در فوج داخل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وقت درس کا ہو چکا ہے۔ اب حضرت صاحب تشریف لائیں گے یا باقی پروگرام جاری ہوگا اور پھر جو دعا ہے درس کی وہ حضرت صاحب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کا اجر دے۔ اللہ ان بھائیوں

کو بھی اپنے اجر کے ساتھ نوازے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ط مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ه

ضروری عرض!

جیسا کہ پہلے سال کے مجموعہ درس قرآن مجید کے آخر میں عرض کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ درس کا ہے۔ جو بطور وعظ و نصیحت کے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمادیں۔ اگر اس میں کوئی جگہ سمجھ میں نہ آئے تو کسی قریبی عالم صاحب سے دریافت فرمالیں اور اس کی روشنی میں کوئی فتویٰ صادر نہ کریں۔ بلکہ فتویٰ دینا علماء کرام کا فریضہ اور ان کا منصب ہے۔

واللہ اعلم

قاضی محمد زاہد الحسینی

طابع و ناشر قاضی محمد ارشد الحسینی دار الارشاد (منظور عام پریس پشاور)